BEDD 214DST

اردو کی تدریس

Pedagogy of Urdu

برائے

بیچلر آف ایجوکیشن

(سال دوم)

ڈائرکٹوریٹ آف ٹرانسلیشن اینڈ پبلی کیشنز
مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی، حیدرآباد

© مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی، حیدرآباد
سلسلہ مطبوعات نمبر-33
ISBN: 978-93-80322-39-1
Second Edition: July, 2019

ناشر : رجسٹرار، مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی، حیدرآباد
اشاعت : جولائی 2019
تعداد : 1000
مطبع : پرنٹ ٹائم اینڈ بزنس انٹرپرائزز، حیدرآباد

Pedagogy of Urdu

Edited by:

Dr. Reyaz Ahmad
Assistant Professor, MANUU College of Teacher Education, Sambhal

On behalf of the Registrar, Published by:

Directorate of Distance Education

In collaboration with:

Directorate of Translation and Publications
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad-500032 (TS)
E-mail: directordtp@manuu.edu.in

فاصلاتی تعلیم کے طلبا وطالبات مزید معلومات کے لیے مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کر سکتے ہیں:

ڈائرکٹر

نظامت فاصلاتی تعلیم

مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی

گچی باؤلی، حیدرآباد-500032

Phone No.: 1800-425-2958, website: www.manuu.ac.in

فہرست

اکائی نمبر	مضمون	مصنف	صفحہ نمبر
	پیغام	وائس چانسلر	5
	پیش لفظ	ڈائرکٹر	6
	کورس کا تعارف	ایڈیٹر	7
اکائی :6	معلم اُردو اور مشقی تدریس	ڈاکٹر آفاق ندیم خان اسسٹنٹ پروفیسر مانو کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، بھوپال	9
اکائی :7	درسی کتاب اور تدریسی آلات	ڈاکٹر نہال احمد انصاری اسسٹنٹ پروفیسر مانو کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، آسنسول	43
اکائی :8	نصاب اور ہم نصابی سرگرمیاں	پروفیسر محمد مشاہد شعبۂ تعلیم و تربیت، مانو	62
اکائی :9	اُردو زبان کے فروغ میں معاون ادارے	ڈاکٹر ریاض احمد اسسٹنٹ پروفیسر، مانو کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، سنبھل	75
اکائی :10	پیائش اور جانچ	ڈاکٹر آفاق ندیم خان اسسٹنٹ پروفیسر، مانو کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، بھوپال	89

ایڈیٹر:
ڈاکٹر ریاض احمد
اسسٹنٹ پروفیسر
مانو کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، سنبھل

لینگویج ایڈیٹر:
ڈاکٹر انجم السحر
اسوسی ایٹ پروفیسر و پروگرام کوآرڈینیٹر بی ایڈ (فاصلاتی طرز)
نظامت فاصلاتی تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی، حیدر آباد

پیغام

وائس چانسلر

وطنِ عزیز کی پارلیمنٹ کے جس ایکٹ کے تحت مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی کا قیام عمل میں آیا ہے اُس کی بنیادی سفارش اُردو کے ذریعے اعلیٰ تعلیم کا فروغ ہے۔ یہ وہ بنیادی نکتہ ہے جو ایک طرف اِس مرکزی یونیورسٹی کو دیگر مرکزی جامعات سے منفرد بناتا ہے تو دوسری طرف ایک امتیازی وصف ہے، ایک شرف ہے جو ملک کے کسی دوسرے اِدارے کو حاصل نہیں ہے۔ اُردو کے ذریعے علوم کو فروغ دینے کا واحد مقصد ومنشا اُردو داں طبقے تک عصری علوم کو پہنچانا ہے۔ ایک طویل عرصے سے اُردو کا دامن علمی مواد سے لگ بھگ خالی ہے۔ کسی بھی کتب خانے یا کتب فروش کی الماریوں کا سرسری جائزہ بھی تصدیق کردیتا ہے کہ اُردو زبان سمٹ کر چند ''ادبی'' اصناف تک محدود رہ گئی ہے۔ یہی کیفیت رسائل و اخبارات کی اکثریت میں دیکھنے کو ملتی ہے۔ ہماری یہ تحریریں قاری کو کبھی عشق و محبت کی پُر پیچ راہوں کی سیر کراتی ہیں تو کبھی جذباتیت سے پُر سیاسی مسائل میں اُلجھاتی ہیں، کبھی مسلکی اور فکری پس منظر میں مذاہب کی توضیح کرتی ہیں تو کبھی شکوہ شکایت سے ذہن کو گراں بار کرتی ہیں۔ تاہم اُردو قاری اور اُردو سماج آج کے دور کے اہم ترین علمی موضوعات چاہے وہ خود اُس کی صحت و بقا سے متعلق ہوں یا معاشی اور تجارتی نظام سے، وہ جن مشینوں اور آلات کے درمیان زندگی گزار رہا ہے اُن کی بابت ہوں یا اُس کے گردوپیش اور ماحول کے مسائل..... وہ ان سے نابلد ہے۔ عوامی سطح پر اِن اصناف کی عدم دستیابی نے علوم کے تئیں ایک عدم دلچسپی کی فضا پیدا کردی ہے جس کا مظہر اُردو طبقے میں علمی لیاقت کی کمی ہے۔ یہی وہ چیلنجز ہیں جن سے اُردو یونیورسٹی کو نبرد آزما ہونا ہے۔ نصابی مواد کی صورت حال بھی کچھ مختلف نہیں ہے۔ اسکولی سطح کی اُردو کتب کی عدم دستیابی کے چرچے ہر تعلیمی سال کے شروع میں زیر بحث آتے ہیں۔ چونکہ اُردو یونیورسٹی میں ذریعہ تعلیم ہی اُردو ہے اور اس میں علوم کے تقریباً سبھی اہم شعبہ جات کے کورسز موجود ہیں لہٰذا اِن تمام علوم کے لیے نصابی کتابوں کی تیاری اِس یونیورسٹی کی اہم ترین ذمہ داری ہے۔ اِسی مقصد کے تحت ڈائرکٹوریٹ آف ٹرانسلیشن اینڈ پبلی کیشنز کا قیام عمل میں آیا ہے اور احقر کو اِس بات کی بے حد خوشی ہے کہ اپنے قیام کے محض ایک سال کے اندر ہی یہ برگِ نو، ثمر آور ہوگیا ہے۔ اس کے ذمہ داران کی انتھک محنت اور قلم کاروں کے بھرپور تعاون کے نتیجے میں کتب کی اشاعت کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ کم سے کم وقت میں نصابی اور ہم نصابی کتب کی اشاعت کے بعد اِس کے ذمہ داران، اُردو عوام کے واسطے بھی علمی مواد، آسان زبان میں تحریر عام فہم کتابوں اور رسائل کی شکل میں شائع کرنے کا سلسلہ شروع کریں گے تاکہ ہم اِس یونیورسٹی کے وجود اور اِس میں اپنی موجودگی کا حق ادا کرسکیں۔

ڈاکٹر محمد اسلم پرویز

خادمِ اوّل

مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی

پیش لفظ

ہندوستان میں اُردو ذریعہ تعلیم کی خاطر خواہ ترقی نہ ہو پانے کے اسباب میں ایک اہم سبب اُردو میں نصابی کتابوں کی کمی ہے۔اس کے متعدد دیگر عوامل بھی ہیں لیکن اُردو طلبہ کو نصابی اور معاون کتب نہ ملنے کی شکایت ہمیشہ رہی ہے۔1998ء میں جب مرکزی حکومت کی طرف سے مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی کا قیام عمل میں آیا تو اعلیٰ سطح پر کتابوں کی کمی کا احساس شدید ہوگیا۔اعلیٰ تعلیمی سطح پر صرف نصابی کتابوں کی نہیں بلکہ حوالہ جاتی اور مختلف مضامین کی بنیادی نوعیت کی کتابوں کی ضرورت بھی محسوس کی گئی۔فاصلاتی طریقۂ تعلیم کے تحت چونکہ طلبہ کو نصابی مواد کی فراہمی ضروری ہے لہٰذا اُردو یونیورسٹی نے مختلف طریقوں سے اُردو میں مواد کا نظم کیا۔کچھ مواد یہاں بھی تیار کیا گیا مگر علمی کتابوں کی منظّم اور مستقل اشاعت کا سلسلہ شروع نہیں کیا جاسکا۔

موجودہ شیخ الجامعہ ڈاکٹر محمد اسلم پرویز نے اپنی آمد کے ساتھ ہی اُردو کتابوں کی اشاعت کے تعلق سے انقلاب آفریں فیصلہ کرتے ہوئے ڈائرکٹوریٹ آف ٹرانسلیشن اینڈ پبلی کیشنز کا قیام عمل میں لایا۔اس ڈائرکٹوریٹ میں بڑے پیانے پر نصابی اور دیگر علمی کتب کی تیاری کا کام جاری ہے۔کوشش یہ کی جارہی ہے کہ تمام کورسز کی کتابیں متعلقہ مضامین کے ماہرین سے راست طور پر اُردو میں ہی لکھوائی جائیں۔اہم اور معروف کتابوں کے تراجم کی جانب بھی پیش قدمی کی گئی ہے۔توقع ہے کہ مذکورہ ڈائرکٹوریٹ ملک میں اشاعتی سرگرمیوں کا ایک بڑا مرکز ثابت ہوگا اور یہاں سے کثیر تعداد میں اُردو کتابیں شائع ہوں گی۔نصابی اور علمی کتابوں کے ساتھ مختلف مضامین کی وضاحتی فرہنگ کی ضرورت بھی محسوس کی جاتی رہی ہے۔لہٰذا یونیورسٹی نے فیصلہ کیا کہ اولاً سائنسی مضامین کی فرہنگیں اس طرح تیار کی جائیں جن کی مدد سے طلبہ اور اساتذہ مضمون کی باریکیوں کو خود اپنی زبان میں سمجھ سکیں۔ڈائرکٹوریٹ کی پہلی اشاعت وضاحتی فرہنگ (حیوانیات و حشریات) کا اجرا فروری 2018ء میں عمل میں آیا۔

زیرنظر کتاب اُن 34 کتابوں میں سے ایک ہے جو بی ایڈ کے طلبہ کے لیے تیار کی گئی ہیں۔یہ کتابیں بنیادی طور پر فاصلاتی طریقۂ تعلیم کے طلبہ کے لیے ہیں تاہم اس سے روایتی طریقۂ تعلیم کے طلبہ بھی استفادہ کرسکیں گے۔اس کے علاوہ یہ کتابیں تعلیم و تدریس کے عام طلبہ، اساتذہ اور شائقین کے لیے بھی دستیاب ہیں۔

یہ اعتراف بھی ضروری ہے کہ زیرنظر کتاب کی تیاری میں شیخ الجامعہ کی راست سرپرستی اور نگرانی شامل ہے۔اُن کی خصوصی دلچسپی کے بغیر اس کتاب کی اشاعت ممکن نہ تھی۔نظامت فراصلاتی تعلیم اور اسکول برائے تعلیم و تربیت کے اساتذہ اور عہدیداران کا بھی عملی تعاون شاملِ حال رہا ہے جس کے لیے اُن کا شکریہ بھی واجب ہے۔

اُمید ہے کہ قارئین اور ماہرین اپنے مشوروں سے نوازیں گے۔

پروفیسر محمد ظفرالدین
ڈائرکٹر، ڈائرکٹوریٹ آف ٹرانسلیشن اینڈ پبلی کیشنز

کورس کا تعارف

آپ نے بی ایڈ سال اول کے نصاب میں تدریس اردو سے متعلق مختلف امور جیسے زبان اور زبان کی اہمیت، زبان کے اقسام، اردو ادب کی اہم اصناف، تدریس اردو کے مختلف طریقوں اور بنیادی مہارتوں کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ اس کے علاوہ اردو زبان کی تدریس کی منصوبہ بندی بھی آپ کے نصاب میں شامل رہی ہیں۔

یہ کورس پچھلے سال کے نصاب کا ہی تسلسل ہے۔ اس کورس میں پانچ اکائیاں شامل ہیں۔ اکائی (6) ''معلم اردو اور مشقی تدریس'' ہے۔ اس اکائی میں معلم اردو کے اہم اوصاف کے علاوہ مختلف اصناف کی تدریس کے مختلف مراحل پیش کئے گئے ہیں۔ اکائی (7) درسی کتاب اور تدریسی آلات سے متعلق ہے۔ اکائی (8) میں آپ نصاب کے تصور، تدوین نصاب کے اصولوں اور ہم نصابی سرگرمیوں کے بارے میں واقفیت حاصل کریں گے۔

ہندوستانی میں کئی ادارے اردو کی ترقی و ترویج میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ اکائی (9) میں ان اداروں کے قیام، اور ان کے کردار کا جائزہ لیا گیا ہے۔

آخری اکائی (10) میں تعین قدر، پیائش اور مسلسل جامع جانچ کے تصورات کی تفہیم، مسلسل جامع جانچ کے آلات وغیرہ کو بیان کیا گیا ہے۔

اردو کی تدریس

اکائی۔6 معلم اردو اور مشقی تدریس

ساخت:۔

6.1 تمہید

6.2 مقاصد

6.3 ایک موثر معلم کے اوصاف

6.4 زبان دانی کے معلم اور معلم اردو کے خصوصی اوصاف

6.5 تدریس نثر۔ مختلف مراحل

6.6 تدریس نظم۔ مختلف مراحل

6.7 تدریس قواعد۔ مختلف مراحل

6.8 سالانہ پلان

6.9 یونٹ پلان

6.10 یونٹ پلان اور سالانہ پلان میں فرق

6.11 یاد رکھنے کے نکات

6.12 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں

6.13 سفارش کردہ کتابیں

6.1 تمہید :-

زندگی کو معیاری بنانے کے لئے تعلیم ضروری ہے۔مگر تعلیم کو بہتر بنانے کے لئے معیاری استاد بھی اتنا ہی ضروری ہے۔جارج برناڈ شا کے مطابق ”ہم میں سے جو بہتر ہیں وہ استاد بنیں، باقی جہاں جانا چاہیں جائیں“۔ایک استاد کا کام صرف طلباء کو چند حقائق سے آگاہ کرانا نہیں ہے بلکہ بحیثیت فرد انہیں پروان چڑھانا اور ان کے اندر ایک ذاتی فکر پیدا کرنا ہے۔ استاد کی حیثیت ایک مالی جیسی ہوتی ہے جو کہ پودوں کی نگہداشت کرتا ہے اور ایک تناور درخت بننے

میں اس کی مدد کرتا ہے۔اس کے لیے معلم میں چند ایسے اوصاف ہونا ضروری ہیں جو کہ معلم کو واقعتاً معلم کہلانے کے حقدار بنائیں۔تعلیمی نظام میں خاص طور سے مادری زبان کی تدریس بڑی اہمیت کی حامل ہے۔تعلیم ایک تہذیبی عمل ہے اور اور اردو زبان کی تعمیل ہماری تہذیبی شخصیت کی تکمیل کرتی ہے۔اس اکائی میں ایک موثر معلم کے اوصاف کے ساتھ ساتھ معلم اردو کے خاص اوصاف پر بھی گفتگو کی گئی ہے۔

ثانوی جماعتوں میں اردو ادب کی مختلف اصناف کی تدریس کی جاتی۔ ہر صنف اپنی نوعیت کے اعتبار سے مخصوص ہوتی ہے لیکن اردو زبان کی مختلف اصناف کو اصناف نثر اور اصناف نظم میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔اس اکائی میں تدریس نثر کے مختلف مراحل، تدریس نظم کے مختلف مراحل کے ساتھ ساتھ تدریس قواعد کے مختلف طریقوں پر بھی بحث کی گئی ہے۔

تنظیم، ترتیب، ربط اور منصوبہ بندی موثر تدریسی عمل کی بنیادی ضرورت ہے۔کسی استاد کے لئے اس عمل میں بنیادی تصورات اور اصولوں کی فہم کے تئیں اپنے شاگردوں کو بیدار کرنا اور متحرک کرنا ضروری ہے۔اس عمل کی تکمیل کے لئے پورے سال کی تدریسی سرگرمیوں کی حسب ضروری اور حسب استعداد منصوبہ بندی کرنا اور منصوبہ اسباق کے مطابق تعلیم فراہم کرنا معلم کے لیے ضروری ہے۔ایک معلم کے لیے ضروری کہ وہ درجہ میں سبق پڑھانے سے پہلے تدریس کے ہر ایک پہلو اور ہر نکتہ پر اچھی طرح غور وفکر کرے،موضوع اور مواد کو ذہن نشین کرے اور تدریس کے سبھی اقدامات کو ذہن میں رکھتے ہوئے اپنے پورے سال کی تدریسی سرگرمیوں کی منصوبہ بندی کرے اور اس سالانہ منصوبہ بندی کی بنیاد پر اکائی منصوبہ بندی اور سبق کی منصوبہ بندی کرے اور اسی کے مطابق اپنی تدریسی سرگرمیوں کو انجام دے۔اس لیے اس اکائی میں سالانہ پلان اور یونٹ پلان بنانے اور اس کا استعمال کیسے کیا جائے؟ اس پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔

6.2 مقاصد:-

اس اکائی کے مطالعے کے بعد آپ کو اس قابل ہو جانا چاہئے کہ۔

1۔ ایک موثر معلم کے اوصاف بیان کر سکیں۔
2۔ زبان دانی کے معلم کی خصوصیات واضح کر سکیں۔
3۔ معلم اردو کے خصوصی اوصاف کی فہرست بنا سکیں۔
4۔ تدریس نثر کے مختلف مراحل کی تفہیم کر کے اس کا استعمال اپنی تدریس میں کر سکیں۔
5۔ تدریس نظم کے مختلف مراحل کی تفہیم کر کے اس کا استعمال اپنی تدریس میں کر سکیں۔
6۔ تدریس قواعد کے مختلف مراحل کی تفہیم کر کے اس کا استعمال اپنی تدریس میں کر سکیں۔
7۔ یونٹ پلان کے تصور اور طریقہ کار کو سمجھ کر اس کا استعمال اپنی تدریس میں کر سکیں۔
8۔ سالانہ پلان کے تصور اور طریقہ کار کو سمجھ کر اس کا استعمال اپنی تدریس میں کر سکیں۔
9۔ یونٹ پلان اور سالانہ پلان میں فرق واضح کر سکیں۔

6.3 ایک موثر معلم کے اوصاف:۔

تعلیمی عمل کا روح رواں معلم ہوتا ہے۔معلم کو نظام تعلیم میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ایک موثر معلم کے لیے ضروی ہے کہ وہ اپنے طلباء کی ذہنی صلاحیت، ان کی عمر، جماعت، دلچسپیوں اور طبیعت کے رجحانات کا بخوبی اندازہ کرے،طلباء کی سیرت کو سنوارے۔معلم کے پیشے کی خصوصیت ایسی ہے کہ جو اسے تمام دوسرے پیشوں سے ممتاز کرتی ہے۔معلم کی اپنی شخصیت اس کا طرز عمل غیر شعوری طور پر طلباء کی مجموعی سیرت کو متاثر کرتا ہے۔اس کے علاوہ معلم تعلیمی

منصوبوں اور مشغلوں کو زندگی میں مربوط کرنے کے مہارت رکھتا ہو اور اندازہ قدر کے طریقوں اور ان کے استعمال سے بخوبی واقف ہوتا ہے۔ ایک موثر معلم کی مطلوبہ خصوصیات تفصیل کے ساتھ پیش کی جا رہی ہیں جو درج ذیل ہیں۔

1. مشفق:۔ شفیق استاد سے بچے جلد مانوس ہو جاتے ہیں۔ نتیجتاً معلم بچے کو انفرادی طور پر سمجھنے کی کوشش کرتا ہے اور بچہ معلم کی ذات وصفات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھاتا ہے۔ معلم کی سخت مزاجی اور ترش روئی سے طلباء کی ذہنی صحت منفی طور پر متاثر ہوتی ہے بلکہ ان کی نفرت وخوف مضمون سے مشروط ہو جاتی ہے۔ معلم کی سخت مزاجی سے طلباء میں خوف، غصہ اور نفرت کے جذبات قوی ہو جاتے ہیں اور ان کی شخصیت کی تشکیل وتکمیل کے بجائے انحراف ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ معلم کی شفقت طلباء میں خود اعتمادی پیدا کرتی ہے اور ان کی شخصیت کی بہتر نشو نما ممکن ہوتی ہے۔ موثر اور کامیاب تدریس کے لیے ضروری ہے کہ معلم ہنس مکھ، ملنسار اور خوش مزاج ہو۔ اس کا رویہ مشفقانہ اور ہمدردانہ ہو، تا کہ طلباء کے لئے ایک معمار ثابت ہو مسمار کرنے والے نہیں۔ ڈاکٹر ذاکر حسین نے لکھا ہے کہ ’’استاد کی کتاب زندگی کے سرورق پر علم کی جگہ محبت کا عنوان ہونا چاہئے۔ معلم کو یہ سمجھنا چاہئے کہ شفقت میں ایک ایسی آنچ ہوتی ہے جو پتھروں کو موم کر کے متوقع شکل اور سانچوں میں ڈھال سکتی ہے۔"

2. نفسیات سے آشنا:۔ معلم کو نفسیات سے آگاہی بہت ضروری ہے۔ نفسیات سے آگاہ ہو کر وہ طلباء کی عمر کے لحاظ سے ان کی ضرورتوں، ان کے درمیان پائے جانے والے تفاوت کو بہتر طریقہ سے سمجھ سکے گا۔ ہر طالب علم اپنے آپ میں منفرد ہے اسکی انفرادیت کو سمجھنا، اسمیں وہ تفاوت کس بنا پر ہے؟ بچے میں تخلیقت کا کون سا عنصر زیادہ ہے؟ اس کی دلچسپی کس چیز میں ہے؟ معلم کو ان سب سے آگاہ ہونا ضروری ہے۔ معلم کو یہ علم ہونا ازحد ضروری ہے کہ طلباء نشو نما کی کس سطح پر ہے اور اس سطح کی کون سی خصوصیات ہیں۔ ان خصوصیات کو سامنے رکھتے ہوئے کیسے تدریس کی جائے تا کہ تدریس موثر ثابت ہو اور مقاصد کا بہتر طریقہ سے حصول کیا جا سکے۔

اس کے علاوہ معلم کو طلباء کو متحرک کرنے کے مختلف طریقہ کار سے آشنائی بہت ضروری ہے۔ کمرہ جماعت چھوٹے سماج کی مانند ہے اور اس میں سماج کی تمام خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ معلم کو یہ علم ہونا چاہئے کہ درجہ بحیثیت گروہ اس سماج کی حرکیات کیا ہیں؟ اور کون کون سی طاقتیں اس حرکیات میں نمایاں کردار ادا کر رہی ہیں۔

معلم کو تدریس کے مختلف طریقہ کار کا پوری طرح سے علم ہونا ضروری ہے۔ کس مواد مضمون کو کس عمر کے بچے کو کس طریقہ سے پڑھایا جائے تا کہ مقاصد کا بہتر طریقہ سے حصول ممکن ہو سکے، اکتساب کے کون کون سے طریقہ کار ہیں؟ کس مضمون کا اکتساب کیسے کرانا ہے؟ کس مواد مضمون کو کیسے پڑھانا ہے؟ یہ سب معلم تعلیمی نفسیات کے علم سے ہی سیکھتا ہے۔ اس کے علاوہ معلم کو شخصیت کے تصور، شخصیت کو اثر انداز کرنے والے عوامل اور جامع شخصیت کو بنانے کے طریقہ کار علم ہونا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ طلباء کے طرز عمل کو جانچنے کے کیا طریقہ کار ہو سکتے ہیں؟ اور کس طلباء کے طرز عمل کو سمجھنے کے لئے کون سا طریقہ کار استعمال کرنا ہے؟ ان تمام نکات کا علم ہونا ضروری ہے۔ ان تمام باتوں سے آشنائی تعلیمی نفسیات کے ذریعے ہی ممکن ہے اس لئے معلم کو تعلیمی نفسیات سے آگاہی ہونی ازحد ضروری ہے۔

3. اعلیٰ سیرت وکردار کا حامل :۔ ایک معلم کو اعلیٰ سیرت وکردار اور موثر شخصیت کا مالک ہونا چاہئے طلباء اپنے معلم کے فعال، دلچسپیاں اور معیار کو اپناتے ہیں طلباء پر معلم کی شخصیت کی گہری چھاپ پڑتی ہے۔ کئی بار دیکھا گیا ہے کہ بہت سارے طلباء اپنے معلم کی وجہ سے ہی معلم کا پیشہ اپناتے ہیں اس معلم کو اپنی شخصیت کو ان پہلوؤں کو اجاگر کرنے چاہئے جن کو وہ طلباء میں دیکھنا چاہتا ہے۔ کیونکہ معلم اپنے کردار کی عظمت سے ہی معزز بنتا ہے۔ معلم ملک وقوم کا معمار ہوتا ہے وہ جیسا ہوگا اور جیسا طرز عمل ظاہر کرے گا ملک وقوم ویسے ہی بنے گیں۔ اس لئے جیسا ملک قوم دیکھنا چاہتے

ہیں پہلے خود کو ویسا ہی بنانا پڑے گا۔معلم کا پیشہ دراصل نبیوں کا پیشہ ہے۔معلم کو اس بات پر فخر ہونا چاہئے کہ اس نے معلم کے پیشہ کو چنا ہے اور اپنے طرز عمل سے اس عظیم پیشہ کا نمائندہ ہونا چاہیئے۔

4. انفرادی تفاوت کی فہم:۔ یہ دور متعلم مرکوز تعلیم کا دور ہے۔چونکہ طلباء میں انفرادی تفاوت پایا جاتا ہے اس لیے معلم کو طلباء کی جسمانی، ذہنی، ثقافتی خصوصیات اور سطح کو سمجھ کر اس کے مطابق ہی تعلیم دینا چاہیے۔طلباء مختلف دلچسپی، رجحان اور ذہانت کے مالک ہوتے ہیں۔ایک معلم کو چاہئے کہ وہ طلباء کے دلچسپی اور رجحان کو سمجھنے اور اسکے مطابق ہی تعلیمی تجربات فراہم کرے۔ایک ہی درجہ میں مختلف ذہانت کی سطحوں کے طلباء زیر تعلیم ہوتے ہیں اور ایک معلم کو ان ہی کے ذریعہ تدریسی مقاصد کا حصول کرنا ہے اس لیے یہ معلم کی ذمہ داری ہے کہ مواد مضمون کو متعلم کی سطح پر لا کر تدریس کرے۔اس کے لیے معلم کو انفرادی تفاوت کا اور کن کن پہلوؤں پر طلباء میں انفرادی تفاوت پایا جاتا ہے اس کا علم ہونا از حد ضروری ہے۔

5. قوت برداشت اور تحمل :۔ ایک اچھے معلم میں قوت برداشت اور تحمل کا ہونا ضروری ہے۔اس کو یہ ذہن میں ضروری رکھنا چاہئے کہ وہ خود جب طلباء کے برابر تھا تو وہ کیسا تھا؟ کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ معلم چھوٹی چھوٹی باتوں پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے طلباء کو مختلف قسم کی سزا دیتے ہیں۔نتیجتاً طالب علم اس سزا کے بہت عادی ہوجاتے ہیں اور ان پر کسی قسم کا اثر نہیں ہوتا ہے اور اسے وہ روٹین میں لینے لگتے ہیں یا کوئی حساس طالب علم ہے تو اس کی ذہنی صحت پر منفی اثر مرتب ہوتا ہے۔نتیجتاً ان کی شخصیت کا نشو نما متاثر ہوتی ہے۔معلم کو طلباء کے بچپن کو ذہن مین رکھنا ضروری ہے کہ وہ ابھی بچپن کے دور سے گزر رہا ہے اور اس کی غلطیاں دراصل غلطیاں نہ ہو کر تجربات ہوتے ہیں۔جب معلم اس طرح سوچے گا تو اس کا رویہ بدل جائے گا۔

اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ معلم طلباء سے زیادہ توقعات وابسطہ کر لیتے ہیں۔معلم کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ تدریسی مواد کو ہر طالب علم اپنے ذہانت اور رجحان کے حساب سے ہی تفہیم کرتا ہے اور یاد رکھتا ہے۔درجہ کے تمام طلباء ایک جیسے نہیں ہوسکتے اس لیے ان سے توقعات ان کی انفرادیت کو سامنے رکھ کر کرنی چاہئے۔اگر معلم میں قوت برداشت اور تحمل کم ہوگا تو طلباء اس سے ہمیشہ خائف رہیں گے اور یہ خوف کہیں نہ کہیں مضمون سے خوف میں تبدیلی ہوجائے گا۔معلم کو طلباء کی بات تحمل سے سننا چاہئے کیونکہ ہر طالب علم کا نہ مضمون پر اور نہ ہی زبان پر پوری طرح عبور ہوتا ہے۔ان کے جوابات ویسے نہیں ہوتے جیسے کہ معلم نے تدریس کے دوران بتائے ہیں۔ایسے موقع پر معلم کا طرز عمل طلباء کی عمر اور سطح کے لحاظ سے ہونا چاہئے۔اس کی غلطی پر مشتعل نہ ہوتے ہوئے اس کی غلطی کو سدھارنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

6. غیر جانب دار اور تعصب سے پاک:۔ ایک معلم کو یہ بات ذہن نشین ہونی چاہئے کہ طالب علم صرف طالب علم ہوتا ہے نہ کسی ذات کا ہوتا ہے، نہ کسی مذہب کا، نہ کسی علاقہ کا، نہ کسی جنس کا! وہ صرف علم کی طلب کے لیے معلم کے پاس ہے۔اس لیے معلم کو ذات پات، مذہب سے اوپر اُٹھ کر سوچنا چاہئے اور طلباء کے ساتھ مساوات کا سلوک کرنا چاہئے۔ایک معیاری معلم کے رویہ میں کسی بھی قسم کی عصبیت اور جانب داری کا کوئی بھی عنصر نہیں ہونا چاہئے بلکہ رویہ میں مساوات کا عنصر ہونا ضروری ہے۔

7. پیشہ کی عزت و محبت :۔ ایک اچھے معلم کو اپنے پیشہ سے لگاؤ اور محبت ہونا چاہئے۔اگر معلم کو اپنے پیشہ سے لگاؤ اور محبت ہوگی تب ہی وہ اس میں بہتر کارکردگی کرنے کی کوشش کرے گا ورنہ اس کے لیے کوئی تدریسی کام بوجھ کی مانند ہوگا۔کسی بھی کام کو خوش اسلوبی سے کرنے کے لئے اس میں دلچسپی اور اس سے لگاؤ ہونا از حد ضروری ہے۔معلم کو یہ احساس ہونا چاہئے کہ اس نے ایک عظیم پیشہ کو چنا ہے۔ایک ایسا پیشہ جو قوم کا معمار بھی ہوسکتا ہے اور امام بھی! اس طرح کی سوچ کے نتیجے میں معلم میں اپنے پیشہ کے لئے عزت پیدا ہوگی۔

8. خود اعتمادی:۔ ایک معلم میں خود اعتمادی کے اوصاف ہونا ضروری ہے۔موثر تدریس کے لئے خود اعتمادی ایک اہم عنصر ہے۔خود اعتماد معلم اپنی

بات کو واضح انداز سے طلباء تک ترسیل کرے گا اور طلباء کے اندر بھی اس وصف کا فروغ کرے گا۔کئی بار ایسا دیکھا جاتا ہے کہ معلم سب کچھ جانتا ہے اور مواد مضمون پر اچھا عبور ہے مگر خود اعتمادی سے اپنی بات کو کہنے کی صلاحیت اس میں نہیں ہوتی ہے۔جس کی وجہ سے اکثر طلباء ایسے معلم کو پریشان کرتے ہیں اور غیر ضروری سوالات کر کے اس کی خود اعتمادی کو اور بھی متزلزل کر دیتے ہیں اور اس کی عزت و تعظیم بھی نہیں کرتے ہیں۔اس کے بر عکس خود اعتماد معلم اپنی بات کو خود اعتمادی سے پیش کرتا ہے۔طلباء ایسے معلم سے مرعوب ہوتے ہیں اور اس کے مضمون کو دھیان و توجہ کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

9. اصول وضوابط کا پابند :۔ معلم ہی وہ شخص ہے جو طلباء کے سامنے ایک آئیڈیل کی شکل میں موجود ہوتا ہے۔اس کے اوصاف غیر محسوس طریقہ سے طلباء کے اندر منتقل ہوتے ہیں۔اگر معلم اصول وضوابط کا پابند نہیں ہوگا،درجہ میں دیر سے آئے گا تو طلباء بھی وقت کی پابندی کا لحاظ نہیں کریں گے ۔اس کے علاوہ ہر اسکول کے کچھ اصول وضوابط ہوتے ہیں اور تمام معلمین کو ان پر کار فرما رہنا ضروری ہوتا ہے۔اور معلم کو دیکھ کر ہی طلباء ان پر عمل کرتے ہیں۔اکثر ایسا دیکھا جاتا ہے کہ امتحانات کے دوران معلم لاپرواہی کرتے ہیں اور طلباء کو جان بوجھ کر نقل کرنے کے مواقع فراہم کرتے ہیں ۔یہ وہ ہی معلم ہوتے ہیں جو تدریس میں لاپرواہی کرتے ہیں۔معلم کی یہ ایک غلطی آئندہ کے چوروں کی ایک فوج تیار کر رہی۔جن طلباء نے صحیح سے تعلیم حاصل نہیں کی وہ آگے بھی اپنی غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے رہیں گے۔اس کے برعکس اگر معلم اصول وضوابط کا پابند ہوگا تو نہ وہ خود غلط کام کرے گا نہ ہی دوسروں کو کرنے دے گا اور جب کام اصول سے کیا جائے گا بہتر اور موثر ہوگا۔

10. علمی قابلیت سے معمور اور زمانہ سے ہمقدم:۔ ایک معلم کو اپنی تدریس کو موثر بنانے کے لئے نہ صرف مواد مضمون پر پوری طرح عبور ہونا چاہئے بلکہ زبان پر بھی عبور ہونا ضروری ہے۔ایک معلم میں اپنے پیشہ کے لحاظ سے علمی قابلیت ہونا ایک ضروری امر ہے۔اس کے علاوہ اس کو تدریس کے فن میں مہارت ہونی چاہئے ۔جان لاک کے مطابق جو تدریس کا فن جانتا ہے وہ تعلیم کے چھپے ہوئے راز سے واقفیت رکھتا ہے۔تعلیم کے میدان میں نئی تحقیقات برابر ہو رہی ہیں۔جس کے نتیجہ میں نئے تصورات،اصول اور نظریہ قائم کیے جارہے ہیں تاکہ تعلیم کو بہتر سے بہتر بنایا جاسکے۔اس لیے معلم کو تعلیم میں کی گئی نئی تحقیقات اور ان کے نتائج کا علم ہونا چاہئے تاکہ تعلیم میں نئے امور سے خود مستفید ہو کر اپنے متعلم کو مستفید کرے۔اس لیے معلم کا زمانے سے ہمقدم ہونا ایک ضروری وصف ہے۔

11. جمہوری مزاج :۔ ایک معلم اسکول میں جمہوریت کے اسباق پڑھاتا ہے اور طلباء کی جمہوریت کی طرف رہنمائی کرتا ہے اس لیے خود معلم کا رویہ بھی جمہوری ہونا ضروری ہے۔اس کا رول ایک دوست،فلاسفر اور رہنما کو ہونا چاہئے ۔معلم کا اپنا طرز عمل جمہوریت کا آئینہ دار ہونا چاہئے ۔معلم کے رویہ میں مساوات غیر جانبداری اور مصروفیت کا عنصر ہونا لازمی ہے۔

12. منظّم قائد :- اسکول ایک چھوٹا سماج ہے اور اس میں سماج کے ہر طبقہ کی کم وبیش حصہ داری ہوتی ہے۔اسکول میں صدر مدرس اور درجہ میں معلم ایک لیڈر کی حیثیت رکھتا ہے۔اس لیے معلم میں ایک لیڈر کی خوبیاں ہونا ضروری ہے۔ایک اسکول اور درجہ کو ایک چھوٹے گروہ کی طرح کس طرح چلانا ہے؟اور کس طرح علمی مقاصد کا حصول کرنا ہے؟اس کا علم معلم کو اچھی طرح ہونا چاہئے ۔اس کو تمام طلباء کی صلاحیت،استعداد اور کمزوریوں کا بھرپور علم ہونا اور اس کے مطابق ان کو کام سونپنے کا ہنر آنا چاہئے ۔قائد ہونے کے ناطے طلباء کو اس پر بھروسہ اور اس کو طلباء پر بھروسہ ہونا ضروری ہے۔یہ کچھ ایسے اوصاف ہیں جن کا تمام معلم میں ہونا ضروری ہے خواہ وہ کسی بھی مضمون کی تدریس کر رہا ہو۔

13. بہترین ترسیل کار :۔ ترسیل نگاری ایک فن ہے جس میں سننا،بولنا،پڑھنا اور لکھنا شامل ہیں۔ ایک معلم کو ان تمام میں مہارت ہونی ضروری ہے تاکہ وہ اپنی تدریس میں ان کا کامیابی سے استعمال کر کے ایک معلم ہونے کا حق ادا کر سکے۔ماہر ترسیل کار اطلاعات کو حاصل کر کے اس کی تفہیم و

تجزیہ کر کے اس کو آگے ترسیل کرتے ہیں اور ایک معلم کے لیے ماہر ترسیل کار ہونا ایک ضروری امر ہے۔ اگر معلم اچھا ترسیل کار نہیں ہوگا تو واقعتاً وہ نہیں کہہ پائے گا جو اسے دراصل کہنا ہے یا کہنا چاہئے۔ اکثر ایسا دیکھا گیا ہے کہ معلم دوران تدریس ایسے الفاظ کا استعمال کرتے ہیں کہ کیا نام ہے، مطلب یہ ہے کہ، سمجھ گئے نا' دراصل وہ جب ایسے الفاظ کا بار۔ بار استعمال کر رہے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ وہ اپنی بات کو صحیح طریقہ سے ترسیل نہیں کر پا رہے ہیں۔ اس کی ایک وجہ ذخیرہ الفاظ کی کمی یا ذہن میں مواد کا واضح نہ ہونا ہے۔ اگر معلم ایک اچھا ترسیل کار ہوگا تو زبان اور مواد مضمون دونوں پر اس کا عبور ہونا لازمی ہے معلم میں بحثیت ترسیل کار نہ صرف زبان و بیان میں مہارت ہونی چاہئے بلکہ اس کو اپنے طلباء کی بات سننے مین بھی مہارت ہونا ضروری ہے۔ اس کو اپنے طلباء کے مسائل کو سن اور سمجھ کر ان کی سطح اس کی تشریح و توضیح کرنی آنی چاہئے۔ دقیق اور پیچیدہ مواد خیالات کو آسان اور چھوٹے حصوں میں توڑ کر یا تبدیل کر کے طلباء تک پہونچانا ایک اچھے ترسیل کار معلم کی مہارت ہونی چاہئے۔ اس کو اپنے طلباء تک اپنی بات پہونچانے کا بہتر طریقہ آنا چاہئے۔ اس کو اپنے طلباء کی ضرورتوں کو سمجھ کر اپنی معلومات کی ترسیل انھیں کے مطابق کرنے کا فن آنا ضروری ہے۔ موثر ترسیل کاری ایک پیچیدہ، دقیق اور ملول کنندہ مواد کو بھی دلچسپ بنا دیتی ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ایک معلم کو سمعی، بصری مواصلات میں مہارت حاصل ہونی چاہئے۔

مراصلات میں معلم مندرجہ ذیل چھ کارکردگی انجام دیتا ہے۔

- اکتساب کی سمت متعین کرنا (اھداف کا تعین)
- اکتساب کے لیے مطابقت فراہم کرنا (تحریک)
- اکتساب کے عمل کی رہنمائی کرنا (طریقہ تدریس)
- اکتساب میں کامیابی کے حصول کی نشاندہی (تعین قدر و پیمائی)
- درجہ کے انتظام و انصرام
- سماجی عمل میں شمولیت

معلم طلباء کو یہ بتاتا ہے کہ اسے طلباء سے کیا توقعات ہیں۔ ان توقعات یعنی اہداف کی عمل آوری کے لیے ان کو تحریک بخشتا ہے۔ اکتساب میں حصول کے لئے ایک اہم عنصر یہ بھی ہے کہ ہم طلباء کو بتائیں کہ اس کا اکتساب کیوں ضروری ہے۔ یعنی ایک موثر معلم طلباء کو تحریک فراہم کرتے ہوئے اہداف کے حصول کی طرف پیش رفت کرواتا ہے۔ تحریک کی مختلف اشکال ہوتی ہیں اور یہ ہر طالب علم کے لیے ایک جیسا نہیں ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ معلم کو دوران اکتساب تقویت بھی فراہم کرنی ہوتی ہے۔ اب تقویت کب اور کیسے فراہم کرنی ہے اس کا بھی فن معلم میں ہونا چاہئے۔ طلباء کو تقویت فراہم کرنے کے لیے معلم کا ترسیل کار کا فن بہت کام آتا ہے۔ معلم کے اندر تقویت کو تحریک بنانے کا فن ہونا چاہئے۔ انتظام و انصرام بھی ایک ایسا شعبہ ہے جس میں معلم کا ترسیل کا فن ایک اہم رول نبھاتا ہے۔ ایک معلم درجہ میں اپنے ترسیل کے فن سے طلباء کو مسحور کر ڈسپلن جیسی پریشانی سے بچ سکتا ہے۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ ڈسپلن کا مسئلہ تب پیدا ہوتا ہے جب معلم تدریس میں طلباء کو پوری طرح متوجہ نہیں کر پاتا ہے۔ جب طلباء تدریس کے عمل مین دلچسپی کے ساتھ شامل ہوتے ہیں تو ڈسپلن کا مسئلہ خود بخود حل ہو جاتا ہے۔ ایک بڑی پرانی کہاوت ہے کہ جنگل میں پیڑ گرا بہت بری آواز ہوئی مگر کوئی سننے والا نہیں تھا! آواز تب ہی آواز مانی جائے گی جب اس کو کوئی سننے والا ہو۔ اس لیے تدریس و ترسیل بھی تبھی پر عمل و پر اثر ہوگی جب اسکو کوئی سننے اور سیکھنے والا ہو۔ اور معلم کو یہ بات اپنے ذہن میں از بر کر لینی چاہئے۔

14. تعین قدر کے مختلف طریقہ کار سے آشنا:۔ جب معلم طلباء کا تعین قدر یا جانچ کرتا ہے تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ طلباء نے کیا سیکھا ہے؟ تفہیم کتنی ہوئی ہے؟ طلباء نے سیکھے ہوئے علم کا اطلاق و تجزیہ کرنا سیکھا یا نہیں۔ اس سے بھی اہم بات یہ ہے کہ طلباء کی جانچ کرنے سے پہلے معلم کو خود کی جانچ

کرنا آنا چاہئے۔ایک اچھا معلم تنقید کو خندہ پیشانی سے لیتا ہے،خود کی جانچ کرتا ہے اور طلباء سے بھی سیکھتا ہے۔یعنی معلم کو خود تشخیص کے فن میں مہارت ہونی چاہئے۔طلباء کی جانچ کرنے کے مختلف طریقہ کار میں اسے ماہر ہونا چاہئے اور اس کے علاوہ کس مہارت کو جانچنے کا کیا طریقہ کار ہے؟اس کا بھی علم بھی معلم کو ہونا چاہئے۔معلم کو اس بات کا علم ہونا چاہئے کہ تعین قدر کا مقصد کیا ہے؟تعین قدر کے لیے کون۔کون سی حکمت عملی اپنائی جاسکتی ہیں اور تعین قدر کے کتنے اقسام ہیں؟تشکیلی اور تلخیصی تعین قدر کیا ہے؟مسلسل اور جامع جانچ کیوں ضروری ہے؟مسلسل اور جامع جانچ کیسے کی جاتی ہے؟طلباء کی کن سرگرمیوں پر توجہ دینے کی ضرورت ہے؟ان سب کا علم ایک معلم کو ہوگا تب ہی وہ اپنی تدریس کو تعین قدر کے پیمانے سے جانچ سکے گا۔

15. تعلیم کے جدید تصور سے واقفیت :۔ تیزی سے بدلتے ہوئے زمانے کے حالات نے ہماری تعلیم کے سامنے بھی کئی چنوتیاں اور کئی مانگیں پیش کی ہیں۔اس کے لیے معلم کے سامنے بھی یہ ایک چنوتی ہے کہ وہ تعلیم کے سامنے آنے والی چنوتیوں سے آگاہ ہو اور اس کے لحاظ سے اپنی تدریس کو مزین کر سکے۔اس کے لیے سب سے اہم عنصر ہے کہ معلم خود تعلیم کے جدید تصور سے آشنا ہو۔تعلیم کے جدید تصور میں تعلیم کا مقصد اور مطلب کیا ہے یہ معلوم ہونا ضروری ہے۔تعلیم کے چار اہم ستون ہیں جو کہ یونیسکو کے ڈیلولار کمیٹی نے تجویز کیے ہیں۔اکتساب برائے علم،اکتساب برائے عمل ،اجتماعی طور پر زندگی گزارنے کے لیے اکتساب اور تشخیص کے لیے اکتساب!اس پر عمل کرتے ہوئے تدریس کا ہنر معلم میں ہونا چاہئے۔یعنی تدریس کا مطلب و مقصد صرف اطلاعات کا ذہن میں محفوظ کر دینا ہی نہیں ہے بلکہ یہ ایک تاعمر چلنے والا سلسلہ ہے اس کو مختلف قسم کے تجربات کے ذریعے جلا بخشی جاسکتی ہے۔اکتساب برائے علم سے مراد طلباء میں قوت متخیلہ ،منطق ،استدلال اور تجرباتی انداز سے سوچنے کی اہلیت پیدا کرنا ہے۔تعلیمی تجربات کو اس طرح پیش کرنا چاہئے جس سے کہ طلباء میں یہ تمام اہلیتیں پیدا ہوسکیں۔اکتساب برائے عمل سے مراد جو کچھ طلباء کو تعلیمی تجربات کے ذریعہ علم دیا گیا ہے اس کا مناسب طریقہ سے اطلاق کرنے کا ہنر طلباء میں پیدا کرنا ہے۔یعنی اب تعلیم مہارت سے استعداد کی طرف منتقل کی جارہی ہے۔معلم کو یہ دیکھنا ہے کہ کیسے مضمون کا علم طلباء کو اجتماعیت کی طرف رغبت دلاسکتا ہے۔

16. تدوین نصاب کے اصولوں سے واقفیت:- تدوین نصاب صرف تعلیمی کمیٹی یا اسکول بورڈ کی ہی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ یہ علاقائی،مقامی اور ریاستی پیمانہ پر بھی کرنے والا عمل ہے۔اپنے علاقہ کے طلباء اور ان کی تعلیمی فہم جتنا معلم جانتا ہے اتنا تعلیمی کمیٹی یا اسکول بورڈ کے لوگ واقف نہیں ہوتے ہیں۔اب طالب علم مرکوزیت نصاب کا زمانہ ہے اب معلم سے یہ امید کی جاتی ہے کہ وہ عالمی سطح پر سوچے اور مقامی سطح پر کام کرے۔اس لیے معلم کو نصاب تدوین کے اصولوں سے واقفیت ضروری ہے۔سب سے پہلے تو معلم کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ دراصل نصاب سے مراد کیا ہے؟اور نصاب کو تیار کرنے میں کن اصولوں کو ذہن میں رکھا جاتا ہے؟اگر ان اصولوں سے معلم آگاہ ہوگا تو نصاب کے ترسیل میں بھی ان اصولوں پر کام کرے گا ۔نصاب اگر طفل مرکوز ہے تو ترسیل کے وقت بھی طفل کو ذہن میں رکھا جائے۔نصاب کی تدوین میں شخصیت کے تینوں علاقوں یعنی وقوفی ،تاثراتی اور نفسی حرکی کا دھیان رکھنا چاہئے۔علم کی ترسیل اور تعین قدر میں بھی ان پر توجہ دینی چاہئے۔

17. معلم ایک رہنما کے طور پر:۔ آج معلم کو ایک ساتھ کئی کردار نبھانے پڑرہے ہیں اس میں ایک رول رہنما کا بھی ہے۔آج کے دور میں معلم سے مراد صرف ایک اطلاعات پہونچانے والا آلہ ہی نہیں ہے بلکہ آج کے تکنیکی دور میں تمام اطلاعات ایک انگشت کے نیچے موجود ہیں۔آج کا معلم ایک دوست،رہنما،فلاسفر،رول ماڈل وغیرہ بہت سے رول نبھارہا ہے۔اس میں ایک اہم رول گائڈ کا بھی ہے۔طلباء دوران تدریس اور زندگی کے دوسرے شعبے میں مختلف مسائل کا سامنا کرتے ہیں۔معلم ایک رہنما کے طور پر نہ صرف اکتسابی مسائل کا حل فراہم کرتا ہے بلکہ ذاتی زندگی میں بھی اگر طلباء کسی پریشانی سے ہمکنار ہوتے ہیں تو ان کا مناسب حل فراہم کرتا ہے۔اس سلسہ میں معلم طلباء کو ان سے خود سوچ کر تمام حالات کا تجزیہ

کراتے ہوئے نتائج اخذ کرواتا ہے۔اور اس کی بنیاد پر ہی اس مدّعے سے نپٹنے کی راہ بتاتا ہے۔اس کے لیے معلم کو حساس ہونا چاہئے اور دوسرے کی تکلیفوں کو ذہن ودل سے سمجھنے میں ماہر ہونا چاہئے۔اپنی طرز میں اس کو مثبت رویہ کا مالک، اچھا سامع، اچھا ترسیل کار، بھروسہ کے لائق اور معتبر ہونا چاہئے۔اگر اس کے اندر یہ تمام اوصاف ہونگے تو وہ اپنے طلباء کی مشاورت بہتر طریقہ سے کر پائے گا اور ایک اچھے معلم ہونے کا حق ادا کر پائے گا۔

کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ طلباء تذبذب والی کیفیت کا شکار ہوتے ہیں اور خاص طور سے یہ مسائل نوبلوغت والی عمر میں نمایاں ہوتے ہیں۔کیونکہ اس عمر میں فلسفہ زندگی کی تشکیل ہوتی ہے اور تشخیص کا احساس بڑھ جاتا ہے۔نتیجتاً کشمکش اور تذبذب والی کیفیت سے طالب علم دوچار ہوتا ہے۔ایسے حالات میں معلم کا رول بہت اہم ہو جاتا ہے۔سب سے پہلے تو ایسی کیفیت کی نشاندہی کرنا اور اس کیفیت سے طلباء کو نکالنے کی جہت کرنے میں معلم کو مہارت ہونی چاہئے۔

18. تدریسی اشیاء کی تشکیل وتعمیر میں ماہر:۔ تدریسی اشیاء سے مراد وہ تمام اشیاء جو معلم تدریس کے دوران استعمال کر کے تدریس کو موثر بنانے اور طلباء کو اکتساب میں مدد فراہم کرنے کے لیے استعمال کرتا ہے۔تدریسی اشیاء سبق کو دلچسپ اور آسان بناتی ہے اور معلم کے لیے تدریسی عمل نسبتاً آسان کر دیتی ہے۔تدریسی اشیاء دقیق ومشکل تصور کو طلباء تک پہونچانے کی راہ ہموار کرتی ہے۔تدریسی اشیاء بنانے اور استعمال کرنے میں معلم کو کچھ چیزوں کو دھیان میں رکھنا ہوتا ہے۔ تدریسی اشیاء سستی اور مقامی طور پر مل جانے والی ہو۔آسانی سے درجہ تک پہونچائی جاسکے۔آسان ،مقامی حالات اور ضروریات کے حساب سے ہو۔

تدریسی اشیاء کیسے بنانی ہیں؟ کب بنانی ہیں؟ اس میں معلم کو مہارت حاصل ہونا ضروری ہے۔تدریسی اشیاء ایسی بنائی جائے کہ معلم بغیر کسی کی مدد کے آزادانہ طور پر خود ہی استعمال کر سکے۔اسکے علاوہ یہ سبق کے مقاصد سے جڑی ہوئی ہو۔معلم کو یہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ طلباء غیر مجرد مواد کو مجرد مواد کے مقابلے بہتر طریقہ سے سیکھتا ہے۔معلم کو اپنی تدریسی اشیاء بنانے میں مہارت ہونی چاہئے جس میں طلباء کے زیادہ سے زیادہ حواس خمسہ کا استعمال ہو سکے۔معلم کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ بچوں کی توجہ کی مدت بہت کم ہوتی ہے وہ ایک ہی چیز یا سرگرمی پر بہت دیر تک متوجہ نہیں رہ سکتے۔اس لیے معلم کو اس طرح کی تعلیمی سرگرمی پلان کرنی ہے جس میں طلباء کی توجہ بنی رہے۔یعنی سرگرمیوں کی مدت طلباء کی توجہ کی مدت کے لحاظ سے ہونا چاہئے۔اس کے علاوہ معلم کو مختلف قسم کی تدریسی اشیاء بنانے میں مہارت ہونی چاہئے۔

19. تخلیقیت کا عنصر ہونا لازمی:۔تخلیقت ایک اعلیٰ ادراکی اور مہارتی سطح ہے۔تخلیقیت سے بھرپور طلباء متحرک اور خود اعتمادی سے لبریز ہوتے ہیں اور اپنی تخلیقی مہارتوں کو دوسرے علاقوں میں بھی استعمال کر لیتے ہیں۔تخلیقیت ایک ایسا عمل ہے جس میں آشنا یا واقف چیزوں کو بھی ایک نئے طریقہ سے دیکھنے کا ہنر انسان میں ہوتا ہے۔مسئلہ کو کھلے ذہن سے دیکھنا، نئے امکانات تلاش کرنا، غلطیوں سے سیکھنا، قوت متخیلہ کا استعمال کرتے ہوئے ممکنات پر غور کرنا تخلیقی شخصیت کے اوصاف ہیں۔لوگوں کو لگتا ہے کہ تخلیقیت کا استعمال صرف سائنس میں ہی استعمال کیا جاتا ہے۔مگر زبان کی تدریس میں تخلیقیت کا عنصر نمایاں رہتا ہے۔ہندی میں ایک کہاوت ہے کہ جہاں نہ پہنچے کوی وہاں پہنچے روی! یعنی جہاں پر سورج کی روشنی نہیں پہنچ سکتی وہاں پر شاعر پہونچ جاتا ہے۔نئی تصنیفات، نئی سوچ زبان کا حصہ ہے اور زبان کے معلم کو طلباء میں تخلیقیت کا عنصر جگانا اہم ہے۔اس کے لیے معلم میں خود تخلیقیت کا عنصر ہونا ضروری ہے۔اس کے لیے معلم میں تجسس، کھلا ذہن، قوت متخیلہ اور مسئلہ کے حل کی طرف پیش رفت کرنا ضروری ہے۔معلم میں تخلیقیت کا عنصر ہونے کے لئے اسکو کھلے ذہن کا، اور نئے خیالات کو اپنانے کے لئے لچک یا انعطاف پر رہنا ہوگا۔معلم کو یہ سوچنا ہوگا کہ درجہ کے باہر بھی ایک دنیا ہے۔اور تدریس کو اُس دنیا سے جوڑنا ہوگا۔ہر معلم کا ایک مانوس دائرہ ہوتا ہے جس میں اسکو مہارت ہوتی ہے اور زیادہ

تر معلم اس ذہنی طور پر مانوس دائرہ سے نکلنا نہیں چاہتے ہیں ۔مگر ایک تخلیقی معلم نئے طلباء کے ساتھ ، نئے موضوعات کو پڑھا کر یعنی وہ موضوعات جو زیادہ آرام دہ نہ ہو اس میں جہت کرے گا تبھی آگے سیکھے گا۔ معلم کو ذہنی طور پر پرُسکون ہونا ضروری ہے کیونکہ ذہنی دباؤ تخلیقیت کا قاتل ہے۔ صرف چند تخلیقی خیالات ذہن میں آنا ہی کافی نہیں ہیں بلکہ ان پر عمل درآمد کرنا بھی ضروری ہے۔ معلم کو خود تخلیقی خیالات پر عمل کرنا ہے بلکہ اپنے طلباء کی بھی حوصلہ افزائی کرنی ہے۔اس کے علاوہ تخلیقیت کے لئے خود ہی اپنے راستے کا انتخاب کرنا پڑتا ہے۔یعنی کبھی کبھی ہمیں خود اپنے دشمن کی طرح برتاؤ کرنا پڑتا ہے۔اپنے کام میں خود ہی کمیاں ڈھونڈنا پڑتی ہیں۔جس طرح ہم اپنے جسم کا استعمال نہ کریں تو وہ کمزور اور لاغر ہو جاتا ہے وہی صورتحال ہمارے ذہن کی ہے۔اس کے لیے پڑھنا، سیکھنا اور خود کی سوچ اور خیالات کو چنوتی دینا ضروری ہے۔

ایک اچھے معلم میں تخلیقیت کا عنصر ہونا لازمی ہے۔وہ درجہ میں آنے والی آئندہ نسلوں کی تربیت کر رہا ہے اور ہر پیڑھی پچھلی پیڑھی سے بہتر ہونی چاہئے۔ بہتری کی طرف پیش رفت کرنے کے لیے اس میں تخلیقیت کا عنصر ہونا ضروری ہے۔

20. تنقیدی اور تصنیفی ذہن کا مالک :- طلباء کو اپنے معلم کو نقاد دوست کی جگہ دوستانہ ناقد کی طرح دیکھنا ہوگا۔دونوں کے درمیان امتیاز کرنا اور ہونا اہم ہے۔ کیونکہ معلم تقویت کے ذریعہ موجودہ اکتساب کے لیے نہ صرف اطلاعات فراہم کرتا ہے بلکہ طلباء میں خود افادیت کا احساس بھی پیدا کرتا ہے۔یعنی مراد یہ ہے کہ معلم اگر دوستانہ ناقد کا رول نبھائے گا تو اس پر تقویت فراہم کرے گا۔تقویت ایسی نہ ہو کہ طلباء ذہنی دباؤ اور ملول کا شکار ہو جائیں بلکہ اس میں خود افادیت کا احساس بڑھے۔اسے لگے کہ وہ کیا کر سکتا ہے؟ نہ کہ وہ کیا نہیں کر سکتا؟ معلم کے اندر یہ وصف ہونا ضروری ہے کہ اپنے طلباء کے کمزور اور مضبوط علاقوں کی نشاندہی کرے اور جہاں اسے لگے کہ طلباء مشکلات کا سامنا کر سکتے ہیں اس میں معاونت فراہم کرے ۔اس کے علاوہ معلم تعمیری اور حوصلہ افزاء تقویت فراہم کریں۔طلباء کو یہ یقین دلانا ضروری ہے کہ تمام استعداد فطری یا طبعی نہیں ہوتی ہیں بلکہ ان کی نشونما کی جاتی ہے اور طلباء چاہیں تو ان کو اپنے اندر پیدا کر سکتے ہیں۔

تعمیری اور تصنیفی شخصیت کا مالک معلم طلباء کے خود مختاری اور پہل کو قبول کرتا ہے اور اس کی حوصلہ افزائی بھی کرتا ہے۔وہ تدریس اور تقریر کے درمیان کے فرق کو واضح طور پر سمجھتا ہے۔اگر معلم طلباء میں خود مختاری اور پہل کو بڑھاوا دے،طلباء کے خیالات اور تصورات کے درمیان ایک ربط قائم کرنے کی کوشش کرے تو طلباء کے اندر ایک تجزیاتی سوچ پیدا ہوگی اور وہ درجہ کے لیے اثاثہ ثابت ہونگے۔

معلم کی طرز رسائی تنقیدی اور تصنیفی ہو تقلیدی نہ ہو۔کتابوں میں لکھے لکھائے اور پڑھے پڑھائے طریقہ کار کا استعمال کرتے ہوئے تدریس کرنا بالکل ایسا ہی ہے جیسے ایک بھیڑ کی طرح آنکھیں بند کر کے تقلیدی عمل کرنا۔معلم کو اپنی حکمت عملی خود تیار کرنی ہوگی اور جس کے لیے اسے پہلے خود کو اور اپنے طلباء کو سمجھنا ہوگا۔

21. معلم ایک محقق کے طور پر:- ماہرین نے اس بات کو قبول کیا ہے کہ معلم کا ایک محقق کے طور پر بھی ایک اہم رول ہے۔معلم میں تحقیق کی مہارت اسے اسکول کے پیچیدہ ماحول کو سمجھنے میں مدد فراہم کرتی ہے۔موجودہ دور میں ایسے معلم کی ضرورت ہے جو تحقیقی مزاج رکھتا ہو۔جو اپنے اہداف اور طریقہ کار پر خود سوالیہ نشان بنائے اور خود ہی ان کا حل ڈھونڈنے کی کوشش کرے۔معلم کا کام کتابوں میں لکھے اصولوں کی ہو بہو تقلید کرنا نہیں ہے ۔بلکہ اس کو ماحول اور طلباء کے حساب سے خود اپنے اصول مروج کرنا چاہئے۔اس کے لیے ہمیں معلم کے رول کے ساتھ اس کے لیے ایک محقق کے رول کا بھی تعین کرنا ہوگا اور اس کو اپنے مواقع دیکھنے ہونگے جس کے ذریعہ وہ اپنی عملی تحقیقی مہارت کا نشونما کر سکے۔ایک محقق کے طور پر معلم کو اپنے طلباء کی تدریس و اکتساب کے تعلق سے اپنے تجسس پر مبنی کچھ سوالات اُٹھانے ہونگے اور ان سوالات کا منظّم طریقہ حل ڈھونڈنا ہوگا۔اس کے بعد اپنے درجہ اور دوسرے درجوں سے اطلاعات کو اکٹھا کرنا اور تجزیہ کرنا ہوگا۔اس میں معلم کا خود کا مشاہدہ اور اس کا انعکاس دونوں شامل

ہوں گے۔معلم کو اپنی سوچ اور مفروضات کو جانچنا ہوگا اور اس کے بعد اپنے حاصل کردہ نتائج کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ تذکرہ کرنا ہوگا ان کی اور طلباء کی رائے بھی اسمیں اہم ہے اور اس طرح اپنے مسائل کا خود ہی حل ڈھونڈنا ہوگا۔معلم بنانے کے عمل میں طلباء کو عملی تدریس بتائی جاتی ہے۔اگر عملی تدریس ساتھ۔ساتھ کروائی جائے اور آگے کی زندگی میں اسکو کرنے کی حوصلہ افزائی کی جائے تو تدریس میں آنے والی رکاوٹیں معلم خود ہی حل کرے گا۔

22. معلوماتی اور مواصلاتی ٹکنالوجی سے واقفیت:- جدید ٹیکنولوجی کے دور میں تعلیم اور معلم بھی ایک چنوتی سے گزر رہے ہیں۔اس دور میں معلم کا رول ایک اطلاعات فراہم کرنے والے سے بہت زیادہ ہوگیا ہے۔اب معلم ایک کو ایک سہل کار رول نبھانا ہوگا۔تعلیمی ٹکنالوجی سے مراد اکتساب کو بہتر اور موثر بنانے کے لئے مناسب تکنیکی دسائل کا استعمال کرنا ہے۔اس کے ذریعہ تدریس میں ایک بنیادی تبدیلی رونما ہوتی ہے۔موجودہ دور میں ٹیکنالوجی کی سب اہم ایجاد کمپوٹر ہے۔اب اس کا استعمال تدریس میں بھی کافی بڑھ گیا ہے۔کمپوٹر اعانتی تدریس Computer .Assisted Learning ایک موثر اور اہم تدریسی طریقہ کے طور پر استعمال ہو رہی ہے۔یہ انفرادی متعلم کی ضروریات کی تکمیل کے لئے تدریسی مواد جمع کرتا ہے اس کے علاوہ ہر سطح کے طلبہ کے لئے نفس مضمون، تدریسی طریقہ، اور آموزش کی پختگی کے لیے مشق کے بھی کام آتا ہے۔

23. بنیادی شماریات سے واقفیت :- بنیادی شماریات کی واقفیت کی مدد سے معطیات کا تجزیہ کر کے نتائج نکالے جاسکتے ہیں۔اس کی مدد سے تعلیمی میدان میں طلباء کی ترقی پر نگرانی رکھی جاسکتی ہے۔اگر معلم کو شماریات کا علم و واقفیت نہیں ہوگی تو وہ طلباء کے ذریعہ اکٹھا کی گئی کسی بھی معلومات سے نتائج اخذ نہیں کر پائے گا۔طلباء نے کتنے نمبرات حاصل کیے؟۔نمبرات یا ماحصل کر پائے گا۔نمبرات یا ماحصل کا اوسط کیا ہے؟اوسط سے انحراف کتنا ہے؟ ان معطیات کو عام احتمالی خط منحنی میں کیسے دکھایا جاسکتا ہے؟اس کے علاوہ معلم تحصیلی جانچ کے ٹیسٹ بناتے ہیں اس میں معتبریت، جواز صحت، اور مشکلات کی جانچ اور امتیازی جانچ وغیرہ کی جانچ کے لئے شماریات کا علم ہونا ضروری ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ:

(1) ایک مثالی معلم میں کون سی خصوصیات ہونی چاہئیے؟

(2) ایک اچھے معلم میں تخلیقت کا ہونا کیوں ضروری ہے؟

6.4 زبان دانی کے معلم اور معلم اردو کے خصوصی اوصاف:-

تعلیمی نظام میں مادری زبان کی تدریس کی بڑی اہمیت ہے۔تعلیم ایک تہذیبی اور تکنیکی عمل ہے اور مادری زبان کی تعلیم ہماری تہذیبی شخصیت کی تشکیل کرتی ہے۔جیسا کہ ہمیں علم ہے کہ اردو زبان محبت، اتفاق اور دوستی کی زبان ہے۔اس کے ذریعہ ہم اپنی تہذیبی اقدار کی حفاظت کرتے ہیں۔ویسے تو ہر مضمون کی تدریس میں زبان کا اہم رول ہے مگر زبان کی تدریس میں معلم نہ صرف زبان سکھاتا ہے۔بلکہ طلباء کے ذخیرہ الفاظ کو بڑھاتا ہے، اسمیں ادبی ذوق پیدا کرتا ہے اور طلباء کو زبان پر عبور حاصل کرنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔یعنی زبان کا استاد تمام علوم کے لیے اپنے طلباء کو ایک اساس فراہم کرتا ہے۔اس لیے زبان کے معلم کا کام زیادہ اہم ہو جاتا ہے۔اردو کا معلم زبان سے محبت کرنے ولا، ادبی ذوق رکھنے والا اور اپنے طالب علموں کی ذہنی صلاحیت، ان کی عمر، جماعت، دلچسپی، طبیعت کے رجحانات، اور انکے سماجی اور ثقافتی ماحول کو نظر میں رکھتے ہوئے تدریس کرنے والا ہونا چاہئے۔معلم ایک ایسا پیشہ ہے جو بقیہ تمام پیشوں سے منفرد اور ممتاز ہے۔کیونکہ معلم کی اپنی شخصیت، اس کا طرز عمل غیر شعوری طور پر طلباء کی مجموعی سیرت کو متاثر کرتا ہے۔بچے اپنے استاد کی شخصیت کی تقلید کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔اس لیے معلم کی شخصیت کا معیاری ہونا بہت ضروری ہے۔انسان میں انسانیت کا جذبہ و جوش پیدا کرنا اس کا فرض ہے۔وہ اسی لیے معمار قوم کہلاتا ہے۔کیونکہ وہ ملک وقوم کی مضبوط اور پختہ عمارت کے لیے سنگ وخشت تیار کرتا ہے۔معیاری معلم غیر محسوس طریقہ سے رواداری، اچھا شہری بننے کے

بنیادی اقدار سے واقفیت اور محنت اور لگن سے طلباء کو مزین کرتا ہے۔ اردو معلم کا کام اُس سے کچھ زیادہ ہے کیونکہ اردو صرف ایک زبان نہیں ایک تہذیب ہے اور تہذیب کو سکھانا زبان سکھانے سے زیادہ معنویت رکھتا ہے۔ ان تمام فرائض کی بہتر طریقہ سے انجام دہی کرنے کے لیے اردو کے معلم میں کچھ خصوصیات کا ہونا از حد ضروری ہے جو کہ درج ذیل ہیں۔

1. زبان پر عبور :- اردو زبان کے معلم کو ہر اعتبار سے مکمل ہونا لازمی ہے۔ اگر اردو اس کی مادری زبان نہیں بھی ہے تو بھی اس کا اردو پر مکمل عبور ہونا ضروری ہے۔ زبان کا صحیح تلفظ، ساخت پر نظر، فرہنگ پر قدرت اور اسلوب سے واقفیت ضروری ہے۔ کیونکہ جس کو خود صحیح زبان کا علم نہیں ہوگا وہ کیونکہ زبان کی تعلیم دے سکتا ہے۔ اردو زبان پر پوری طرح عبور ہوئے بغیر اردو کا معلم تدریس کا کام صحیح طریقہ سے نہیں کر سکتا۔ اردو معلم نہ صرف اردو زبان بولنا، لکھنا، پڑھنا صحیح طریقہ سے جانتا ہو بلکہ اردو زبان کا آغاز وارتقاء، اردو زبان کی خصوصیات اور اردو کے ارتقاء میں کن کن اشخاص تنظیموں کا کیا رول رہا ہے اس کا علم ہونا ضروری ہے۔ معلم کا تلفظ درست اور بولنے و پڑھنے میں روانی ہونی چاہئے۔ زبان کو صحیح طریقہ سے پڑھانے کے لیے اس کے قواعد کا صحیح علم ہونا بہت ضروری ہے۔ اس لیے معلم کو اگر صحیح قواعد کی جانکاری ہوگی تب ہی وہ طلباء کو بھی صحیح طریقہ سے قواعد کا استعمال سکھا سکے گا۔ اس کے علاوہ معلم کو سادہ اور سلیس زبان کے استعمال پر بھی قدرت حاصل ہونی چاہئے۔ اس کا اظہار بیان دلچسپ، عام فہم اور سادہ ہو، مخارج اور تلفظ کی درستگی بھی ایک اہم عنصر ہے۔ آج کل یہ دیکھا گیا ہے کہ طلباء س، ث کے تلفظ، ظ، ذ، ض کے تلفظ میں غلطیاں کرتے ہیں اور غلط بولنے کی وجہ غلط سے لکھتے بھی ہیں۔ اس لیے معلم کا خود تلفظ صحیح ہو اور طلباء کے بھی تلفظ پر دھیان دیں۔ جب طلباء صحیح زبان سنیں گے تو ہی صحیح زبان بولیں گے۔

2. ادبی ذوق :- ایک معلم کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ خود مطالعہ کا ذوق رکھتا ہو۔ وہ اردو تدریس کو محض ایک منصبی فریضہ نہ سمجھے بلکہ اپنا محبوب ترین مشغلہ خیال کرے۔ جب معلم کو ادبی لگاؤ ہوگا تبھی وہ تدریس کے عمل میں دلچسپی دکھائے گا اور متعلم یا طلباء میں رغبت پیدا کرنے کی کوشش کرے گا۔ اردو ادب کا مسلسل ارتقاء ہو رہا ہے اور مختلف اصناف پر لکھا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ مختلف ادیب و شعراء سامنے آرہے ہیں۔ اس لیے معلم کو ان کے بارے میں معلومات اور اس معلومات بہم کو طلباء تک پہنچانا بھی ضروری ہے۔ زبان ادب اور اصناف سخن میں لگاتار ترقی ہوتی رہتی ہے۔ اس لیے اس ترقی کے ساتھ ہمقدم ہونا معلم کا ایک ضروری وصف ہے۔ اس کے علاوہ معلم کا ادبی ذوق اسکول میں ہم نصابی سرگرمیوں کے انعقاد میں بھی مددگار ثابت ہوتا ہے۔ معلم کو اردو زبان کی تدریس کے وقت اس کے ادب سے بھی طلباء کو کہیں نہ کہیں روبرو کروانا ہوتا ہے۔ اس کے لیے معلم کو ادب اور ادبی اردو سے پوری طرح واقفیت رکھنا ضروری ہے۔ اس کے لیے جہاں تک ممکن ہو سکے معلم کو مشہور و معروف شعراء اور ادیبوں کے اسالیب کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ معلم اردو ادب کی فنی اور نوعی پہلوؤں کے لطیف گوشوں سے پوری طرح واقف ہو۔ اصناف کی تاریخ، ہیت اور اشارات وعلائم سے باخبر ہو۔ اردو زبان و ادب کی پوری تاریخ اس کے مکمل ارتقاء اور مختلف منازل کا واضح شعور رکھتا ہو۔ زبان کے اسالیب پر نظر رکھتا ہو۔ دبستانی اور انفرادی اختلاف اور باریکیوں کو بھی سمجھتا ہو۔ فاضل ادبیات اور ادبی حسن کاری اور جمالیاتی قدر شناسی کی صلاحیت رکھتا ہو۔

3. تلفظ اور مخارج کی درستگی :- اردو زبان کے معلم کا تلفظ اور مخارج کا صحیح ہونا از حد ضروری ہے کیونکہ معلم ہی وہ شخص ہے جو زبان کی مہارتیں پیدا کرتا ہے۔ آواز میں اتار چڑھاؤ کس لفظ پر زور دینا ہے، کس حرف کی آواز نکالنے کے لیے اعضاء نطق کا کون سا حصہ استعمال میں لانا ہے ان سب کا علم ہونا لازمی ہے۔ اسی کی بنیاد پر وہ اپنے لفظ اور مخارج کو صحیح کر سکے گا اور طلباء کے مخارج کی درستگی پر دھیان دے سکے گا۔

4. لسانی استعداد :- اردو کے معلم کو زبان کا صحیح تلفظ ساخت پر نظر، فرہنگ پر قدرت اور اسلوب کی نزاکتوں سے واقف ہونا ضروری ہے۔ اس کے

علاوہ اردو زبان کی تجزیاتی لسانیات ،توضیحی لسانیات اور تاریخی لسانیات سے بھی واقفیت ضروری ہے۔معلم کا اردو زبان کے صوتیاتی نظام ،فونیمات،علم صرف ،علم نحو اور علم معانیات کا فہم ہونا بھی ایک اہم وصف ہے۔اکثر بیشتر دیکھا گیا ہے کہ اردو زبان وادب کے تعلق سے خاطر خواہ معلومات نہ ہونے کی وجہ سے اساتذہ اپنی تدریس کو موثر نہیں بنا سکتے اور طلباء میں اردو زبان وادب کا ذوق ابھارنے سے بھی قاصر رہتے ہیں۔اس لیے اردو معلم کو اردو زبان کے قواعد جس میں علم ہجا ،علم صرف ،علم نحو اور لسانیات کے تعلق سے بنیادی معلومات ضروری ہے۔ایسا ہونے پر ہی وہ زبان اور زبان کے مختلف اسالیب سے خود بھی لطف اندوز ہوگا اور اپنے طلباء کو بھی کرائے گا۔

5. اپنی زبان سے محبت :-اردو زبان کی بقاء،ترقی اور اردو مضمون کو پر اثر و جاندار بنانے کے لیے اردو اساتذہ کو اس ضمن میں بہت کچھ کرنا ہوگا۔ موجودہ حالات میں اردو اساتذہ کو حقیقی معنوں میں معلم قوم اور معمار قوم کا رول ادا کرنا ہوگا۔ایسا اسی وقت ممکن ہے جب ہم دوسرے شعبوں اور زبانوں کی تعلیمی گراوٹ پر مطمئن ہونا چھوڑ دیں اور اپنی زبان کی ترقی کی کوششیں تیز کر دیں۔اردو کے معلم کو صرف ایک معلم نہیں بلکہ ایک مبلغ کا رول ادا کرنا ہوگا۔اردو طلباء کے معیار ذوق کو بلند سے بلند تر کرنے پر کی کوشش کرنی ہوگی اور وہ یہ سب تبھی کر سکے گا جب واقعتاً اس کو اردو سے محبت ہوگی۔اردو اساتذہ کا یہ فرض ہے کہ وہ ادب اور اس کے اہم اجزاء اور عناصر کی تعلیم وتدریس میں لگے رہیں۔طلباء کی فکری اور جمالیاتی تربیت کو اپنا فرض اولین بنائیں۔ان کی غفلت و بے بر پروائی سے بعض صلاحتیوں کی نشونما نہ ہو سکی تو یہ معلم کے لیے اخلاقی جرم ہوگا۔

موجودہ دور میں اکثر ریاستوں میں اردو کی حالت بہت خستہ ہے اور دوسری طرف اچھے اساتذہ کی سخت کمی ہے۔موجودہ حالات کے پیش نظر اردو کے اساتذہ با صلاحیت ہونا چاہئے اور انھیں چاہئے کہ وہ اردو کی نئی نسل کا حوصلہ بڑھائیں اور اس میں اردو کی محبت کے ساتھ۔ساتھ ادبی ذوق بڑھانے کی کوشش کریں۔ایسا کوئی ضروری نہیں ہے کہ یہ تمام خوبیاں ایک استاد بیک وقت حاصل کر کے تعلیمی ادارے میں آئے لیکن یہ ضروری ہے معلم اردو میں علم سے محبت ،مطالعہ سے عشق ،محنت ولگن ،کتابوں سے دلچسپی اور اپنے مضمون سے محبت ہو۔اگر مضمون سے محبت ہوگی تو اس مضمون کی ترقی و بقاء کے لیے وہ تمام تر کوششیں کرے گا۔موجادہ ترقی یافتہ دور میں کسی کی بقا اور ترقی کے لیے ضروری ہے کہ اس کی تعلیم وتربیت کے لیے اسکولوں ،کالجوں اور یونیورسٹی میں خصوصی توجہ دی جائے۔

6. تدریس کے طریقوں پر عبور :- اردو معلم کو موثر اور ماہر بنانے کے لیے مختلف طریقہ تدریس کے استعمال کی ضرورت پڑتی ہے۔اس ضمن میں معلم کو موثر طریقہ تدریس کا ٹھوس علم ہونا ضروری ہے۔دوران تربیت ،اصناف کے مطابق مختلف تدریسی طریقہ کار سکھائے جاتے ہیں۔مگر صرف جانکاری حاصل کرنا ہی کافی نہیں۔بلکہ اس کے استعمال کی اہلیت ہونا بھی ضروری ہے۔معلم تدریسی طریقہ کار کا جتنے ماہر اور موثر انداز میں استعمال کرے گا اس کی تدریس اتنی ہی کامیاب ہوگی۔معلم کو ہمیشہ اس بات کا دھیان رکھنا چاہئے کہ کسی سبق کی نوعیت کیا ہے؟اس کے لیے کون سا طریقہ تدریس استعمال کرنا بہتر ہے؟اس کے علاوہ اسے نجدید طریقہ تدریس سے آشنا ہونا ضروری ہے۔تعلیم میں نئی۔نئی تحقیقات ہو رہی ہیں ان مطابق نئے طریقہ تدریس رونما ہو رہے ہیں اس کا علم اور استعمال کرنے کا طریقہ اور اطلاق معلم کو ہونا ضروری ہے۔

7. مضمون کے ثقافتی پس منظر پر نظر :- کسی بھی مضمون کی طرح ہر زبان کا ایک ثقافتی پس منظر ہوتا ہے۔معلم کو اس زبان کو سمجھانے کے لیے اس کے ثقافتی پس منظر کا علم ہونا ضروری ہے۔الفاظ کے لغوی معنی جاننا اور بتایا جانا زبان کی تدریس کا ایک لازمی جزء ہے۔بہت سے الفاظ زبان کے ثقافتی ماحول کو جانے اور سمجھے بغیر نہیں بتائے جا سکتے۔مثلاً ابن مریم ہوا کرے کوئی۔۔۔میرے درد کی دوا کرے کوئی۔اس شعر کو سمجھنے کے لیے حضرت مریم کے بیٹے حضرت عیسٰی کی سوانح سے ہی یہ جانا جا سکتا ہے کہ انھوں نے کس طرح عوام کے درد تکلیفوں کو رفع کرنے کی کوشش کی۔یعنی اس شعر میں ابن مریم کے معانی بتا دینا ناکافی نہیں ہوگا جب تک کہ اس امر سے واقفیت نہ ہو کہ حضرت عیسٰی کون تھے؟اور انھوں نے کیا کیا؟اسی طرح ایک دوسرے

شعر کا بھی حوالہ دیا جا سکتا ہے۔

ایران مصر وروم سب مٹ گئے جہاں ۔۔۔۔ پھر بھی مگر ہے باقی نام ونشاں ہمارا

اس شعر کو ایرانی، مصری اور رومی تہذیب کو جانے اور سمجھے بغیر سمجھا یا نہیں جا سکتا ہے۔اس شعر میں بین التہذیب اور بین الثقافتی تقابلی فہم پنہاں ہے۔ یعنی اب تہذیبوں کے فہم کے بغیر زیرِ نظر شعر کو سمجھنا ممکن نہیں ہوگا۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اردو زبان کا ارتقاء ایک مخصوص تاریخی ماحول میں ممکن ہو سکا۔اس تاریخی ماحول اور زمانے کے تاریخی سفر سمجھنے کے بعد ہی ایک معلم اپنے شاگردوں کو اردو زبان کے تدریسی عمل میں موثر مدد پہونچا سکتا ہے۔اسے ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ ثقافت اور زبان کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ثقافتی ماحول میں زبان پیدا ہوتی ہے اور پھر یہ زبان ثقافت کی تشکیل وتعمیر مین نمایاں رول ادا کرتی ہے۔اسی لئے اردو زبان کو گنگا جمنی تہذیب کا بانی تصور کیا جاتا ہے۔

8. مقامی زبان وثقافت کی واقفیت :- طلباء کی مقامی اور مادری زبان اردو زبان سے مختلف ہوسکتی ہے۔ مقامی زبان بچوں کی کم وبیش مادری زبان جیسی ہوتی ہے۔ مقامی ثقافت بھی معیاری ثقافت سے مختلف ہوسکتی ہے۔ثقافت اور مزاج کا تعلق بہت قریبی ہوتا ہے۔زبان ثقافت کی مظہر ہے اور ثقافت زبان کی علمبردار! دوسرے الفاظ میں مقامی ثقافت اور زبان طلباء کا معلوماتی خزانہ ہوتی ہے۔ایک معلم کے لیے ضروری ہے کہ وہ طلباء کے ذہن میں تازہ دم معلومات کے خزانہ کا استعمال نئی معلومات فراہم کرنے کے لیے استعمال کرے۔یعنی مقامی ثقافت و مقامی زبان سے اردو کو مربوط کرتے ہوئے تدریسی عمل کا سلسلہ شروع کرنا چاہئے۔اردو زبان طلباء کے لیے نئی یا مختلف زبان ہوسکتی ہے اور اگر اس زبان کا رشتہ مقامیت سے قائم کر دیا جائے تو تدریس موثر ہو جاتی ہے۔

9. بین الزبان رشتوں پر نظر :- اردو زبان کی تاریخ وارتقاء جاننے کے بعد یہ واضح ہو جاتا ہے کہ یہ زبان ایک مخصوص تاریخی ماحول میں پیدا ہوئی اور اسی لیے اس کا نام اردو پڑا۔اردو میں مختلف زبانوں کے الفاظ کی شمولیت ایک واضح امر ہے اور یہ ان زبانوں سے اردو کا رشتہ مضبوط کرتی جیسے کہ ’چ‘ والے الفاظ عموماً ترکی زبان سے آتے ہیں۔جیسے: کہ اچکن، دیگچہ، چمچہ وغیرہ۔اگر یہ تصور معلم طلباء کو واضح کر دے گا تو تدریس موثر اور دلچسپ ہوگی۔

10. خوش کلامی اور موثر انداز بیان:- اردو ایک ایسی زبان ہے جو اپنے انداز بیان کی وجہ سے ہی ایک انفرادی حیثیت کی حامل ہے۔اس کی شیرینی اور کم سے کم الفاظ میں زیادہ سے زیادہ بات کہنے کی صلاحیت اس کو ایک نمایاں مقام پر فائز کرتی ہے۔جیسے

ہر سنگ میں شرار ہے تیرے ظہور کا ۔۔۔ موسٰی نہیں جو سیر کروں کوہ طور کا

معلم اس شعر کی تشریح کو اپنے موثر انداز کلام کے ذریعے طلباء کو خدا کے ظہور کی علامتوں سے واقف کرا سکتا ہے۔اس کے علاوہ موسٰی علیہ اسلام کس طرح خدا کے ظہور کو دیکھنے کے لیے کوہ طور پر گئے اسے موثر انداز بیان کے ذیعے معلم طلباء کو مسحور کر سکتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ:

(1) اُردو زبان کے معلم کے اوصاف بیان کیجئے؟

(2) اُردو کے معلم کو مضمون کے بین الزبان رشتوں پر کیوں نظر ہونی چاہئے؟

6.5 تدریس نثر۔ مختلف مراحل:۔

ادیب اور شاعر دونوں اپنے خیالات کو دوسروں تک پہنچانے کے لیے الفاظ کا سہارا لیتے ہیں۔وہ علم جن تک انسان نے دست رس حاصل کی ہے یعنی سائنس، فلسفہ، تاریخ، سیاسیات، معاشیات، جغرافیہ اور طب وغیرہ سب نثر میں ہی تحریر شدہ ہیں۔نثر کے الفاظ میں خیالات و بیانات میں ربط اور تسلسل ہوتا

ہے۔نثر میں سب سے زیادہ اہمیت الفاظ کی ہوتی ہے۔اگر ذرا سی بھی لغزش ہو تو معنی اور مفہوم دونوں بدل جاتے ہیں۔نثر اچھے، مناسب اور مفہوم سے پر الفاظ کی متقاضی ہوتی ہے اور مصنف میں الفاظ کے استعمال کا یہ طریقہ کافی ریاضت کے بعد پیدا ہوتا ہے۔الفاظ کا ترتیب سے جملوں میں استعمال ایسا ہی ہے جیسے الفاظ موتی ہوں، جنہیں خوبصورت لڑیوں میں پرو یا جارہا ہو۔ادبی نثر کے کچھ اپنے تقاضے ہوتے ہیں؛ پہلی شرط یہ ہے کہ وہ ادب کے تقاضے کو پورا کرے۔ادبی نثر میں ادیب پر کوئی پابندی نہیں ہوتی وہ پوری آزادی کے ساتھ صنف کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی بات کہتا ہے۔نثر کا موضوع سے بہت گہرا تعلق ہوتا ہے، ادیب کو اس کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنی تحریر کو پیش کرنا ہوتا ہے۔نثر میں الفاظ کا مفہوم واضح، مدلل اور تفصیل کے ساتھ ہو تو ایسی نثر اپنے مقصد کو اچھی طرح پیش کرسکتی ہے۔نثر کی تحریر کا مقصد آئندہ نسلوں تک علم کی ترسیل کرنا بھی ہوتا ہے۔اس لیے کمرہ جماعت میں اس کی موثر تدریس کے لیے درج ذیل مراحل کا بتدریج استعمال کرنا ضروری ہے۔

1. مقاصد کا تعین:۔مقاصد دو طرح کے ہوتے ہیں؛عمومی مقاصد اور خصوصی مقاصد!عمومی مقاصد کا تعلق مکمل مضمون سے ہوتا ہے جب کہ خصوصی مقاصد کا تعلق سبق سے ہوتا ہے۔تدریس شروع کرنے سے پہلے معلم کو چاہئے کہ اس سبق سے متعلق مطلوبہ مقاصد کی فہرست کا تعین کرلیں۔مطلوبہ مقاصد کا تعین بالکل واضح الفاظ میں اس طرح ہونا چاہئے جس سے کہ تدریس کے اختتام پر اس کی حصولیابی کا تعین قدر کیا جا سکے۔جیسے؛سبق کی تدریس کے بعد طلباء۔۔۔۔اس سبق کے مصنف کا نام بتاسکیں گے، اس سبق میں شامل مشکل الفاظ کے معنی بتاسکیں گے، سبق کا مکمل خلاصہ اپنے لفظوں میں بیان کرسکیں گے۔وغیرہ، وغیرہ۔
2. تمہید:۔طلباء کی سابقہ معلومات کا استعمال کرتے ہوئے سبق کے عنوان تک پہنچنا تمہید کہلاتا ہے۔معلم کی ذمہ داری ہے کہ تمہید کے ذریعے طلباء کو ذہنی طور پر سبق کی جانب آمادہ کرے۔تمہید کے لیے سوال و جواب کا طریقہ استعمال کیا جا سکتا ہے۔تمہیدی سوالات کو اگر ترتیب کے ساتھ پوچھا جائے تو طلباء بہت آسانی کے ساتھ سبق کے عنوان تک پہنچ جاتے ہیں۔اس سے طلباء ذہنی طور پر سبق کو پڑھنے کے لیے آمادہ ہوجاتے ہیں اور ان میں سبق کے تئیں تجسس بھی پیدا ہوجاتا ہے۔جیسے ہی معلم طلباء کے جوابات کے ذریعے سبق کے عنوان تک پہنچتا ہے تمہید کا مرحلہ اسی وقت ختم ہوجاتا ہے۔ماہرین کے مطابق تدریس کے لیے متعین کل وقت کے ۱۰ فیصد وقت کا استعمال ہی تمہید کے لیے کرنا چاہئے۔مثال کے طور پر اگر تدریس کے لیے چالیس منٹ کا وقت ملتا ہے تو پہلے چار منٹ کا استعمال تمہید کے لیے کرنا چاہئے۔
3. موضوع کا اعلان:۔جب طلباء سبق کو پڑھنے کے لیے ذہنی طور پر آمادہ ہوجاتے ہیں تو معلم سبق کے موضوع کا علان کرتا ہے۔یہ ایک نفسیاتی لمحہ ہوتا ہے جس میں طالب علم سبق کے موضوع کی جانب دلچسپی کے ساتھ رجوع ہوجاتا ہے۔
4. موضوع کی اصطلاح اور تعریف:۔ موضوع کا اعلان کرنے کے بعد معلم طلبا کے تجسس میں مزید اضافہ کرنے کے لیے یہاں پر موضوع سے متعلق چند بہترین جملوں کو طلباء کے سامنے بولتا ہے۔ان جملوں میں اس مخصوص صنف نثر، اس مخصوص مصنف یا مواد مضمون کے تعلق سے اہم معلومات طلباء کے سامنے پیش کی جاتی ہیں جس سے کہ طلباء اس سبق کو پڑھنے کے لیے بے چین ہوجاتے ہیں۔
5. پیش کش:۔اردو زبان میں سبق کی تدریس کا یہ مرحلہ مکمل طور پر مواد متن پر محیط ہوتا ہے۔اس کے ضمن میں درج ذیل مراحل شامل ہوتے ہیں۔

الف:۔ معلم کی نمونے کی بلند خوانی:۔معلم سبق کے متن کو پیش کرنے کے لیے بلند آواز میں عبارت کی بلند خوانی کرتا ہے۔بلند خوانی کے دوران اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے کہ معلم کا تلفظ درست ہو، لہجہ بہترین ہو، زبان میں روانی ہو اور روانی میں رموز و اوقاف کا خیال رکھا جائے۔حروف کے صحیح اعراب اور صحیح لہجے کے ساتھ جملوں کی ادائیگی ضروری ہے۔معلم کے پڑھنے کا انداز ایسا ہو کہ طلبا پر اس کا عمدہ اثر ہو۔

ب۔ طلباء کی تقلیدی بلند خوانی:۔معلم کی نمونے کی بلند خوانی کے بعد اگلا مرحلہ طلباء کی بلند خوانی کا ہوتا ہے۔اس میں معلم کسی ایک طالب علم سے بلند خوانی کرنے کو کہتا ہے۔طلباء کی بلند خوانی کے لیے ایک سے زیادہ طالب علم کو موقع دیا جا سکتا ہے۔طلباء کی بلند خوانی کے دوران معلم کو چاہئے کہ ایسے الفاظ جس پر طالب علم اٹکتا ہے، رکتا ہے یا اس کا غلط تلفظ کرتا ہے وہ اس کی تصحیح کرے اور ایسے الفاظ کی فہرست تختہ سیاہ پر بنائے۔

ج:۔ اخذ معنی:۔طلباء کی تقلیدی بلند خوانی کے دوران مشکل الفاظ کی جو فہرست تختہ سیاہ پر بنائی گئی ہے معلم اب طلباء کی شمولیت حاصل کرتے ہوئے اس کے معنی اخذ کروائیں گے۔معنی کا تعین عبارت کے سیاق وسباق کے مطابق کرنا چاہئے۔معلم معنی اخذ کروانے کے لیے مختلف طریقوں کا استعمال کر سکتے ہیں۔موضوع کے لحاظ سے الفاظ کے لغوی معنوں کے ساتھ ساتھ مرادی معنوں کی جانب بھی اشارہ کیا جا سکتا ہے۔مترادف اور متضاد الفاظ کی مدد بھی لی جا سکتی ہے۔مرکب الفاظ کی تحلیل کے ذریعے، سابقے اور لاحقے لگا کر اور کبھی طلباء سے براہ راست معنی پوچھ کر بھی الفاظ کے معنی اخذ کرائے جا سکتے ہیں۔ یہاں اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ جہاں تک ممکن ہو الفاظ کے معنی طلباء سے ہی اخذ کرانے چاہئے۔

د:۔ طلباء کی خاموش خوانی:۔اخذ معنی کے بعد طلباء کو خاموش مطالعہ کے لیے کہا جاتا ہے۔خاموش مطالعہ کے ذریعے طلباء میں زود خوانی کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔خاموش خوانی سے طلباء عبارت کے مفہوم کو بہتر طریقے سے سمجھ سکتے ہیں۔اس دوران معلم کمرہ جماعت میں گھوم گھوم کر طلباء کی نگرانی کرتے ہیں اور کمزور طالب علم کی مدد کرتے ہیں۔

ر:۔ تفہیمی سوالات:۔معلم کی بلند خونی ،طلباء کی بلند خوانی، اخذ معنی اور خاموش خوانی کے بعد ملم کو چاہئے کہ وہ طلباء کی تفہیم عبارت کی جانچ کرنے کے لیے ان سے مواد متن پر مبنی ترتیب کے ساتھ سوالات پوچھیں۔سوالات کی ترتیب ایسی ہونی چاہئے کہ عبارت میں موجود خیالات کا تسلسل اور ارتقاء کا اظہار ہو۔اس دوران معلم کو چاہئے کہ وہ طلباء کے بتائے گئے جوابات کی تعمیر وتشکیل کرتے ہوئے اسے مکمل جملے میں تختہ سیاہ پر بالترتیب لکھیں۔جوابات ایسے جملوں میں لکھنا چاہئے جس سے کہ یہ پتہ چلے کہ یہ کس سوال کا جواب ہے۔

س:۔ کمرہ جماعت کا کام:۔اخذ معنی کے دوران تختہ سیاہ پر لکھے گئے الفاظ معنی اور تفہیمی سوالات کے جواب جو کہ تختہ سیاہ پر لکھے جا چکے ہیں معلم کو چاہئے کہ وہ طلباء سے کہے کہ تختہ سیاہ پر لکھے ہوئے الفاظ معنی اور تفہیمی سوالات کے جواب کو اپنی کاپی میں لکھ لیں۔ جب طلباء کمرہ جماعت کا کام کر رہے ہوں یعنی الفاظ معنی اور تفہیمی سوالات کے جواب اپنی کاپی پر لکھ رہے ہوں اس وقت معلم کمرہ جماعت میں گھوم گھوم کر نگرانی کریں گے اور کمزور طالب علم کی مدد کریں گے۔

ص:۔ وضاحت یا تشریح:۔نثر کی تدریس کا یہ مرحلہ معلم کے لیے بہت اہم ہوتا ہے۔اس مرحلے میں معلم مواد متن کا مکمل خلاصہ بہت ہی مفصل، مکمل اور مجمل طریقے سے پیش کرتا ہے۔اس دوران معلم کے ہاتھ میں کتاب نہیں ہوتی وہ جو کچھ بھی بولتا ہے برجستہ بولتا ہے۔ خوب صورت انداز، لب ولہجہ، بہترین منظر کشی اور حرکات وسکنات کے ذریعے معلم مکمل مواد متن کو طلباء کے دل میں اتارنے کی کوشش کرتا ہے۔اس وقت تمام طلبا کی نظر معلم پر ہوتی ہے اور وہ معلم کی قابلیت، لیاقت اور صلاحیت سے محذوذ ہوتے ہیں۔

5. تعین قدر:۔نثر کی تدریس کا یہ اختتامی مرحلہ ہے۔جیسا کہ پہلے ہی لکھا جا چکا ہے کہ سبق کی تدریس کا پہلا مرحلہ سبق کے مطلوبہ مقاصد کا تعین کرنا ہے۔معلم اپنی تمام تر تدریسی سرگرمیوں کے ذریعے انہیں مقاصد کی تکمیل کرنے کی سعی کرتا ہے۔تدریس کے آخری مرحلے میں معلم ان مقاصد کی حصولیابی کی جانچ کرتا ہے جسے تعین قدر کرنا کہتے ہیں۔طلباء کی حصولیابی کا تعین قدر کرنے کے لیے معلم طلباء سے سولات پوچھتا ہے۔ یہاں پر اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ تعین قدر کے سوالات براہ راست طور پر سبق کے مطلوبہ مقاصد کے عین مطابق ہونا چاہئے۔

6. اعادہ:۔ اعادہ سے مراد دہرانا ہے۔طلباء کی حصولیابی کا تعین قدر کرنے کے بعد معلم ایک بار پھر سبق کے اہم نکات کو طلباء کے سامنے پیش کرتا ہے اور اس طرح اپنی تدریس کو انجام تک پہنچاتا ہے۔

7. گھر کا کام:۔طلباء کی ذہنی اور تحریری صلاحیت کو فروغ دینے کی لیے معلم کو چاہئے کہ طلباء کو مناسب مقدار میں گھر کا کام دیں۔ ماہرین تعلیم کے مطابق گھر کا کام ایسی نوعیت کا ہونا چاہئے جسے کہ بچہ خود سے کر سکے اسے کسی کی مدد لینے کی ضرورت نہ ہو اور دوسری بات گھر کا کام مقدار میں اتنا ہونا چاہئے کہ طالب علم دس سے بیس منٹ کے اندر اسے پورا کر سکے جس سے کہ اس کے اوپر بے جا دباؤ نہ پڑے۔

اپنی معلومات کی جانچ:

(1) تدریس نثر کے مختلف مراحل کو سمجھایئے؟

6.6 تدریس نظم۔ مختلف مراحل:۔

انسان کی فطرت میں شامل ہے کہ وہ موسیقی اور نغمے سے دلچسپی رکھتا ہے۔کچھ باتیں جو اگر نثر میں تحریر کی جائیں اتنی موثر نہیں ہوتی ہیں جتنی کہ نظم میں بیان کرنے سے ہوتی ہیں۔ چونکہ نظم میں آہنگ کے ساتھ ساتھ موسیقی بھی موجود ہوتی ہے اس لیے یہ کانوں کو بھلی بھی لگتی ہے۔نظم ذہن میں شگفتگی پیدا کرتی ہے۔ اشعار کا برمحل استعمال ذوق سلیم کی علامت سمجھا جاتا ہے۔نظم کی تدریس کی اہمیت اس لحاظ سے بھی زیادہ ہے کہ یہ تہذیب وتمدن کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ دیگر علوم ہماری معلومات میں اضافہ کرتے ہیں لیکن نظمیں ہمارے تخیل کی دنیاء آباد کرتی ہیں۔اس سے ہمارے جذبات اور احساسات کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔نظم کی متعدد شکلیں ہیں۔ یہ کبھی بیانیہ ہوتی ہے تو کبھی غزل بن جاتی ہے۔کہیں رباعی اور کہیں قطعہ کی شکل میں پھیل جاتی ہے۔کبھی قصیدہ بنتی ہے تو کبھی مرثیہ کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔

ابتدائی جماعتوں میں نظم کی تدریس کا ایک خاص مقصد بچوں کے حافظے کی تربیت اور لطف اندوزی ہے۔ایسی نظمیں نصاب میں شامل کی جاتی ہیں جو آسان ہونے کے ساتھ ساتھ دلچسپ بھی ہوں اور بہت جلد بچوں کو یاد ہو سکیں۔ ثانوی جماعتوں میں تدریس نظم کے ذریعے ذوق ادب کو پروان چڑھایا جاتا ہے۔تشبیہات، استعارات، صنائع، بدائع، تلمیحات، اشارے وکنایئے، علائم، مجاز ومرسل ان تمام کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ اخلاقی نظمیں بچوں کی تربیت میں معاون کردار ادا کرتی ہیں۔ بچوں میں خدا پرستی، رحم دلی، سچائی، دیانت داری، ایمان داری، ایثار وقربانی اور حب الوطنی کے جذبات کو فروغ دیا جاتا ہے۔نظم کی تدریس میں اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہئے کہ طلباء شاعر کے تخیل کو سمجھ سکیں اور اشعار سے لطف اندوز ہونے کی صلاحیت ان میں پیدا ہو سکے۔

ثانوی جماعتوں میں نظم کی تدریس کے وہی مراحل ہیں جو نثر کی تدریس کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ اکثر ماہرین اخذ معنی اور تفہیمی سوالات کے بجائے نظم کی تدریس میں استحسان نظم، نظم کے اجمالی جائزہ اور تفصیلی جائزہ پر زور دیتے ہیں۔تدریس نظم کے مختلف مراحل کی تفصیل درج ذیل ہیں۔

1. ۔ مقاصد کا تعین:۔مقاصد دو طرح کے ہوتے ہیں؛عمومی مقاصد اور خصوصی مقاصد!عمومی مقاصد کا تعلق مکمل مضمون سے ہوتا ہے جب کہ خصوصی مقاصد کا تعلق سبق سے ہوتا ہے۔تدریس شروع کرنے سے پہلے معلم کو چاہئے کہ اس سبق سے متعلق مطلوبہ مقاصد کی فہرست کا تعین کر لیں۔مطلوبہ مقاصد کا تعین بالکل واضح الفاظ میں اس طرح ہونا چاہئے جس سے کہ تدریس کے اختتام پر اس کی حصولیابی کا تعین قدر کیا جا سکے۔ جیسے؛سبق کی تدریس کے بعد طلباء۔۔۔اس نظم کے مصنف کا نام بتا سکیں گے،اس نظم میں شامل مشکل الفاظ کے معنی بتا سکیں گے،نظم کا مکمل خلاصہ اپنے لفظوں میں بیان کر سکیں گے،نظم کے مرکزی خیال کی نشاندہی کر سکیں گے۔ وغیرہ، وغیرہ۔

2. تمہید:۔طلباء کی سابقہ معلومات کا استعمال کرتے ہوئے سبق کے عنوان تک پہنچنا تمہید کہلاتا ہے۔معلم کی ذمہ داری ہے کہ تمہید کے ذریعے طلباء کو ذہنی طور پر سبق کی جانب آمادہ کرے۔تمہید کے لیے سوال وجواب کا طریقہ استعمال کیا جا سکتا ہے۔تمہیدی سوالات کو اگر ترتیب کے ساتھ پوچھا

جائے تو طلباء بہت آسانی کے ساتھ نظم کے عنوان تک پہنچ جاتے ہیں۔ اس سے طلباء ذہنی طور پر نظم کو پڑھنے کے لیے آمادہ ہو جاتے ہیں اور ان میں نظم کے تئیں تجسس بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ جیسے ہی معلم طلباء کے جوابات کے ذریعے سبق کے عنوان تک پہنچتا ہے تمہید کا مرحلہ اسی وقت ختم ہو جاتا ہے۔ ماہرین کے مطابق تدریس کے لیے متعین کل وقت کے ۱۰ فیصد وقت کا استعمال ہی تمہید کے لیے کرنا چاہیے۔ مثال کے طور پر اگر تدریس کے لیے چالیس منٹ کا وقت ملتا ہے تو پہلے چار منٹ کا استعمال تمہید کے لیے کرنا چاہیے۔

3. موضوع کا اعلان:۔ جب طلباء نظم کو پڑھنے کے لیے ذہنی طور پر آمادہ ہو جاتے ہیں تو معلم نظم کے موضوع کا علان کرتا ہے۔ یہ ایک نفسیاتی لمحہ ہوتا ہے جس میں طالب علم نظم کے موضوع کی جانب دلچسپی کے ساتھ رجوع ہو جاتا ہے۔

4. موضوع کی اصطلاح اور تعریف:۔ موضوع کا اعلان کرنے کے بعد معلم طلبا کے تجسس میں مزید اضافہ کرنے کے یے یہاں پر موضوع سے متعلق چند بہترین جملوں کو طلباء کے سامنے بولتا ہے۔ ان جملوں میں اس مخصوص صنف نظم، اس مخصوص شاعر یا مواد نظم کے تعلق سے اہم معلومات طلباء کے سامنے پیش کی جاتی ہیں جس سے کہ طلباء اس نظم کو پڑھنے کے لیے بے چین ہو جاتے ہیں۔

5. پیش کش:۔ سبق کی تدریس کا یہ مرحلہ مکمل طور پر مواد متن پر محیط ہوتا ہے۔ اس کے ضمن میں درج ذیل مراحل شامل ہوتے ہیں۔

الف:۔ معلم کی نمونے کی بلند خوانی:۔ معلم نظم کے متن کو پیش کرنے کے لیے بلند آواز میں عبارت کی بلند خوانی کرتا ہے۔ بلند خوانی کے دوران اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے کہ معلم کا تلفظ درست ہو، لہجہ بہترین ہو، زبان میں میں روانی ہو اور روانی میں رموز و اوقاف کا خیال رکھا جائے۔ حروف کے صحیح اعراب اور صحیح لہجے کے ساتھ مصرعوں کی ادائیگی ضروری ہے۔ نظم اس انداز میں پڑھی جائے کی طلباء پر ایک مخصوص کیفیت طاری ہو جائے۔ نظم اگر طویل ہو تو علیحدہ علیحدہ بند سنائے جائیں، لیکن آخر میں پوری نظم ایک ساتھ پڑھنا ضروری ہے۔

ب:۔ طلباء کی تقلیدی بلند خوانی:۔ معلم کی نمونے کی بلند خوانی کے بعد اگلا مرحلہ طلباء کی بلند خوانی کا ہوتا ہے۔ اس میں معلم کسی ایک طالب علم سے بلند خوانی کرنے کو کہتا ہے۔ طلباء کی بلند خوانی کے لیے ایک سے زیادہ طالب علم کو موقع دیا جا سکتا ہے۔ طلباے کی بلند خوانی کے دوران معلم کو چاہیے کہ ایسے الفاظ جس پر طالب علم اٹکتا ہے، رکتا ہے یا اس کا غلط تلفظ کرتا ہے وہ اس کی تصحیح کرے اور ایسے الفاظ کی فہرست تختہ سیاہ پر بنائے۔

ج:۔ اخذ معنی:۔ طلباء کی تقلیدی بلند خوانی کے دوران مشکل الفاظ کی جو فہرست تختہ سیاہ پر بنائی گئی ہے معلم اب طلباء کی شمولیت حاصل کرتے ہوئے اس کے معنی اخذ کروائیں گے۔ معنی کا تعین عبارت کے سیاق وسباق کے مطابق کرنا چاہیے۔ معلم معنی اخذ کروانے کے لیے مختلف طریقوں کا استعمال کر سکتے ہیں۔ موضوع کے لحاظ سے الفاظ کے لغوی معنوں کے ساتھ ساتھ مرادی معنوں کی جانب بھی اشارہ کیا جا سکتا ہے۔ مترادف اور متضاد الفاظ کی مدد بھی لی جا سکتی ہے۔ مرکب الفاظ کی تحلیل کے ذریعے، سابقے اور لاحقے لگا کر اور کبھی طلباء سے براہ راست معنی پوچھ کر بھی الفاظ کے معنی اخذ کرائے جا سکتے ہیں۔ یہاں اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ جہاں تک ممکن ہو الفاظ کے معنی طلباء سے ہی اخذ کرائے جائیں۔

چ۔ نظم کا اجمالی جائزہ:۔ نظم کے اجمالی جائزے سے لطف اندوزی کے ساتھ ساتھ استحسان نظم بھی ہوتا ہے۔ اس کے لیے نظم کے مرکزی خیال کے پس منظر میں نظم کا اجمالی خاکہ پیش کیا جاتا ہے۔ اس کے ذریعے نظم میں پیش کیے گئے خیالات، واقعات، اور مناظر طلباء سے اخذ کرائے جاتے ہیں۔ اس عمل میں میں طلباء کی مکمل شمولیت حاصل کرنے کی کوشش کرنا چاہیے۔

د:۔ طلباء کی خاموش خوانی:۔اخذ معنی کے بعد طلباء کو خاموش مطالعہ کے لیے کہا جاتا ہے۔خاموش مطالعہ کے ذریعے طلباء میں زودخوانی کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔خاموش خوانی سے طلباء عبارت کے مفہوم کو بہتر طریقے سے سمجھ سکتے ہیں۔اس دوران معلم کمرہ جماعت میں گھوم گھوم کر طلباء کی نگرانی کرتے ہیں اور کمزور طالب علم کی مدد کرتے ہیں۔

ر:۔ تفہیمی سوالات:۔معلم کی بلند خونی،طلباء کی بلند خوانی،اخذ معنی نظم کے اجمالی جائزہ اور خاموش خوانی کے بعد معلم کو چاہیئے کہ وہ طلباء کی تفہیم عبارت کی جانچ کرنے کے لیے ان سے مواد متن پر مبنی ترتیب کے ساتھ سوالات پوچھیں۔سوالات کی ترتیب ایسی ہونی چاہیئے کہ عبارت میں موجود خیالات کا تسلسل اور ارتقاء کا اظہار ہو۔اس دوران معلم کو چاہیئے کہ وہ طلباء کے بتائے گئے جوابات کی تعمیر و تشکیل کرتے ہوئے اسے مکمل جملے میں تختہ سیاہ پر بالترتیب لکھیں۔جوابات ایسے جملوں میں لکھنا چاہیئے جس سے کہ یہ پتہ چلے کہ یہ کس سوال کا جواب ہے۔

س:۔ کمرہ جماعت کا کام:۔ اخذ معنی کے دوران تختہ سیاہ پر لکھے گئے الفاظ معنی اور تفہیمی سوالات کے جواب جو کہ تختہ سیاہ پر لکھے ہوئے ہیں کا استعمال طلباء کے لیے کمرہ جماعت کے کام کے لیے کرنا ایک اچھا عمل ہے۔معلم کو چاہیئے کہ وہ طلباء سے کہے کہ تختہ سیاہ پر لکھے ہوئے الفاظ معنی اور تفہیمی سوالات کے جواب کو اپنی کاپی میں لکھ لیں۔جب طلباء کمرہ جماعت کا کام کر رہے ہوں گے اس وقت بھی معلم کمرہ جماعت میں گھوم گھوم کر نگرانی کریں گے اور کمزور طالب علم کی مدد کریں گے۔

ص:۔ نظم کا تفصیلی جائزہ اور تشریح:۔ نظم کی تدریس کا یہ مرحلہ معلم کے لیے بہت اہم ہوتا ہے۔اس مرحلے میں معلم نظم کا مکمل خلاصہ بہت ہی مفصل،مکمل اور مجمل طریقے سے پیش کرتا ہے۔اس دوران معلم کے ہاتھ میں کتاب نہیں ہوتی وہ جو کچھ بھی بولتا ہے برجستہ بولتا ہے۔ خوب صورت انداز،لب و لہجہ،بہترین منظر کشی اور حرکات و سکنات کے ذریعے معلم مکمل نظم کے مفہوم کو طلباء کے دل میں اتارنے کی کوشش کرتا ہے۔اس وقت تمام طلبا کی نظر معلم پر ہوتی ہے اور وہ معلم کی قابلیت،لیاقت اور صلاحیت سے محظوظ ہوتے ہیں۔نظم کے تفصیلی جائزے میں اشعار کی تفہیم،اس کا مرکزی خیال،تشبیہات و استعارات،تلمیحات کی وضاحت کرنا چاہیئے۔نظم کے ہر پہلو کی تشریح کی جائے جس سے کہ نظم کے تعلق سے طلباء میں کسی بھی طرح کی تشنگی باقی نہ رہے۔اشعار کی تفہیم طلباء میں لطف اندوزی پیدا کرتی ہے۔دراصل نظم کے الفاظ،تراکیب،رموز و علائم محض الفاظ نہیں ہوتے ان کے پس منظر میں تصورات کی ایک دنیاء آباد ہوتی ہے اس لیے اس کی تفہیم لازمی ہے تاکہ طلباء نظم کو سمجھ کر اس سے لطف اندوز ہوسکیں اور استحسان نظم کا جذبہ ان میں پیدا ہوسکے۔

5. تعین قدر:۔نظم کی تدریس کا یہ اختتامی مرحلہ ہے۔جیسا کہ پہلے ہی لکھا جا چکا ہے کہ سبق کی تدریس کا پہلا مرحلہ سبق کے مطلوبہ مقاصد کا تعین کرنا ہے۔معلم اپنی تمام تر تدریسی سرگرمیوں کے ذریعے انہیں مقاصد کی تکمیل کرنے کی سعی کرتا ہے۔تدریس کے آخری مرحلے میں معلم ان مقاصد کی حصولیابی کی جانچ کرتا ہے جسے تعین قدر کرنا کہتے ہیں۔طلباء کی حصولیابی کا تعین قدر کرنے کے لیے معلم طلباء سے سولات پوچھتا ہے۔یہاں پر اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ تعین قدر کے سوالات براہ راست طور پر نظم کے مطلوبہ مقاصد کے عین مطابق ہونا چاہیئے۔

6. اعادہ:۔ اعادہ سے مراد دہرانا ہے۔طلباء کی حصولیابی کا تعین قدر کرنے کے بعد معلم ایک بار پھر نظم کے اہم نکات کو طلباء کے سامنے پیش کرتا ہے اور اس طرح اپنی تدریس کو انجام تک پہنچاتا ہے۔

7. گھر کا کام:۔طلباء کی ذہنی اور تحریری صلاحیت کو فروغ دینے کی لیے معلم کو چاہیئے کہ طلباء کو مناسب مقدار میں گھر کا کام دیں۔ماہرین تعلیم کے مطابق گھر کا کام ایسی نوعیت کا ہونا چاہیئے جسے کہ بچہ خود سے کر سکے،اسے کسی کی مدد لینے کی ضرورت نہ ہو۔گھر کا کام مقدار میں اتنا ہونا چاہیئے کہ طالب علم دس سے بیس منٹ کے اندر اسے پورا کر سکے جس سے کہ اس کے اوپر بیجا دباؤ نہ پڑے۔

اپنی معلومات کی جانچ:

(1) نظم کی تدریس اورنثر کی تدریس میں فرق واضح کیجیے؟

6.7 تدریس قواعد- مختلف مراحل:۔

زبان کولغزشوں سے بچانے کے لیے جوطریقہ استعمال کیا جاتا ہے اسے قواعد کہتے ہیں۔قواعد کا مقصد زبان کا صحیح استعمال کرنا ہے۔زبان کے استعمال میں اس کے تلفظ، ہجّے، تذکیروتانیث،اورصحت الفاظ کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے۔زبان کی تشریح کا کام بھی قواعد کے ذریعے ہی کیا جاسکتا ہے۔

تدریس قواعد کے مقاصد:۔زبان کا صحیح استعمال جس میں صحیح بولنا،صحیح سمجھنا،صحیح پڑھنااور صحیح لکھنا شامل ہےقواعد کی معلومات کے بغیر ناممکن ہے۔تدریس قواعد کے ضمن میں چندمقاصد قابل ذکر ہیں۔

1۔ زبان کی ساخت کوسمجھنا۔

2۔ صحت کے ساتھ زبان کا استعمال کرنے کی صلاحیت پیدا کرنا۔

3۔ لسانی تربیت فراہم کرنا۔

4۔ مادری زبان کےقواعد کی مدد سے دیگرزبانوں کےقواعد کی تفہیم پیدا کرنا۔

5۔ تقریری اورتحریری اظہارخیال میں صفائی پیدکرنا۔

6۔ استحسان ادب کوفروغ دینا۔

7۔ افہام وتفہیم کی ارتقاءکرنا۔

8۔ زبان کے بنیادی اصول وقواعد سے روشناش کرانا۔وغیرہ

قواعد کی تدریس میں تین باتوں کاعلم ضروری سمجھا جاتا ہے۔یہ تین باتیں درج ذیل ہیں۔

علم ہجّا:۔سادہ آوازیں اوران کی تحریری شکلیں یاعلامتیں حروف کہلاتی ہیں اوران حروف سے متعلق جوعلم فراہم کیا جاتا ہے وہ علم ہجّا کہلاتا ہے۔

علم صرف:۔اس کاعلم الفاظ،الفاظ کی تقسیم،گردان اور اشتقاق پر مشتمل ہوتا ہے۔الفاظ میں ایک سے زیادہ آوازیں ہوتی ہیں اوران آوازوں کی تحریری علامت لفظ کہلاتی ہے۔اس میں صورت کی تبدیلی کا ذکر ہوتا ہے۔

علم نحو:۔بات چیت یا جملے میں لفظوں کا ایک دوسرے سے تعلق اور جملوں کا باہمی تعلق نحو کہلاتا ہے۔اس میں لفظ کے باطن اوراس کے مفہوم سے بحث کی جاتی ہے۔

دراصل قواعد ایک سائنس ہے۔اس کے ذریعے دوسروں کی تقریر وتحریر کی صحت اور عدم صحت کو پرکھا جاتا ہے۔یہاں اس بات پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے کہ قواعد کوایک علیحدہ مضمون کے طور پر پڑھایا جائے یااس کوزبان کی تعلیم کا ایک حصہ سمجھا جائے۔طلباء کی نفسیات اور مضمون کی نوعیت کے پیش نظر زیادہ مناسب یہ ہوگا کہ ابتدائی درجات میں قواعد کی تعلیم سے گریز کیا جائے اور ثانوی جماعتوں میں قواعدنثر اورانشاء کے اسباق سے مربوط کرکے پڑھایا جائے اوراعلیٰ جماعتوں میں اسے علیحدہ مضمون کی حیثیت سے پڑھایا جائے۔اگرتعلیم کی ثانوی منزل پرقواعد کی تعلیم کا باقاعدہ سلسلہ نہ شروع کیا جائے تو حدشہ ہے کہ اعلیٰ جماعتوں میں قواعد کی باقاعدہ تعلیم ممکن نہ ہوسکے۔اس لیے ثانوی جماعتوں میں اسباق سے مربوط کرکےقواعد کی تدریس کرنازیادہ مناسب ہے۔

قواعد کی تدریس کے لیے موجودہ دور میں مختلف طریقے رائج ہیں جن کا استعمال حسب ضرورت کیا جاسکتا ہے۔ان مختلف طریقوں میں دواہم طریقوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

قواعد کی تدریس کا استخراجی طریقہ:۔قواعد کی تدریس کا یہ روایتی طریقہ ہے جواب بھی اکثر اسکولوں میں رائج ہے۔یہ ایک غیر نفسیاتی طریقہ ہے جس میں طلباء کو کچھ ایسی تعریفیں رٹوا دی جاتی ہیں اور بعض ایسی اصطلاحات ازبر کروادی جاتی ہیں جن کا مفہوم سمجھنے سے طلباء قاصر رہتے ہیں۔اس کے بعد اس طریقہ تدریس میں اسم،صفت،ضمیر اور فعل کے فرق کو واضح کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور آگے چل کر ہر ایک سے متعلق شاخ در شاخ بہت ساری معلومات کا انبار طلباء کے دماغ میں ٹھونس دی جاتی ہیں۔نتیجے کے طور پر قواعد کے نام سے طلباء کی روح خشک ہونے لگتی ہے اور وہ ہمیشہ کے لیے قواعد کے اصولوں سے متنفر ہو جاتے ہیں۔

استخراجی طریقے میں تدریسی عمل کچھ اس طرح عمل پاتا ہے کہ پہلے اصول و تعریف پھر مثال اور آخر میں اس کی مشق کرائی جاتی ہے۔اس طریقے کی سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ طالب علم قواعد کو ایک علیحدہ مضمون سمجھنے لگتا ہے۔اس طریقہ تدریس میں ایک بڑا نقص یہ ہے کہ اس میں نامعلوم سے معلوم کی جانب اقدام کرنا پڑتا ہے جو تدریس کے عام اصول کے خلاف ہے اور اس کی نفی کرتا ہے۔بچہ جس چیز سے مانوس ہوتا ہے اس کے توسط سے اس کو مانوس اشیاء کے بارے میں پڑھانا زیادہ موثر ثابت ہوتا ہے کیوں کہ اس میں طلباء کی دلچسپی قائم رہتی ہے۔

قواعد کی تدریس کا استقرائی طریقہ:۔ قواعد کی تدریس سے طلباء کو حقیقی فائدہ اسی وقت پہنچ سکتا ہے جب کہ تدریس کے لیے استقرائی طریقہ اختیار کیا جائے۔یہ ایک نفسیاتی طریقہ ہے اور تدریس کے عام صولوں کے مطابق بھی ہے۔اس طریقہ تدریس میں سب سے پہلے طلباء کو ایسی مثالیں فراہم کی جاتی ہیں جس سے وہ مانوس ہوتے ہیں۔سوال و جواب کے ذریعے ان مثالوں کی تعمیم کی جاتی ہے اور اس کی مدد سے اصول و قواعد اور کلیے اخذ کرائے جاتے ہیں اور آخر میں نئی صورت حال میں نئی مثالوں کے ذریعے ان کا انطباق کرایا جاتا ہے۔یہ طریقہ اس اعتبار سے بھی مفید ہے کہ اس میں معلوم سے نامعلوم کی جانب اقدام کیا جاتا ہے جو نفسیاتی اعتبار سے طالب علموں کے لیے بہت موزوں ہے۔

استقرائی طریقے سے قواعد کی تدریس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس میں طلباء کا ذہن ہر وقت فعال رہتا ہے اور وہ خود کوشش کر کے تعریف ماخوز کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں اور نئی صورت حال میں اس کا انطباق بھی کرنا سیکھ جاتے ہیں۔اس طریقہ تدریس میں طلباء کی شمولیت حاصل ہوتی ہے جس سے کہ سبق میں ان کی دلچسپی قائم رہتی ہے اور نئی نئی باتیں سیکھنے میں انہیں مسرت حاصل ہوتی ہے۔

استقرئی طریقے سے قواعد پڑھاتے وقت جملوں سے آغاز کرنا چاہئے کیوں کہ الفاظ سے ہی جملے بنتے ہیں۔تحریر میں لفظ جامد اور بے حس رہتا ہے لیکن جب مکمل جملہ بولا جاتا ہے اس وقت لہجے اور موقع کے لحاظ سے اس کی کئی صورتیں ہو جاتی ہیں۔زبان کی تدریس کرتے وقت مناسب یہ ہوگا کہ قواعد کی مثالیں اسباق سے فراہم کی جائیں اور تعمیم کی بنیاد پر تعریف اخذ کرائی جائے،پھر نئے جملوں میں اس کا استعمال کرایا جائے۔اس طرح اسباق کے ساتھ ساتھ قواعد کی تدریس بھی ہوتی رہتی ہے اور طلباء اسے علیحدہ مضمون نہیں سمجھتے بلکہ زبان کے سبق کا ہی ایک حصہ تصور کرتے ہیں۔دراصل قواعد کے ذریعے زبان پڑھانا مقصود نہیں ہوتا بلکہ زبان کے توسط سے قواعد پڑھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔خالص قواعد کے رو سے بچوں کے لیے سب سے بڑی دقت یہ ہوتی ہے کہ مانوس باتوں کو غیر مانوس باتوں سے سمجھایا جاتا ہے جب کہ بچہ زبان سے اس لیے محبت کرتا ہے کہ اس کے ذریعے مانوس چیزوں کی جانب اشارہ کیا جاتا ہے۔

قواعد کی مشقوں کے تعلق سے اہم بات یہ ہے کہ ہر صورت میں طلباء کی دلچسپیوں کو ملحوظ رکھا جائے۔اس کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ تحریری مشقوں کے بجائے زبانی مشقوں کا زیادہ سے زیادہ موقع فراہم کرایا جائے۔صحیح معنوں میں قواعد کی موثر تعلیم اس بات پر منحصر ہوتی ہے کہ معلم اس کی تدریس میں کتنی دلچسپی کا اظہار کرتا ہے اور وہ کس حد تک جدت طبع سے کام لیتا ہے۔کمرہ جماعت میں دوران تدریس اگر تنوع اور دلچسپی کا خیال رکھا جائے تو قواعد کی تدریس ایک مزیدار عمل بن جاتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ:

(1) تدریس قوائد کے استقرائی طریقہ کے بارے میں لکھئے؟

(2) قوائد کی تدریس کے عام مقاصد کیا ہیں؟

6.8 سالانہ پلان:۔

کامیاب اور موثر تدریس کے لئے منصوبہ بندی اولین اور اہم ترین مرحلہ ہے۔تدریس کا عمل شروع کرنے سے پہلے ہی معلم کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ مذکورہ مضمون کے ذریعہ دراصل کن اہداف کی عمل آوری کرنا چاہتا ہے۔اورزیر تدریس سبق کے کیا مقاصد ہیں؟اس کے علاوہ سبق کو کس طرح پیش کرنا ہے اور کن امدادی وسائل کے ذریعہ مقاصد کا حصول کرنا ہے۔

اسپینسر (Spencer)(2003) نے چند بنیادی سوالات اُٹھائے جن کو منصوبہ بندی سے پہلے ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔

- میں کس کو پڑھا رہا ہوں۔یعنی متعلم کی تعداد اور ان کے اکتساب کی سطح۔
- میں کیا پڑھانے جا رہا ہوں۔یعنی مضمون اور موضوع اور متوقع اکتساب یا تحصیل۔
- میں کیسے پڑھانے جا رہا ہوں۔یعنی درس وتدریس کے طریقہ کار، درس وتدریس کے لیے دیا گیا وقت، جائے وقوع، موضوع وسائل وغیرہ۔
- مجھے یہ کیسے علم ہوگا کہ متعلم نے مضمون اور مواد مضمون کی تفہیم کر لی ہے۔یعنی تعین قدر، اس کے طریقہ کار، سولات پوچھنے کی تکنیک وغیرہ۔

تدریسی منصوبہ کی ساخت ہمیشہ ایک جیسی نہیں ہوتی بلکہ اس میں بہت سارے عوامل کارفرما رہتے ہیں جیسے: متعلم کی عمر اور اہلیت، دن کے اوقات، تدریس کے لیے لیا گیا وقت یا مدت، متعلم کی مضمون اور مواد مضمون میں دلچسپی، پیش کردہ مواد کے ذریعہ مقاصد کا حصول وغیرہ۔ان تمام عوامل کو ذہن میں رکھ کر ہی تمام منصوبہ جات تیار کیے جاتے ہیں۔منصوبہ جات کئی سطحوں پر تیار کیے جاتے ہیں۔یعنی پہلے پورے سال کا منصوبہ تیار کر لیا جاتا ہے۔اس منصوبہ کو بنانے کے لئے مضمون کے اہداف کو ذہن مین رکھنا ضروری ہے سالانہ منصوبہ میں تمام نصاب کو چھوٹی۔چھوٹی یونٹ میں تقسیم کر دیا جاتا ہے اور ان یونٹ کا علیحدہ ایک منصوبہ بنایا جاتا ہے۔اس منصوبہ میں مقاصد اور درکار وقت، سرگرمیاں اور تعین قدر کا خاص دھیان رکھا جاتا ہے۔جب یونٹ پلان تیار ہو جاتا ہے تو اس کے بعد یومیہ منصوبہ بنانے کی باری آتی ہے۔اس یومیہ منصوبہ میں خصوصی مقاصد کے تحت کچھ سرگرمیاں پلان کی جاتی ہیں جو مقاصد کے حصول میں ایک آلہ کا کام کرتی ہیں۔

1۔ سالانہ منصوبہ :-عام طور پر اسکولوں میں تدریسی عمل جولائی سے شروع ہو کر مئی میں ختم ہوتا ہے۔اس کو تعلیمی سال بھی کہا جاتا ہے۔اس تعلیمی سال میں تدریس کے لیے جو منصوبہ بنایا جاتا ہے اس کو سالانہ منصوبہ کہتے ہیں۔یعنی پورے تعلیمی سال میں کون سے مواد مضمون کو کب پڑھایا جائے گا اور نصاب کس طرح پورا کیا جائے گا یہ سب سالانہ منصوبہ کے حساب سے بنایا جاتا ہے

اسکول کا جب تعلیمی سال شروع ہوتا ہے تو اصدر مدرس تمام معلمین کے ساتھ ایک اجلاس منعقد کرتا ہے۔اس اجلاس میں تمام اساتذہ کو مختلف مضامین کی ذمہ داری دی جاتی ہے۔اس ذمہ داری کے تحت معلم تدریسی مقاصد، طلباء کی ضروریات اور مواد مضمون کے مطابق ایک سالانہ منصوبہ بناتا ہے۔سالانہ منصوبہ نصاب اور موجودہ مجوزہ یوم کے درمیان مطابقت رکھ کر بنایا جاتا ہے۔

1۔ زبان کی تدریس کے لیے سالانہ منصوبہ:- زبان کی تدریس کے لیے سالانہ منصوبہ بناتے وقت طلباء کی اکتسابی رفتار ان کی تحصیل اور ان میں موجود انفرادی تفاوت کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔اس کے علاوہ زبان کی تدریس کے لیے سالانہ منصوبہ بناتے وقت درج ذیل اہم باتوں کو ذہن نشین کرنا ضروری ہے۔

1۔ تعلیمی سال کے لئے مجوزہ نصاب

2۔ نصاب کے ذریعہ حاصل ہونے والے مقاصد

3۔ تعلیمی سال میں موجودہ عملی ایام

4۔ زبان کی تدریس کے لیے اپنائے جانے والے طریقہ کار

5۔ تدریس کے لیے موجودہ وسائل

مقاصد کا تعین مندرجہ بالا باتوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے معلم کو سالانہ منصوبہ بنانا ہوتا ہے تا کہ پورے تعلیمی سال تدریس کا کام بخیر و خوبی پورا ہو سکے اور تدریس موثر انداز میں چل سکے۔

سالانہ پلان کے اقدامات:- سالانہ منصوبہ بندی سے مراد پورے تعلیمی سال کی تدریسی منصوبہ بندی ہے۔اسی منصوبہ بندی کے تحت ہی اکائی یا یونٹ منصوبہ اور سبق کی منصوبہ بندی کی جاتی ہے۔اس لیے سالانہ منصوبہ بناتے وقت معلم کو بہت احتیاط سے کام لینا چاہئے تا کہ آگے کے بھی منصوبہ جات منفی طور پر متاثر نہ ہوں۔سالانہ منصوبہ بندی کے مندرجہ ذیل اقدامات ہیں۔

1۔ تدریسی مقاصد کے لحاظ سے نصاب کا تجزیہ:- پورے تعلیمی سال میں پڑھائے جانے والے نصاب کو سب سے پہلے الگ۔الگ اکائیوں میں تقسیم کر لینا چاہئے۔اس کے علاوہ اس مجوزہ نصاب کے ذریعہ کن مقاصد کی تکمیل کرنا ہے؟ اہداف کیا ہیں؟ مقاصد کی نوعیت کیا ہے؟ اہداف اور مقاصد کی تکمیل میں نصاب کس طرح مددگار ثابت ہوگا؟ ان تمام باتوں کو ذہن میں رکھ کر نصاب کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔

2۔ تعلیمی سال کے عملی ایام کا پتہ لگانا:- تعلیمی سال میں کل کتنے عملی ایام ہوں گے؟ ان عملی ایام میں تمام نصاب کو کس طرح تقسیم کرنا ہے؟ کن مواقعوں پر کس مواد مضمون کی تدریس کرنی ہے؟ ان عملی ایام میں کون۔کون سے مواد مضمون سے تعلق رکھتے ہیں؟ کن اسباق کے ساتھ کون سی ہم نصابی سرگرمیاں کروائی جاسکتی ہے؟ جیسے کہ یوم آزادی کے موقع سے کون سے اسباق پڑھائے جاسکتے ہیں جو کہ یوم آزادی یا تحریک آزادی سے تعلق رکھتے ہوں۔مختلف تہوروں کے تعلق سے کوئی مواد مضمون اگر ہو تو اس کو اس تہوار کے موقع سے پڑھانا۔یہ تمام باتیں عملی ایام کو ذہن میں رکھ کر ہی متعین کر سکتے ہیں۔

3۔ ہر اکائی کے لیے مطلوبہ پیریڈ:- جب نصاب کو اکائی میں تقسیم کرتے ہیں تو یہ بات بھی ذہن میں رکھنی پڑتی ہے کہ ہر اکائی کے لیے کتنے پیریڈ مطلوب ہیں۔یعنی عملی ایام میں اکائی کو مکمل ہونے کے لیے کتنے پیریڈ کی ضرورت ہوگی۔

4۔ ہر اکائی کے مطلوبہ مقاصد:- ہر اکائی میں کیا خصوصی مقاصد ہیں؟ اس میں طلباء کو ہم کیا علم فراہم کر رہے ہیں؟ کیا تفہیم کروانی ہے؟ علم کا کس طرح اطلاق کرنا ہے؟ مجوزہ اکائی سے طلباء میں کون سے اقدار پیدا کریں گے؟ طلباء میں ان کے ذریعہ کیا تجرباتی سوچ پیدا ہوگی؟ ان سب کا تعین کرنا انتہائی ضروری ہے

5۔ دوران تدریس استعمال ہونے والے طریقہ تدریس اور وسائل:- سالانہ منصوبہ میں یہ بات واضح کرنا ہوتی ہے کہ کس اکائی میں کس طریقہ تدریس کا استعمال ہونا ہے؟ اور اس کے لیے کون سے وسائل استعمال کیے جائیں گے؟ یہ تمام وسائل اسکول میں موجود ہیں یا کہیں باہر سے انتظام کرنا ہوگا؟ یہ تمام باتیں پہلے سے ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔

6۔ تعین قدر کے طریقہ کار اور وقت و مدت:- تدریس ایک منصوبہ بند عمل ہے اور یہ عمل کچھ مقاصد کے حصول کے لیے کیا جاتا ہے۔تدریس کے دوران اور تدریس کے بعد یہ جانچ کی جاتی ہے کہ مقاصد کا حصول ہوا ہے یا نہیں؟ اسی عمل کو جانچ یا تعین قدر کہتے ہیں۔سالانہ پلان بناتے وقت یہ بات

ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ مقاصد کی جانچ کیسے کی جائے ؟ یعنی تعین قدر کے کون سے طریقہ کار استعمال کرنے ہیں؟ اور کس طریقہ کار سے کن مقاصد کا حصول ہوگا یہ سبھی باتیں سالانہ منصوبہ میں دی جانی چاہئے تا کہ اسی کے مطابق اکائی منصوبہ اور منصوبہ سبق بنایا جاتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ:

(1) سالانہ پلان کی کیا اہمیت ہے؟

(2) سالانہ پلان کے مختلف اقدامات لکھیئے؟

6.9 یونٹ پلان:۔

یونٹ کو مضمون مواد کا ایک بلاک (جز) کے طور پر دیکھ سکتے ہیں۔تدریسی منصوبہ میں دو منصوبہ جات بنائے جاتے ہیں۔جس میں ایک یونٹ منصوبہ بندی اور دوسری سبق کی منصوبہ بندی ہے۔ یونٹ سے مراد علمی تجربات کی منظّم یا کلی شکل ہے۔یعنی ایسے علمی تجربات جو آپس میں جڑے ہوں، ان کی نوعیت ایک جیسی ہو اور ان کی تدریس ایک ساتھ کی جاسکے۔ پرپسٹن کے قول کے مطابق ''یونٹ متعلقہ مضمون مواد کا اتنا بڑا بلاک ہوتا ہے جو سیکھنے والے کے لیے قابل فہم ہوتا ہے'' سمفورڈ کے مطابق ''یونٹ احتیاط سے منتخب کیے ہوئے مواد کا خاکہ ہوتا ہے جو طلباء کی ضروریات اور دلچسپیوں کے باعث ایک علیحدہ حیثیت رکھتا ہے''۔

ہیرم کے مطابق ''یونٹ کسی بھی مضمون کا وہ بڑا حصہ ہوتا ہے جس کا کوئی بنیادی اصول ہوتا ہے۔اس اصول کے مطابق ہی طلباء کی سرگرمیوں کو اس طرح منظّم کیا جاتا ہے کہ انھیں اہم تجربات حاصل ہوسکیں۔

یونٹ کے اجزاء ترکیبی :- پورے نصاب کو چھوٹے۔چھوٹے قابل عمل حصّوں میں تقسیم کرلیا جاتا ہے۔جن میں مربوط موضوعات شامل ہوتے ہیں۔طلباء کے لیے چھوٹے چھوٹے حصوں کو سمجھنا آسان ہوتا ہے اور وقفہ وقفہ سے کامیابی کی بدولت ان میں تحریک پیدا ہوتی ہے نتیجتاً وہ دوسری یونٹ کے لیے زیادہ محنت سے کام کرنے پر آمادہ ہوجاتے ہیں۔

یونٹ منصوبہ بندی کی خصوصیات:-

1۔ یونٹ منصوبہ بندی یومیہ تدریس کو ایک اساس فراہم کرتی ہے۔

2۔ یونٹ منصوبہ بندی تمام تر نصاب کو منصوبہ سبق سے جوڑنے والی ایک اہم کڑی ہے۔

3۔ اس کے ذریعہ تمام تدریسی مقاصد کا حصول ممکن ہے۔

4۔ اس میں مختلف تدریسی طریقہ کار کا استعمال ممکن ہے۔

5۔ اس کے ذریعہ معلم سبق کی پہلے سے تیاری کرلیتا ہے۔

6۔ ہر سبق پوری یونٹ کا ایک جز وہوتا ہے اور یونٹ میں شامل اگلے سبق کے مرتب کرنے میں معاون ہوتا ہے۔

یونٹ منصوبہ بندی کے معیارات:-

کسی بھی تدریسی یونٹ کی منصوبہ بندی کرتے وقت درج ذیل باتوں کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔

1۔ طلباء کی ضروریات، صلاحیتیں اور دلچسپیوں کو ملحوظ رکھنا۔

2۔ مختلف قسم کے تعلیمی تجربات، پروجیکٹ کی گنجائش رکھنا۔

3۔ طلباء کے سابقہ تجربات اور ان کے پس منظر کا لحاظ رکھنا۔

4۔ ایسے تجربات کے مواقع فراہم کرنا جوطلباء کے لیے نئے ہوں۔

5۔ اکائی کواس طرح منصوبہ بند کرنا چاہئے کہ طلباء کی دلچسپی آخرتک بنی رہے۔

یونٹ کواس طرح مربوط کرنا کہ مواد مضمون سابقہ معلومات اور متعارف موضوعات پر مشتمل ہو۔

زبان کی تدریس کے لیے یونٹ پلان :- دیگر مضامین کے بالمقابل زبان کی نوعیت تھوڑی مختلف ہوتی ہے۔ چھوٹے درجات میں ایک سبق یا نظم اپنے آپ میں پوری اکائی ہوتی ہے۔ایک ہی سبق کے ذریعہ پڑھنا، پڑھنے کی رفتار، تلفظ، مرکزی خیال جاننے کی صلاحیت، مشکل الفاظ کے معنی سمجھنا اوراخذ کرنا وغیرہ ممکن ہے۔ان سبھی متوقع صلاحیتوں کی نشو ونما ایک سبق کوایک یونٹ مان کر کیا جاتا ہے۔اس لیے یونٹ کے مقاصد لکھتے وقت ان سبھی نکات کی شمولیت ضروری ہے۔ایک ہی مواد مضمون سے تعلق رکھنے والے مختلف اسباق ہیں تو اسے ایک ہی یونٹ کا حصہ مان کر پڑھانا مناسب رہتا ہے۔

یونٹ پلان کے اقدامات :- سالانہ پلان میں تمام نصاب کوایک ہی یونٹ میں منظّم کیا جاتا ہے۔کسی یونٹ کو پڑھانے میں کتنا وقت لگے گا؟اس سے کن ۔کن مقاصد کا حصول ہوگا ؟ تدریس کن ۔کن طریقوں سے کی جائے گی؟ معلم اور طلباء کو کیا کیا سرگرمیاں کرنی ہوں گی؟ کون ۔کون سے وسائل کا استعمال کرنا ہوگا ؟تعین قدر کن ۔کن طریقہ کار سے کیا جائے گا؟ ان سب کا ایک خاکہ کہ یونٹ پلان کہلاتا ہے۔ان سب کی جو تحریری شکل مہیا کی جاتی ہے انھیں ہی یونٹ پلان کے اقدامات کہا جاتا ہے۔یہ اقدامات درج ذیل ہیں۔

- پوری یونٹ کو مختلف چھوٹی یونٹ میں تقسیم کرنا۔
- سبھی چھوٹی یونٹ کے تدریسی مقاصد متعین کرنا۔
- تدریسی مقاصد کے حصول کے لیے تدریسی طریقہ کار کا تعین کرنا۔
- ہر چھوٹی یونٹ میں طلباء اور معلم کی سرگرمیوں کو متعین کرنا۔

یونٹ پلان مرتب کرنے کے مراحل :- یونٹ پلان کو ہربرٹ منصوبہ سبق کی طرح ہی مرتب کیا جاتا ہے۔اس کے مراحل درج ذیل ہیں۔

1۔ مقاصد کا تعین :- یونٹ پلا بناتے وقت اس مجوزہ یونٹ سے کن تدریسی مقاصد کا حصول ہونا ہے سب سے پہلے اس کا تعین کیا جاتا ہے۔یعنی اس یونٹ کے ذریعہ ہم طلباء کو کیا علم فراہم کرسکیں گے؟ کیا تفہیم کرواسکیں گے؟ طلباء اپنے علم کا کیا اور کس طرح اطلاق کرسکیں گے؟ ان سب کا تعین کرنا ضروری ہے۔

2۔ تیاری یا تحریک پیدا کرنا :- مقصد کا تعین کرنے کے بعد طلباء کو ان مقاصد کے حصول کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔اس کے لیے طلباء کو متحرک کرنا یا تحریک دینا ایک ضروری امر ہے۔لیکن یہ تحریک خارجی نہیں ہو بلکہ طلباء اس کے لئے خود آمادگی کا اظہار کریں۔یعنی وہ آمادگی فطری اور خود حرکتی ہونی چاہئے۔ یہ تحریک وآمادگی صرف یونٹ کی ابتداء میں ہی نہیں بلکہ پورے سبق کے دوران کارفرما رہنی چاہئے۔

3۔ پچھلے تجربات سے واقفیت :- تدریس کے لیے طلباء کے پس منظر کے بارے میں جاننا بہت ضروری ہے۔پس منظر سے مراد ان کے معاشی، ثقافتی اور سماجی پس منظر سے ہے۔تدریس کا ایک اہم عنصر یہ بھی ہے کہ ان کو جو بھی پڑھایا جائے وہ ان کی زندگی سے جڑا ہوا ہونا چاہئے اور ان کی زندگی سے جوڑنے کے لیے ان کی زندگی کے بارے میں جاننا بہت ضروری ہے۔اس لیے وہ اپنی ذاتی زندگی میں کس قسم کے تجربات سے روبرو ہور ہے؟ اوران کا پس منظر کیا ہے؟ اس کا علم معلم کو ہونا ضروری ہے۔منصوبہ بناتے وقت بھی ان کا دھیان رکھنا چاہئے تاکہ اکتسابی تجربات اسی طرح پلان کیے جاسکیں۔مثال کے طور پر کشمیر اور راجستھان کے طلباء کے تجربات مختلف ہوں گے۔ہمیں اکتسابی تجربات بھی اسی لحاظ سے فراہم کرنا چاہئے۔

4۔ پیش کش کا انداز :- نئے مواد کی پیش کش کرنے میں طلباء کو کچھ نئے تجربات سے آگاہ کیا جاتا ہے ۔ یہ تجربات براہ راست بھی ہو سکتے ہیں اور بالواسطہ بھی! اس امر میں خاص طور پر محتاط رہنے کی ضرورت ہے کہ طلباء کو صرف اس حد تک نئے تجربات سے روشناس کرایا جائے جس کی تفہیم وہ آسانی سے کرسکیں اور وہ ان کی سمجھ اور ادراک سے باہر کی چیز نہ ہو۔

5۔ علم کی تنظیم :۔طلباء کو جس نئے اکتسابی تجربات سے روبرو کرایا گیا ہے ان کو اس علم کو یکجا کرنے کا موقع ملنا چاہئے تا کہ وہ نئے تجربات کو مرتب کر کے سابقہ اور نئے تجربات میں ربط قائم کر سکیں۔ یہ تنظیم مختلف زبانی، تقریری اور تحریری مختلف طریقے سے کروا سکتے ہیں۔

6۔ تلخیص پیش کرنا :- یہ کام عموماً تدریسی یونٹ کے اختتام پر ضروری ہوتا ہے۔اس کے ذریعے جو کچھ سکھایا گیا ہے اسے یکجا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہاں اس کا خلاصہ کرنا ہے کہ اس یونٹ کے ذریعہ ہم نے طلباء کو کیا سکھایا؟ اس یونٹ کے ذریعے طلباء کے علم و تفہیم میں کیا اضافہ کیا؟ اس کا ایک خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

7۔ اعادہ یا نظر ثانی :- تدریسی یونٹ کے دوران اس کا کافی امکان رہتا ہے۔کہ طلباء کوئی جز و بھول جائے یا کوئی بات اس کو اچھی طرح سمجھ میں نہ آئے۔اس لیے نظر ثانی یا دوبارہ مختصراً طور پر پڑھا دینا بھی ضروری ہو جاتا ہے۔اس سے باقی طلباء کا اعادہ ہو جاتا ہے۔بعض تجربات ایسے ہوتے ہیں جو بار بار نظر ثانی کے محتاج ہوتے ہیں اس لیے یہ بھی یونٹ پلان کا ایک اہم عنصر ہے۔

8۔ تعین قدر :-تعین قدر یہ جاننے کے لئے ضروری ہے کہ طلباء نے کیا اور کتنا اکتساب کیا ہے؟ اور کیا حاصل کرنے میں ناکام رہے ہیں اور کیوں؟ یہ تعین قدر زبانی، تحریری اور عملی جانچوں کے ذریعہ ممکن ہوتا ہے۔اس میں کبھی کبھی خود اپنا ذاتی تعین قدر طلباء سے کروانا چاہئے۔

یونٹ پلان کا نمونہ:۔

مضمون : -------------------- جماعت -------------

یونٹ کا نام : --------------------

یونٹ کے تدریسی مقاصد : ------------------

سلسلہ نشان	عنوان	اسباق کی تعداد	درکار وقت	مواد مضمون	طریقہ تدریس	تدریسی آلات
1						
2						
3						
4						
5						

مندرجہ بالا پلان کی تکمیل کے بعد تفصیلی یونٹ پلان کو حسب ذیل پروفارما میں درج کریں گے۔

تصورات ---------------

سبق نمبر ---------------

سلسلہ نشان	ذیلی تصورات	کرداری مقاصد	طلباء و معلم کی سرگرمیاں	گھر کا کام	تعین قدر

یونٹ پلان کا خاکہ:۔

یونٹ نمبر ا

1۔ یونٹ کا مقاصد

- اللہ کے گھر کے بارے میں معلومات دینا۔
- گھر کے مختلف حصوں کے نام سکھانا۔
- محبت بھرے الفاظ اور اس کی اہمیت پر توجہ مرکوز کرنا۔
- تحفوں کی اہمیت واضح کرنا۔
- گھر اور اپنی حفاظت کے بارے میں معلومات دینا۔
- قواعد میں اسم کا تعارف اور پہچان سکھانا۔
- و ، ڈ ، ذ کی شکل کی تبدیلی جب وہ دوسرے حروف کے ساتھ ملتے ہیں واضح کرانا۔
- پرندوں کے گھروں کے بارے میں معلومات فراہم کرنا۔
- جانوروں کے گھروں کے بارے میں معلومات وان کے نام سکھانا۔
- سوالوں کے جوابات پیراگراف کی شکل میں لکھنا سکھانا۔
- صوتیاتْ کی ' اوڑ کے ' کی درمیانی آوازوں میں فرق واضح کرنا۔
- پہلے کیا گیا اسکے بعد کیا ہوا کیا گیا؟ طریقہ کار کے ذریعہ ترتیب کی فہم پیدا کرنا.
- 'و ' کی آواز کا تعارف اور ذخیرہ الفاظ میں اضافہ کرنا

نوٹ:۔ یونٹ کی ترتیب میں اللہ کا گھر، ہمارا گھر، گھونسلہ نظم (چڑیا)

آمادگی:- بچوں کو گھر کی اہمیت سے آگاہ کروائیں۔ کسی سڑک پر رہنے والے بچوں کی مثال یا کہانی سناتے ہوئے گھر کی اہمیت سے طلباء کو روشناس کرائیں۔ پروندوں اور جانوروں کے گھروں یا پناہ گاہ کے بارے میں گفتگو کریں۔ طلباء سے ان کے گھر کے بارے میں بات کریں پھر اللہ کے گھر مکہ کے بارے میں بتائیں۔

موضوع:۔ میرا گھر

تدریسی اشیاء؛ چارٹ پر بنی ہوئی درج ذیل تصاویر

خانہ کعبہ کی تصویر	ہمارا گھر تصویر
بچوں کی بنائی ہوئی اپنے گھر کی تصاویر	جانوروں کے گھر

سرگرمیاں:۔

- گتے سے گھر کا ماڈل بنانا
- تنکوں سے گھونسلہ بنانا
- لکڑی یا گتے سے مرغی کا گھر بنانا

مقاصد :- طلباء اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ؛

- گھر کی اہمیت بتا سکیں۔
- اپنا گھر ہونے پر شکر کے جذبات پیدا کر سکیں۔
- ادب و آداب سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- کھانوں کے نام پڑھ اور لکھ سکیں۔
- گھر کے مختلف حصوں کے نام پڑھ اور لکھ سکیں۔

مددگار مواد :-

- فلیش کارڈ
- تختہ تحریر

پیریڈز :- 4

طریقہ کار

- فلیش کارڈ (کھانوں کے نام، گھر کے حصوں کے نام، سبق کے منتخب الفاظ)
- بچوں سے ان کے دوستوں کے گھر جانے کے واقعات پوچھنا۔
- دوستوں میں لڑائی اور دوستی کے واقعات پوچھنا۔
- دور اور قریب کا تصور؛ کس کا گھر کہاں ہے؟
- تحفہ کی اہمیت پر بچوں سے گفتگو کرنا۔
- سبق کو پڑھنا، وضاحت کے بعد دوبارہ پڑھنا۔
- باری۔ باری بچوں سے پڑھوانا۔
- مشق کا کام کروانا۔
- سرگرمیاں کروانا اور ان کے لیے مناسب وقت مخصوص کرنا۔
- گتے کے گھر کی تعمیر انفرادی طور پر یا گروپ بنا کر کروانا۔
- کہانی کا رول پلے۔
- گھریلو حفاظت کی اہم باتیں۔ طلباء میں گھر کی حفاظت کا شعور بیدار کرنا مثلاً ! اجنبی انسان کو اپنے گھر میں نہ آنے دیں، اس کو اپنا نمبر نہ دیں، اُس سے کچھ کھانے کی چیز نہ لیں۔
- چھوٹے بچوں کے باورچی خانہ میں جانے سے کیا کیا نقصان ہو سکتا ہے؟ اس پر گفتگو کرنا۔

سرگرمی :- طلباء کو ان کے گھر کا پتہ لکھنا سکھانا۔ ایک خط لکھوا کر ان سے اُن کے گھر کا پتہ لکھوا کر پوسٹ کروائیں۔ یہ سکھائیں کہ پہلے مکان یا فلیٹ نمبر، محلے یا علاقے کا نام پھر شہر کا نام لکھیں اور پھر پن کوڈ لکھیں۔

قواعد:۔

مقاصد:۔

طلباء اس قابل ہوں جائیں گے کہ وہ؛

اسم کا مطلب جان سکیں اور جملوں میں ان الفاظ کو پہچان کر دائرہ بنا سکیں۔

' د ، ڈ ، ذ ، کے ساتھ الفاظ سازی کر سکیں۔

مددگار مواد:۔

- فلیش کارڈ
- تختہ تحریر
- پیریڈز۔۲

طریقہ کار:۔

۔ ماحول میں موجود اشیاء کا نام پوچھیں اور بتائیں۔(طلباء کے نام، بے جان اشیاء کے نام وغیرہ)

۔ کسی اخبار یا رسالے میں تصویریں دکھا کر اس میں موجود اشیاء کا نام پوچھیں۔

۔ جملے میں جس اسم (ایک یا دو موجود ہوں) بورڈ پر لکھیں۔طلباء سے بھی اپنی نوٹ بک میں لکھنے کو کہیں اور اسم پر دائرہ بنوائیں۔

معاون مطالعہ؛نظم ۔ چڑیا

مقاصد:-

طلباء اس قابل ہو جائیں کہ:-

۔ نظم چڑیا پڑھ کر اس کا مفہوم اور مرکزی خیال بتا سکیں۔

۔ نظم میں استعمال کیے گئے نئے الفاظ کے معنی بتا سکیں۔

۔ اپنی بات و خیالات کو ترتیب سے بیان کر سکیں۔

۔ نظم کے مفہوم کو اپنے لفظوں میں بیان کر سکیں۔

مدگار مواد:-

۔ مختلف چڑیوں کے گھونسلوں کی تصویریں

۔ فلیش کارڈ

۔ تنکوں اور چھوٹی لکڑیوں سے بنایا ہوا چڑیوں کا گھونسلہ

پیریڈز :- 3

طریقہ کار :-

طلباء کو دائرہ میں بٹھا کر ان کے بیچ معلم بیٹھ کر مزے لیکر نظم پڑھے گا۔اس دوران ساتھ میں چڑیا،اس کا گھونسلہ،اور دیگر چڑیا کے تعلق سے متفرق چیزیں رکھے گا۔ان تمام چیزوں کو وقت ضرورت حرکت دیتے ہوئے نظم پڑھے گا۔

نظم کے مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے طلباء سے چھوٹے چھوٹے سوال پوچھے جائینگے۔

1۔ گھونسلہ کس نے بنایا؟

2۔ گھونسلہ کتنے دن میں بنا ہوگا؟

3۔ چڑیا نے گھونسلہ کیوں بنایا؟

4۔ گھونسلہ بنانے میں کن کن چیزوں کا استعمال ہوا؟

5۔ بچوں کو کون کھانے آیا ؟

6۔ بچوں نے کیا سیکھا؟

- بچوں کو ایک ساتھ مل کر نظم پڑھنے کو کہیں۔
- انفرادی طور پر تھوڑا تھوڑا پڑھوائیں گے۔
- مشق کا کام کروائیں

مندرجہ بالا یونٹ پلان کی مثال کے ذریعہ معلم ایک یونٹ کو کیسے منصوبہ بند کرنا ہے سمجھ گئے ہونگے۔ یونٹ کے پلان کرنے کے بعد سبق کی منصوبہ بندی کا مرحلہ آتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ:

(1) سبق کی منصوبہ بندی کے مختلف مراحل بیان کیجئے؟

6.10 یونٹ پلان اور سالانہ پلان میں فرق:

یونٹ پلان سے مراد علمی تجربات کی منظّم یا کلی شکل سے ہے۔ یعنی ایسے عملی تجربات جو آپس میں مربوط ہوں اور جن کی تدریس ایک ساتھ کی جا سکے یونٹ پلان میں شامل کی جاتے ہیں۔ یونٹ پلان کسی بھی مضمون کا وہ بڑا حصہ ہوتا ہے جس کا کوئی بنیادی اصول ہوتا ہے۔ اس اصول کے مطابق ہی طلباء کی سرگرمیوں کو اس طرح منظّم کیا جاتا ہے کہ انہیں اہم تجربات حاصل ہوسکیں۔ جب کہ سالانہ پلان کا تعلق پورے تعلیمی سال کی تعلیمی سرگرمیوں سے ہوتا ہے۔ عام طور پر اسکولوں میں تدریسی عمل جولائی سے شروع ہو کر مئی میں ختم ہوتا ہے۔ اس کو تعلیمی سال بھی کہا جاتا ہے۔ اس تعلیمی سال میں تدریس کے لیے جو منصوبہ بنایا جاتا ہے اس کو سالانہ منصوبہ کہتے ہیں۔ پورے تعلیمی سال میں کون سے مواد مضمون کو کب پڑھایا جائے گا اور نصاب کس طرح پورا کیا جائے گا یہ سب سالانہ منصوبہ کے حساب سے بنایا جاتا ہے۔ اسکول کا جب تعلیمی سال شروع ہوتا ہے تو اصدر مدرس تمام معلمین کے ساتھ ایک اجلاس منعقد کرتا ہے اور تمام اساتذہ کو مختلف مضامین کی ذمہ داری دی جاتی ہے۔ اس ذمہ داری کے تحت معلم تدریسی مقاصد، طلباء کی ضروریات اور مواد مضمون کے مطابق ایک سالانہ منصوبہ بناتا ہے۔ سالانہ منصوبہ نصاب اور موجودہ مجوزہ یوم کے درمیان مطابقت رکھ کر بنایا جاتا ہے۔ یونٹ پلان اور سالانہ پلان کے فرق کو درج ذیل نکات پر مزید واضح کیا جاسکتا ہے۔

- یونٹ پلان سے مراد مربوط علمی تجربات کی منظّم یا کلی شکل سے ہے جب کہ سالانہ پلان میں پورے تعلیمی سال کی سرگرمیوں کو شامل کیا جاتا ہے۔
- مکمل نصاب کو چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم کر کے ہر چھوٹے حصے کے لیے الگ الگ یونٹ پلان بنایا جاتا ہے جب کہ سالانہ پلان مکمل نصاب کو ذہن میں رکھ کر تشکیل دیا جاتا ہے۔
- یونٹ پلان یومیہ پلان کے لیے بنیاد فراہم کرتا ہے جب کہ سالانہ پلان یونٹ پلان کے لیے بنیاد فراہم کرتا ہے۔

یونٹ پلان کے ذریعے تدریسی مقاصد کی حصولیابی کی کوشش کی جاتی ہے جب کہ سالانہ پلان کے ذریعے طلباء کی پورے سال کی سرگرمیوں کا احاطہ کیا جاتا ہے۔وغیرہ

اپنی معلومات کی جانچ:

(1) یونٹ پلان کے مقاصد لکھیئے؟

(2) درسی کتاب سے کوئی ایک یونٹ کو منتخب کرتے ہوئے یونٹ پلان تیار کیجئے؟

6.11 یاد رکھنے کی باتیں:۔

☆ ایک موثر معلم کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے طلباء کی ذہنی صلاحیت، ان کی عمر، جماعت، دلچسپیوں اور طبیعت کے رجحانات کا بخوبی اندازہ کرے۔

☆ معلم کے پیشے کی خصوصیت ایسی ہے کہ جو اسے تمام دوسرے پیشوں سے ممتاز کرتی ہے۔معلم کی اپنی شخصیت اس کا طرز عمل غیر شعوری طور پر طلباء کی مجموعی سیرت کو متاثر کرتا ہے۔

☆ ڈاکٹر ذاکر حسین نے لکھا ہے کہ''استاد کی کتاب زندگی کے سرورق پر علم کی جگہ محبت کا عنوان ہونا چاہئے۔معلم کو یہ سمجھنا چاہئے کہ شفقت میں ایک ایسی آنچ ہوتی ہے جو پتھروں کو موم کر کے متوقع شکل اور سانچوں میں ڈھال سکتی ہے۔"

☆ معلم اپنے کردار کی عظمت سے ہی معزز بنتا ہے۔معلم ملک وقوم کا معمار ہوتا ہے وہ جیسا ہوگا اور جیسا طرز عمل ظاہر کرے گا ملک وقوم ویسے ہی بنے گیں۔اس لئے جیسا ملک قوم دیکھنا چاہتے ہیں پہلے خود کو ویسا ہی بنانا پڑے گا۔

☆ معلم کا پیشہ دراصل نبیوں والا پیشہ ہے۔معلم کو اس بات پر فخر ہونا چاہئے کہ اس نے معلم کے پیشہ کو چنا ہے اور اپنے طرز عمل سے اس عظیم پیشہ کا نمائندہ ہونا چاہئے۔

☆ ایک معلم کو چاہئے کہ وہ طلباء کے دلچسپی اور رجحان کو سمجھنے اور اس کے مطابق ہی تعلیمی تجربات فراہم کرے۔طلباء میں انفرادی تفاوت پایا جاتا ہے معلم کو اس کا علم ہونا ازحد ضروری ہے۔

☆ ایک معلم میں خود اعتمادی کے اوصاف ہونا ضروری ہے۔موثر تدریس کے لیے خود اعتمادی ایک اہم عنصر ہے۔خود اعتماد معلم اپنی بات کو واضح انداز سے طلباء تک ترسیل کرے گا اور طلباء کے اندر بھی اس وصف کا فروغ کرے گا۔

☆ معلم کا اپنا طرز عمل جمہوریت کا آئینہ دار ہونا چاہئے۔معلم کے رویہ میں مساوات غیر جانبداری اور مصروفیت کا عنصر ہونا لازمی ہے۔

☆ اسکول ایک چھوٹا سماج ہے اور اس میں سماج کے ہر طبقہ کی کم وبیش حصہ داری ہوتی ہے۔اسکول میں صدر مدرس اور درجہ میں معلم ایک لیڈر کی حیثیت رکھتا ہے۔اس لیے معلم میں ایک لیڈر کی خوبیاں ہونا ضروری ہے۔

☆ معلم میں بحیثیت ترسیل کار نہ صرف زبان وبیان میں مہارت ہونی چاہئے بلکہ اس کو اپنے طلباء کی بات سننے میں بھی مہارت ہونا ضروری ہے۔

☆ معلم کے اندر تقویت کو تحریک بنانے کا فن ہونا چاہئے۔

☆ نئی تصنیفات، نئی سوچ زبان کا حصہ ہے اور زبان کے معلم کو طلباء میں تخلیقیت کا عنصر جگانا ضروری ہے۔اس کے لیے معلم میں خود تخلیقیت کا عنصر ہونا لازمی ہے۔

☆ معلم کو ذہنی طور پر پُرسکون ہونا ضروری ہے کیونکہ ذہنی دباؤ تخلیقیت کا قاتل ہے۔

☆ جدید ٹیکنولوجی کے دور میں تعلیم اور معلم بھی ایک چنوتی سے گزر رہے ہیں۔اس دور میں معلم کا رول ایک اطلاعات فراہم کرنے والے سے بہت زیادہ ہوگیا ہے۔اب معلم ایک کوایک سہل کا رول نبھانا ہوگا۔

☆ تعلیمی نظام میں مادری زبان کی تدریس کی بڑی اہمیت ہے۔تعلیم ایک تہذیبی اور تکنیکی عمل ہےاور مادری زبان کی تعلیم ہماری تہذیبی شخصیت کی تشکیل کرتی ہے۔

☆ اردو کا معلم زبان سے محبت کرنے ولا ،ادبی ذوق رکھنے والا اور اپنے طالب علموں کی ذہنی صلاحیت، ان کی عمر، جماعت، دلچسپی ،طبیعت کے رجحانات،اوران کے سماجی اور ثقافتی ماحول کونظر میں رکھتے ہوئے تدریس کرنے والا ہونا چاہئے۔

☆ معلم ایک ایسا پیشہ ہے جو بقیہ تمام پیشوں سے منفرد اور ممتاز ہے۔کیونکہ معلم کی اپنی شخصیت،اس کا طرزعمل غیرشعوری طور پرطلباء کی مجموعی سیرت کو متاثر کرتا ہے۔

☆ بچے اپنے استاد کی شخصیت کی تقلید کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔اس لیے معلم کی شخصیت کا معیاری ہونا بہت ضروری ہے۔انسان میں انسانیت کا جذبہ وجوش پیدا کرنااس کا فرض ہے۔

☆ اردو زبان کے معلم کو ہر اعتبار سے مکمل ہونا لازمی ہے۔اگر اردو اس کی مادری زبان نہیں بھی ہے تو بھی اس کا اردو پر مکمل عبور ہونا ضروری ہے۔زبان کا صحیح تلفظ،ساخت پرنظر،فرہنگ پرقدرت اوراسلوب سے واقفیت ضروری ہے۔

☆ اردوزبان کے معلم کا تلفظ اور مخارج کا صحیح ہونا ازحدضروری ہے کیونکہ معلم ہی وہ شخص ہے جوزبان کی مہارتیں پیدا کرتا ہے۔

☆ نثر کے الفاظ میں خیالات وبیانات میں ربط اور تسلسل ہوتا ہے۔نثر میں سب سے زیادہ اہمیت الفاظ کی ہوتی ہے۔اگر ذراسی بھی لغزش ہوتو معنی اور مفہوم دونوں بدل جاتے ہیں۔

نثر اچھے،مناسب اور مفہوم سے پرالفاظ کی متقاضی ہوتی ہےاور مصنف میں الفاظ کے استعمال کا یہ طریقہ کافی ریاضت کے بعد پیدا ہوتا ہے۔

☆ انسان کی فطرت میں شامل ہے کہ وہ موسیقی اور نغمے سے دلچسپی رکھتا ہے۔کچھ باتیں جو اگر نثر میں تحریر کی جائیں اتنی موثرنہیں ہوتی ہیں جتنی کہ نظم میں بیان کرنے سے ہوتی ہیں۔

☆ دیگرعلوم ہماری معلومات میں اضافہ کرتے ہیں لیکن نظمیں ہمارے تخیل کی دنیاء آباد کرتی ہیں۔اس سے ہمارے جذبات اوراحساسات کوفروغ حاصل ہوتا ہے۔

☆ ابتدائی جماعتوں میں نظم کی تدریس کا ایک خاص مقصد بچوں کے حافظے کی تربیت اور لطف اندوزی ہے۔ایسی نظمیں نصاب میں شامل کی جاتی ہیں جوآسان ہونے کے ساتھ ساتھ دلچسپ بھی ہوں اور بہت جلد بچوں کو یاد ہوسکیں۔

☆ ثانوی جماعتوں میں تدریس نظم کے ذریعے ذوق ادب کو پروان چڑھایا جاتا ہے۔تشبیہات، استعارات، صنائع، بدائع، تلمیحات، اشارے و کنایئے،علائم،مجاز ومرسل ان تمام کوسمجھنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔

☆ اخلاقی نظمیں بچوں کی تربیت میں معاون کردارادا کرتی ہیں۔

☆ زبان کے استعمال میں اس کے تلفظ، ہجّے ،تذکیروتانیث،اورصحت الفاظ کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے۔

☆ زبان کا صحیح استعمال جس میں صحیح بولنا،صحیح سمجھنا،صحیح پڑھنااورصحیح لکھنا شامل ہےقواعد کی معلومات کے بغیر ناممکن ہے۔

☆ دراصل قواعد ایک سائنس ہے۔اس کے ذریعے دوسروں کی تقریر وتحریر کی صحت اور عدم صحت کو پرکھا جاتا ہے۔

☆ مناسب یہ ہوگا کہ ابتدائی درجات میں قواعد کی تعلیم سے گریز کیا جائے اور ثانوی جماعتوں میں قواعد نثر اور انشاء کے اسباق سے مربوط کر کے پڑھایا جائے اور اعلیٰ جماعتوں میں اسے علیحدہ مضمون کی حیثیت سے پڑھایا جائے۔

☆ استخراجی طریقہ ایک غیر نفسیاتی طریقہ ہے جس میں طلباء کو کچھ ایسی تعریفیں رٹوا دی جاتی ہیں اور بعض ایسی اصطلاحات از بر کروا دی جاتی ہیں جن کا مفہوم سمجھنے سے طلباء قاصر رہتے ہیں۔

☆ استخراجی طریقے میں تدریسی عمل کچھ اس طرح عمل پاتا ہے کہ پہلے اصول وتعریف پھر مثال اور آخر میں اس کی مشق کرائی جاتی ہے۔

☆ استقرائی طریقہ ایک نفسیاتی طریقہ ہے اور تدریس کے عام صولوں کے مطابق بھی ہے۔

☆ استقرائی طریقہ تدریس میں سب سے پہلے طلباء کو ایسی مثالیں فراہم کی جاتی ہیں جس سے وہ مانوس ہوتے ہیں۔سوال و جواب کے ذریعے ان مثالوں کی تعیم کی جاتی ہے اور اس کی مدد سے اصول وقواعد اور کلّیے اخذ کرائے جاتے ہیں

☆ تعلیمی سال میں تدریس کے لیے جو منصوبہ بنایا جاتا ہے اس کو سالانہ منصوبہ کہتے ہیں۔یعنی پورے تعلیمی سال میں کون سے مواد مضمون کو کب پڑھایا جائے گا اور نصاب کس طرح پورا کیا جائے گا یہ سب سالانہ منصوبہ کے حساب سے بنایا جاتا ہے۔

☆ زبان کی تدریس کے لیے سالانہ منصوبہ بناتے وقت طلباء کی اکتسابی رفتار ان کی تحصیل اور ان میں موجود انفرادی تفاوت کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔

☆ یونٹ سے مراد علمی تجربات کی منظّم یا کلی شکل ہے۔یعنی ایسے علمی تجربات جو آپس میں جڑے ہوں، ان کی نوعیت ایک جیسی ہو اور ان کی تدریس ایک ساتھ کی جا سکے یونٹ کہلاتے ہیں۔

☆ یونٹ پلان کے اقدامات اس طرح ہیں؛ پوری یونٹ کو مختلف چھوٹی یونٹ میں تقسیم کرنا، سبھی چھوٹی یونٹ کے تدریسی مقاصد متعین کرنا، تدریسی مقاصد کے حصول کے لیے تدریسی طریقہ کار کا تعین کرنا، ہر چھوٹی یونٹ میں طلباء اور معلم کی سرگرمیوں کو متعین کرنا۔

☆ یونٹ پلان سے مراد مربوط علمی تجربات کی منظّم یا کلی شکل سے ہے جب کہ سالانہ پلان میں پورے تعلیمی سال کی سرگرمیوں کو شامل کیا جاتا ہے۔

☆ مکمل نصاب کو چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم کر کے ہر چھوٹے حصے کے لیے الگ الگ یونٹ پلان بنایا جاتا ہے جب کہ سالانہ پلان مکمل نصاب کو ذہن میں رکھ کر تشکیل دیا جاتا ہے۔

☆ یونٹ پلان یومیہ پلان کے لیے بنیاد فراہم کرتا ہے جب کہ سالانہ پلان یونٹ پلان کے لیے بنیاد فراہم کرتا ہے۔

یونٹ پلان کے ذریعے تدریسی مقاصد کی حصولیابی کی کوشش کی جاتی ہے جب کہ سالانہ پلان کے ذریعے طلباء کی پورے سال کی سرگرمیوں کا احاطہ کیا جاتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ:

(1) یونٹ پلان اور سالانہ پلان کے درمیان فرق کو بیان کیجیے؟

6.12 نمونہ امتحانی سوالات:

تفصیل جوابی سوالات؛

1۔ ایک موثر معلم کے اوصاف کا تفصیلی جائزہ پیش کیجیے۔

2۔ زبان دانی کے معلم کی خصوصیات کی تفصیلی وضاحت کیجیے۔

3۔ معلم اردو کے خصوصی اوصاف کی فہرست بنا کر اس پر مدلل بحث کیجیے۔

4۔ تدریس نثر کے مختلف مراحل بیان کیجئے۔اس کا استعمال آپ اپنی تدریس میں کیسے کریں گے؟ واضح کیجئے۔

5۔ تدریس نظم کے مختلف مراحل بیان کیجئے۔اس کا استعمال آپ اپنی تدریس میں کیسے کریں گے؟ واضح کیجئے۔

6۔ تدریس قواعد کے دو اہم طریقوں کو بیان کیجئے۔اس کا استعمال آپ اپنی تدریس میں کیسے کریں گے؟ واضح کیجئے۔

7۔ یونٹ پلان سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ اس کی تعمیر کے طریقہ کار کو سمجھائیے۔

8۔ سالانہ پلان سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ اس کی تعمیر کے طریقہ کار کو مثالوں کے ذریعے سمجھائیے۔

9۔ یونٹ پلان اور سالانہ پلان کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے اس میں فرق واضح کیجئے۔

مختصر جوابی سوالات؛

1۔ ایک موثر معلم کے اوصاف کی فہرست پیش کیجئے۔

2۔ زبان دانی کے معلم کی اہم خصوصیات بیان کیجئے۔

3۔ معلم اردو تہذیب کا علم بردار ہوتا ہے۔ واضح کیجئے۔

4۔ تدریس نثر میں تمہید کی اہمیت بیان کیجئے۔

5۔ تدریس نظم میں نظم کے تفصیلی جائزہ پیش کرتے وقت معلم کے کردار کی وضاحت کیجئے۔

6۔ تدریس قواعد کے استقرائی طریقے کے فوائد بیان کیجئے۔

7۔ یونٹ پلان کے مراحل کی وضاحت کیجئے۔

8۔ سالانہ پلان کی تعمیر کرنے کے اقدام بیان کیجئے۔

9۔ یونٹ پلان سالانہ پلان کا ایک جزو ہے! واضح کیجئے۔

مختصر ترین جوابی سوالات؛

1۔ معلم کے لیے نفسیات کا علم ضروری ہے! تین وجوہات بیان کیجئے۔

2۔ کمرہ جماعت ایک چھوٹا سماج ہے! تین وجوہات بیان کیجئے۔

3۔ تعین قدر کی تعریف بیان کیجئے۔

4۔ ادبی زوق سے کیا مراد ہے؟

5۔ تلفظ سے کیا مراد ہے؟

6۔ تعلیم کے کیے عملی ایام سے کیا سمجھتے ہیں؟

معروضی سوالات؛

1۔ درج ذیل مضامین میں اردو زبان کے معلم کو کس مضمون کا علم ہونا ضروری ہے؟

1۔ ریاضی

2۔ حیاتیات

3۔ نفسیات

4۔ سیاسیات

2۔ دوران تدریس اخذ معنی میں درج ذیل میں کس کی مدد لینا زیادہ مناسب ہے؟

1۔ کتاب

2۔ طلباء

3۔ کمرہ جماعت کی کاپی

4۔ لغت

3۔ تدریس قواعد کے لیے نفسیاتی طریقہ کسے تسلیم کیا جاتا ہے؟

1۔ بیانیہ

2۔ استقرائی

3۔ استخراجی

4۔ سوال وجواب

4۔ علمی تجربات کی منظم یا کلی شکل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کو کہتے ہیں۔

1۔سالانہ پلان

2۔ لیسن پلان

3۔ تعین قدر پلان

4۔ یونٹ پلان

6.13 شفارش کردہ کتابیں:۔

- نجم السحر ،صابرہ سعید، تدریس اردو، پریمئر پبلشنگ ہاؤس، حیدرآباد 2006
- محی الدین قادری زور، تدریس اردو، یونیک بک میڈیا، شرینگر 2006
- عمیر منظر، اردو زبان کی تدریس اور اس کا طریقہ کارشپرا پبلیشنگ دہلی 2009
- اومکا کول، مسعود سراج، اردو اصناف کی تدریس، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی 2003
- محی الدین بجھ، جدید تدریس اردو، گلشن پبلیکیشنز شرینگر 1998
- رشید احمد زبان اور قواعد قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی۔
- ریاض احمد، اردو وتدریس، مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ دہلی، 2013
- محمد حسن، ادبیات شناسی، ترقی اردو بیورا، نئی دہلی 1989

اکائی 7 : درسی کتاب اور تدریسی آلات

ساخت:

7.1 تمہید

7.2 مقاصد

7.3 درسی کتاب۔ معنی، مفہوم اور اہمیت

7.4 معیاری درسی کتاب کی خصوصیات

7.4.1 ظاہری خصوصیات

7.4.2 باطنی خصوصیات

7.5 درسی کتاب کا تنقیدی جائزہ

7.6 درسی و تدریسی آلات۔ مفہوم، ضرورت و اہمیت

7.7 تدریسی معاون اشیاء۔ سمعی، بصری، سمعی و بصری

7.8 کمرہ جماعت میں تدریسی امدادی اشیاء کا استعمال

7.9 خلاصہ

7.10 فرہنگ

7.11 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں

7.12 سفارش کردہ کتابیں

7.1 تمہید

اسکول کے تمام مضامین میں درسی کتاب ایک اہم رول ادا کرتی ہے۔ یہ بچوں کے اکتسابی عمل میں اعلی مقام رکھتا ہے۔ کمرہ جماعت میں درس و تدریس واکتساب کو منظم طریقہ سے پیش کرنے میں درسی کتاب مددگار رہوتی ہے۔ درسی کتاب کے اندر مواد مضمون کو سلسلہ وار اور مخصوص انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ طالب علموں کی نشونما کے فروغ کے ساتھ ساتھ یہ کمرہ جماعت کی تدریس کو ایک سمت میں لے جانے کی رہنمائی کرتی ہے۔ عام طور پر درسی کتاب ایک تعلیمی اوزار کی حیثیت رکھتی ہے۔ درسی کتاب ایک خاص مقصد کو پورا کرنے کے لئے تیار کی جاتی ہے۔ اس میں مواد مضمون کو منصوبہ بند طریقہ سے اجاگر کیا جاتا

ہے۔درسی کتاب میں پیش کردہ موادمخصوص جماعت کی ضروریات کے مطابق تیار کی جاتی ہے۔اس کے پہلے سطر کو پڑھا کر تعلیمی عمل شروع ہوتا ہےاور آخری سطر پر تعلیمی عمل اپنے اختتام کو پہنچتا ہے۔درسی کتاب کی بنیاد پر استاد اپنا منصوبہ سبق تیار کرتا ہےاور اسی منصوبہ بندی کے ساتھ وہ کمرہ جماعت میں درس وتدریس کا کام انجام دیتا ہےاور حسب ضرورت مثالوں کو تختہ سیاہ پر لکھتا ہےاور گھر کے تفویض ومشق کے لئے بھی سوالات وغیرہ درسی کتاب سے ہی دیا جاتا ہے۔

درسی کتاب معلم کے تدریسی عمل کے فیصلہ کے لئے بھی کارآمد ہے، طالب علموں کی اکتساب کو بھی ظاہر کرتی اور آزمائشی کام کے لئے بھی اس کا استعمال کیا جاتا ہے۔کمرہ جماعت میں پڑھائی جانے والی اور سیکھائی جانے والی ہر چیز درسی کتاب کے اندر موجود ہوتی ہے۔معلم،متعلم اور آزمائش کرنے والے تمام افراد اس پر ہی منحصر کرتے ہیں۔کسی بھی صورت میں درسی کتاب تدریس واکتساب کے عمل سے الگ نہیں ہے۔یہی وجہ ہے کہ درسی کتاب ایک ذریعۂ معلومات ہےاور اسے اسکول کے برابر کا درجہ دیا جاتا ہے۔یہ مضمون کے مواد اور درس وتدریس کے عمل کو پوری طرح سے جاننے میں مکمل مدد کرتی ہے۔کوٹھاری کمیشن کی رپورٹ کے مطابق

"درسی کتاب کا سوال ہمارے ملک کے لئے بہت اہم اور نہایت ضروری ہے۔بیدار قوم اور ملک کے لئے یہ اشد ضروری ہے کہ نہایت عمدہ اور معیاری درسی کتاب تیار کی جائے"

اس اکائی کو مکمل کرنے کے بعد آپ درسی کتاب کی مفہوم کو جان لیں گےاور درسی کتاب کی اہمیت وافادیت سے آگاہ ہو جائیں گے۔ساتھ ہی ساتھ آپ درسی کتاب کی ظاہری وباطنی خوبیوں سے بھی واقف ہو جائیں گےاور درسی کتاب کا تنقیدی جائزہ کے طریقے کو سمجھ جائینگے۔

7.2 مقاصد:

اس اکائی کی تکمیل کے بعد آپ اس قابل ہو گے کہ

(1) درسی کتاب کے مفہوم کو واضح کرسکیں۔

(2) درسی کتاب کی اہمیت وخصوصیات کو بیان کرسکیں۔

(3) درسی وتدریسی آلات کی ضرورت واہمیت پر روشنی ڈال سکیں۔

(4) تدریس میں معاون اشیاء کے بارے میں معلومات حاصل کرسکیں۔

7.3 درسی کتاب کے معنی ومفہوم:

درسی کتاب موادمضمون کا ایک معیاری مجموعہ ہے جو کہ ایک مخصوص مرحلہ (Stage) کے لئے تیار کیا جاتا ہےاس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ درسی کتاب منصوبہ بند طریقہ سے ان مواد کا مجموعہ ہے، جو کسی ایک خاص سطح یا عمر کے طلباء کی تدریسی ضرورت کے لئے لازمی ہے۔درسی کتاب میں مواد کو خوبصورتی کے ساتھ اس طرح پیش کیا جاتا ہے کہ نئے اصطلاحات اور مہارتوں کو سیکھنے میں آسانی ہوتی ہےاور ساتھ ہی ساتھ پرانی معلومات کو بھی بہتر ڈھنگ سے بتایا جاتا ہے۔

لانگ(Lang) کے مطابق "ایک درسی کتاب کسی خاص مطالعہ کی شاخ کے لئے ایک معیاری کتاب ہوتی ہے"

بیکون(Becon) کے مطابق "درسی کتاب کو کلاس روم میں استعمال کرنے والی کتاب کی حیثیت سے تیار کیا جاتا ہے"

امریکی ٹکسٹ بک پبلیشرس انسٹی ٹیوٹ نے واضح طور پر کہا ہے کہ ایک سچی حقیقی درسی کتاب وہ ہے جو خاص کر طالب علموں کے لئے اور ساتھ ہی ساتھ ٹیچر جو کہ اس کو اسکول یا کلاس میں استعمال کرسکے اس لئے تیار کی جاتی ہے۔اور کسی ایک خاص نصاب کے مطالعہ مضمون کو اس میں پیش کیا جاتا ہے۔

سنٹرل ایڈوایزری بورڈ کی درسی کتاب کمیٹی کہتی ہے کہ درسی کتاب کمرہ جماعت میں درس وتدریس کے لیے کافی اہمیت کی حامل ہے۔درسی کتاب کا کا نصاب

معلم اور طالب عملوں سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔ اگر معلم قابل اور محنتی ہو اور درسی کتاب سلیقے کی نہ ہو تو صحیح تعلیم میں خلل پیدا ہوتی ہے۔ یا یوں کہئے کہ صحیح تعلیم ممکن ہی نہیں۔ درسی کتاب میں ظاہری و باطنی دونوں خوبیوں کا ہونا لازمی ہے۔ درسی کتاب اور معلم کی قابلیت وصلاحیت دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہے۔ درسی کتاب کا معیار اور معلم کی محنت سے درس وتدریس کے بہتر نتائج حاصل کئے جاسکتے ہے۔

درسی کتاب مفہوم واہمیت

درسی کتاب کی ضرورت اور اہمیت:

کسی بھی تعلیمی نظام میں درسی کتابیں کلیدی حیثیت رکھتی ہیں۔ تعلیم ایک سہ رخی / تین نقطۂ عمل ہے جس میں مدرس، طلباء اور مواد اس کے تین نقطے ہیں۔ مواد درمیانی متغیر ہے۔ یہ مدرس اور سیکھنے والوں کے درمیان رابطہ قائم کرتی ہے۔ بغیر مکمل مواد کے مدرس کامیابی کے ساتھ آگے نہیں بڑھ سکتا ہے۔

درسی کتابوں کے اندر نصاب کے مواد یا مضمون کے مواد کو اس مناسب طریقے سے پیش کیا جاتا ہے کہ معلم اور طالب علم دونوں کے لئے موزوں ہو۔ معلم ان مواد کو آسانی کے ساتھ اپنی تفہیم میں لا کر کمرہ جماعت میں خود اعتمادی کے ساتھ پیش کرتا ہے طلباء بھی درسی کتابوں کے مواد کو آسانی کے ساتھ مطالعہ ذاتی سے سمجھ جاتے ہیں لیکن زیادہ تر طلباء کو معلم کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔

بحرکیف تدریسی واکتسابی عمل میں درسی کتاب معلم اور طالب علم دونوں کے لئے مددگار ثابت ہوتی ہے۔ تدریسی واکتسابی عمل میں یہ نہ صرف اہمیت رکھتی ہے بلکہ یہ اس کا ایک لازمی حصہ ہے۔

مندرجہ ذیل ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے معلم درسی کتاب کا مناسب استعمال کرتا ہے۔

1) منصوبہ بند اور نظام ہندا کتساب کے لئے:

تدریسی کتاب کے اندر مختلف عنوانات مرتب ہوتے ہیں۔ یہ کتاب معلم کے لئے منصوبہ بندی کے مراحل، مناسب طریقہ تدریس اور موزوں مواد مضمون کی نشاندہی کرتی ہے۔ معلم کو منظم اور سلسلہ وار طریقہ سے پڑھانے میں مدد کرتی ہے جس کی وجہ کر اس کی تدریس موثر ہو جاتی ہے۔

2) مشق اور گھر کی تقویض کے لئے:

زبان وادب مشق پر مبنی ایک مضمون ہے۔ بغیر مشق کے اس مضمون کو نہیں سمجھا جاسکتا ہے۔ سیکھنے والا جب تک زبان کو بولنے اور تحریر کو لکھنے کی مشق نہیں کرتا ہے، تب تک وہ زبان کو نہیں سیکھ سکتا ہے اور نہ ہی لکھ سکتا ہے۔ درسی کتاب زبان وادب کے قوائد اور انکے اصولوں کو سیکھنے میں مدد کرتا ہے۔ تدریسی کتابوں کے اندر بے شمار اچھے سوالات درج ہوتے ہیں جو معلم اور طلباء کو تفہیم کرنے کا مناسب موقع فراہم کرتا ہے۔

3) خودکار مطالعہ میں مددگار:

طلباء نئی چیزوں کو جاننے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں۔ اس وجہ کر درسی کتاب کی مدد سے ہر عنوان کو پہلے ہی پڑھ لیتے ہیں تاکہ کمرہ جماعت میں ان کو یہ عنوان اچھی طرح سے سمجھ میں آجائے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی بات واضح نہیں ہوتی ہے تو درسی کتاب کے خود کے مطالعہ سے وہ چیزیں بالکل صاف صاف نظر آنے لگتی ہیں۔ درسی کتاب طلباء کے لئے بھی بہت ہی اہمیت کی حامل ہے۔ بغیر درسی کتاب کے طلباء اپنے تعلیمی مقاصد کو حاصل نہیں کرسکتے۔ ہر قدم پر طلباء کو اس کی ضرورت پڑتی ہے

4) تشریح کو سمجھنے میں مدد کرتی ہے۔

اکثر کمرہ جماعت میں مدرس کے ذریعہ بنائی گئی اشعار کی تشریح طلباء کے سمجھ میں نہیں آتی ہے وہ ان اشعار کو درسی کتابوں کی مدد سے بہتر سے بہتر سمجھ پاتے ہیں۔ وہ جب بار بار کسی اشعار کو پڑھتے ہیں اور پھر اس پر غور وفکر کرتے ہیں تو انکے معانی سمجھ میں آنے لگتی ہیں اور پھر وہ اشعار کا تشریح بہتر طریقے سے کر لیتے ہیں۔

5) اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق طلباء کو استعمال کرنے کے مواقع:

کمرہ جمات کے باہر درسی کتابیں ایک معلم کی حیثیت سے کام آتی ہیں۔اگر کوئی طالب علم کسی چیز کو کمرہ جماعت میں نہیں سمجھ پایا ہے تو درسی کتاب کی مدد لے سکتا ہے۔درسی کتابوں کی مدد سے وہ مضمون کو بار بار پڑھتا ہے اور پھر اپنی مرضی سے اس سے متعلق سوالات کو حل کرتا ہے۔

6) ذہنی طور پر معذور اور پسماندہ بچوں کے لئے مددگار:

درسی کتابیں کمرہ جماعت کے باہر ان بچوں کے لئے نہایت کارگر اور اہم ہیں جو بچے ذہنی طور پر معذور اور پسماندہ ہیں ایسے بچے کمرہ جمات کی رفتار کے مطابق اپنے آپ کو نہیں ڈھال سکتے ہیں۔اس وجہ کر بعد میں وہ درسی کتابوں کی مدد سے اپنی خامیوں / کمزوریوں کو دور کرتے ہیں۔اور اپنے ہم جمات ساتھیوں کے مقابل پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں

7) فطین بچوں کے لئے مددگار:

فطین بچے اوسط بچوں کی بنسبت زیادہ لکھنے اور پڑھنے کی صلاحیت کے مالک ہوتے ہیں۔ان کی زیادہ سے زیادہ سیکھنے اور پڑھنے کی خواہش ہوتی ہے اس وجہ کر کمرہ جماعت کی تدریس ان کے لئے ناکافی ہوتی ہے۔معلم بھی ان کی زیادہ مدد نہیں کر پاتے ہیں کیوں کہ کمرہ جمات میں سبھی طالب علموں کے ساتھ انہیں پڑھانا پڑتا ہیں۔ان حالات میں درسی کتابیں ہی ان بچوں کی مدد کرتی ہیں اور ان کی تعلیمی پیاس کو بجھا پاتی ہیں۔درسی کتاب طالب علموں کے ایک خاص گروپ کے لئے ایک مقصد کے تحت تیار کی گئی کتاب ہوتی ہے، جسے معلم کمرہ جماعت میں تدریسی پروگرام کو انجام دینے کے لئے استعمال کرتا ہے۔درسی کتاب تدریس کی ایک اہم ضرورت ہے۔طلباء کو درس و تدریس کے دوران درسی کتاب انہیں سیکھنے اور پڑھنے میں مدد کرتی ہے۔جیسے حرف یا لفظوں کو پڑھنا، بولنا، لکھنا، نثر و نظم کو سمجھنا وغیرہ۔

8) درسی کتاب طلباء کو پڑھنے، لکھنے اور سیکھنے میں مدد کرتی ہے:

درسی کتاب طلباء کے لئے بنائی جاتی ہے تا کہ اسکے ذریعہ وہ اپنے تعلیمی مقاصد کو حاصل کر سکے۔ہر درجہ کے تعلیم کے لئے کوئی نہ کوئی مقصد متعین ہوتا ہے اور اسی کے مطابق مضمون کا انتخاب کیا جاتا ہے۔درسی کتاب میں انہی مضمونوں کو شامل کیا جاتا ہے جس سے طلباء کو پڑھنے، لکھنے اور سیکھنے سے ان کے مقاصد حاصل ہو سکے۔

9) معلم کی رہنمائی کرتی ہے:

درسی کتاب معلم کی رہنمائی بھی کرتی ہے۔جس درجہ میں معلم پڑھاتا ہے اس میں کیا پڑھانا ہے، کس طرح کے مضمون پڑھانے ہیں ان سب کی رہنمائی درسی کتاب کرتی ہے اگر درسی کتاب نہ ہو تو ممکن ہے کہ کمرہ جماعت میں معلم کو درس و تدریس کے درمیان اپنے مقاصد سے بھٹکاؤ ہو جائے۔درسی کتاب کے ذریعہ ہی معلم کمرہ جماعت میں درس و تدریس کا منصوبہ بندی کرتا ہے اور اسی کے مطابق اپنے تدریسی کام کو انجام دیتا ہے۔اسلئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ درسی کتاب درس و تدریس میں معلم کو کافی مدد پہنچاتی ہے۔درسی کتابیں عنوان کی پیشکش میں معلم کی رہنمائی کرتی ہیں۔یہ مدرس کے لئے بہت ہی اچھی مثالیں پیش کرتی ہیں، جو معلم اور طلباء دونوں کے لئے رہنمائی کا کام انجام دیتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ اصلاح کرنے کی ممکن راہ دکھاتی ہے۔معلم ایک مخصوص جماعت کے لئے اسکی نصاب کے مطابق مناسب مضمونی مواد کے لئے اس کا استعمال کرتا ہے۔ایک تدریسی کتاب موزوں مواد مہیا کرتی ہے اور مضمون کے نصاب کے مطابق رہنمائی کرتی ہے۔اس کے اندر مناسب مثالیں اور مشق کے لئے بے شمار سوالات ہوتے ہیں۔یہ معلم کا وقت ضائع نہ ہو اس میں بھی مدد کرتی ہے۔

10) زبان کی مہارتوں کے فروغ میں معاون ثابت ہوتی ہے:

طلباء پڑھنا، لکھنا، بولنا کتاب سے ہی سیکھتے ہیں ادب میں زبان سیکھنا کافی اہمیت کا حامل ہے اور یہ بغیر درسی کتاب کے ممکن نہیں۔جملہ کو کیسے لکھنا

ہے، کیسے پڑھنا ہے، تلفظ کی ادائیگی ان ساری باتوں کو درسی کتاب سے ہی سیکھتے ہیں۔قوائد کا استعمال کس طرح سے کیا جائے اسکی بھی تعلیم طلباء اپنے درسی کتاب سے ہی لیتے ہیں۔

11) طلباء کو مواد فراہم کرتی ہے:

اسکولی تعلیم کے درمیان جو بھی مضمون پڑھائے جاتے ہیں ان مضمون کا مواد درسی کتاب سے ہی فراہم ہوتے ہیں۔اگر درسی کتاب موجود نہ ہوتو طلباء کو مضمون کا مواد حاصل کرنے کے لئے کافی محنت ومشقت کرنی پڑسکتی ہے۔یہ بھی ممکن ہے کہ مواد حاصل ہو ہی نہیں یا ہوتو ادھا ادھورا۔اسکولی تعلیم میں بغیر مواد کے تعلیم دینا نہایت ہی مشکل کام ہے۔درسی کتاب طلباء کو ضرورت کے مطابق مواد فراہم کراتی ہے جس سے انہیں تعلیم حاصل کرنے میں سہولیت ہوتی ہے۔

12) طلباء کے تعین قدر میں مدد کرتی ہے:

تعین قدر تعلیم کا ایک حصہ ہے۔کوئی بھی طالب علم تعلیم حاصل کرنے میں کتنا کامیاب ہو پایا کمرہ جماعت میں درس وتدریس کے بعد طلباء کس حد تک علم حاصل کر پائے،ان سب باتوں کی جانچ تعین قدر کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔کورس کے اختتام کے بعد طلباء کا امتحان لیا جاتا ہےاور وہ امتحان درسی کتاب سے تعلق رکھتا ہے۔ بچے امتحان میں سوالوں کے جواب دینے کی تیاری درسی کتاب سے ہی کرتے ہے۔ درسی کتاب معلم کو تعین قدر میں مدد پہنچاتی ہے۔ امتحانات کے سوالات اوران کے جوابات درسی کتاب سے ہی تعلق رکھتا ہیں۔معلم کو درسی کتاب کے ذریعہ امتحانات کے سوالات بنانے میں کافی سہولت ملتی ہے۔درسی کتاب ایک اچھی تحصیلی جانچ تیار کرنے میں معلم کو کافی مدد کرتی ہے۔تدریسی کتابیں مختلف قسم کے مسائل پر جانچ کا انتخاب اور تیاری کرنے میں معلم کی رہنمائی کرتی ہے۔طلباء کی تعلیمی حصولیابی کی جانچ کے لئے جو سوالات بنائے جاتے ہیں وہ بھی درسی کتاب سے ہی لئے جاتے ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ:

(1) درسی کتاب کے مفہوم کو واضح کیجئیے؟

(2) درسی کتاب کی ضرورت واہمیت پر روشنی ڈالے؟

7.4 معیاری درسی کتاب کی خصوصیات

درسی کتابوں کی کچھ خصوصیات ہوتی ہے جوان کے میعار کو متعئن کرتی ہے۔کسی بھی درسی کتاب میں دو خصوصیات پائی جاتی ہیں۔

1۔ ظاہری خصوصیات 2۔ باطنی یا اندرونی خصوصیات

7.4.1 ظاہری خصوصیات

1) کتاب کا کاغذ عمدہ اور سفید ہو:

درسی کتاب کا کاغذ عمدہ اور سفید ہونا ضروری ہے تاکہ اس پر لکھے ہوئے حروف صاف صاف دیکھائی دے اور طلباء بغیر کسی مشکلات کے سامنا کئے دیکھ کر اچھے طریقے سے پڑھ سکے۔کاغذ عمدہ ہونے سے کتاب کی خوبصورتی بھی بڑھتی ہے اور اسے بائنڈنگ کرنے میں بھی سہولت ہوتی ہے۔

2) طباعت اور چھپائی اچھی ہو:

درسی کتاب کی طباعت اور چھپائی بھی عمدہ ہونا بہت ضروری ہے۔طباعت اور چھپائی عمدہ نہیں ہونے سے طلباء کو کتاب پڑھنے میں دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ چھپائی خراب ہونے سے لفظ اور جملہ صحیح سے سمجھ میں نہیں آتے ہیں۔اگر طباعت اور چھپائی اچھی نہیں ہوتو اس کتاب کو اچھی کتاب کے درجہ میں شامل نہیں کیا جاتا ہے۔اسلئے ضروری ہے کہ کتاب کی طباعت اور چھپائی عمدہ ہوتا کہ طلباء آسانی سے کتاب پڑھ لے اور مضمون کو سمجھ سکے۔

3) کسی طرح کی غلطیاں نہ ہو:

ایک اچھی درسی کتاب کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ اس میں الفاظ اور جملہ میں کسی بھی طرح کی کوئی غلطی نہیں ہو۔ اگر درسی کتاب میں الفاظ اور جملہ میں غلطیاں ہوگی تو ممکن ہے کہ طلباء غلط علم حاصل کرلے۔ چونکہ درسی کتاب درس وتدریس کے بنیادی آلہ ہے اسی کے ذریعہ طلباء لکھنا پڑھنا سیکھتا ہے اس لئے یہ لازمی ہے کہ درسی کتاب میں کسی بھی طرح کی غلطی نہ ہو۔

4) تصویریں رنگین ہوں:

درسی کتاب میں خاص کر نچلے درجے کے کتابوں میں تصویریں رنگین ہونی چاہیے۔ تصویر رنگین ہونے سے بچوں کے اندر دلچسپی پیدا ہوتی ہے جس سے وہ درسی کتاب کو تجسس کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ ماہر نفسیات کا ماننا ہے کہ نچلے درجے کے بچے کو رنگین تصویریں اپنے جانب متوجہ کرتی ہے اور انہیں رنگین تصویریں دیکھنا اچھا لگتا ہے۔ اس کے ذریعہ وہ تعلیم کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ درسی کتاب میں رنگین تصویریں ڈالنے سے کتاب کی خوبصورتی بھی بڑھ جاتی ہے۔

5) جلدسازی مضبوط ہو:

کتاب کی جلدسازی بھی مضبوط ہونا چاہیے۔ اگر جلدسازی مضبوط نہیں ہوگا تو ممکن ہے کتاب کورس ختم ہوسے سے پہلے ہی خراب ہو جائے۔ یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ نچلے درجے کے بچوں میں کتابوں کو صحیح طریقے سے رکھنے کا شعور نہیں ہوتا ہے اسلئے مضبوط جلدسازی کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ مضبوط جلدسازی سے کتاب کی عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔

6) سرورق عمدہ اور دلکش ہو:

درسی کتاب کا سرورق کا عمدہ اور دلکش ہونا ضروری ہے۔ سرورق کا عمدہ اور دلکش ہونا طلباء کی دلچسپی کا باعث ہے۔ سرورق دلکش ہونے سے بچے اس کے طرف متوجہ ہوتے ہیں اور انہیں کتابیں اچھی لگتی ہے۔ نفسیاتی طور پر بھی دیکھا جائے تو بچوں کو عمدہ اور دلکش چیزیں زیادہ پسند ہوتی ہیں اسلئے یہ کوشش ہونی چاہیے درسی کتاب کا سرورق دلکش اور عمدہ ہو۔

7) کتاب کی سائز متوسط ہو، نہ بہت بڑی اور نہ بہت چھوٹی:

درسی کتاب کی سائز متوسط ہونی چاہیے۔ کتاب کی سائز اگر بہت بڑی ہوگی تو اسے رکھنے میں، لانے لے جانے میں کافی دشواری ہوتی ہے۔ بڑی سائز کی کتابیں دیکھنے میں بھی دلکش نہیں لگتی ہے جس سے بچوں کا درسی کتاب سے دلچسپی کم ہوتی ہے اگر درسی کتاب بہت چھوٹی ہو تب بھی اسی طرح کی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اسلئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے کہ کتاب کا سائز متوسط ہو جو دیکھنے میں دلکش اور خوبصورت لگے۔

8) کتاب کی قیمت مناسب ہو:

درسی کتاب طلباء کے لئے بنائی جاتی ہے۔ اسکولوں میں پڑھنے والے سبھی طلباء کی معاشی حالت اچھی ہو یہ کوئی ضروری نہیں اسلئے کتاب کی قیمت اس طرح ہونی چاہیے کہ عام سے عام طلباء بھی اسے آسانی سے خرید سکے۔ اس لئے ہمیشہ اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ درسی کتاب کی قیمت دوسرے کتابوں کی طرح نہ طے کر کے طلباء کو ذہن میں رکھتے ہوئے مناسب قیمت طئے کی جانی چاہیے۔

7.4.2 باطنی یا اندرونی خصوصیات

1) کتاب کا مواد نصاب کے مطابق ہو:

درسی کتاب میں مضمون کا مواد نصاب کے مطابق ہونا چاہیے۔ نصاب کے ذریعہ طئے کئے گئے مقاصد کے مطابق درسی کتاب میں مضامین کا انتخاب

کیا جانا چاہیے۔ کتاب کا مواد نصاب کے مطابق نہیں ہونے سے کتاب کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے۔ اور ایسی کتابیں طلباء کو صحیح تعلیم دینے میں مددگار ثابت نہیں ہوتی ہیں۔

2) مضامین کا تعلق طلباء کے زندگی سے ہو:

درسی کتاب میں ایسے مضامین کا شامل کیا جانا چاہیے جس کا براہ راست تعلق طلباء کی زندگی سے ہو ایسے مضامین شامل کرنے سے طلباء کو حقیقی زندگی میں آنے والے مسائل سے مقابلہ کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ زندگی سے متعلق مضامین طلباء کو حقیقی زندگی کی تعلیم دیتا ہے۔ جسے وہ اپنے روزمرہ کی زندگی میں ضرورت کے مطابق استعمال کرسکتا ہے۔

3) زبان و بیان آسان وسہل ہوں:

درسی کتاب کا زبان و بیان سہل و آسان ہونا چاہیے تاکہ طلباء کو پڑھنے کے بعد آسانی سے سمجھ میں آسکے۔ مشکل الفاظ اور جملوں سے ہر ممکن بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ کیونکہ زبان و بیان کا مشکل ہونا طلباء کے لئے پریشانی کا سبب بن جاتا ہے۔ اور درسی کتاب بوجھل معلوم پڑنے لگتی ہے۔ درسی کتاب میں یہ کوشش کی جانی چاہیے کی اگر کچھ مشکل الفاظ استعمال ہوگئے ہیں تو اس کا معنی مضمون کے آخر میں فرہنگ میں لکھ دینا چاہیے۔ تاکہ طلباء کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ زبان و بیان کی آسانی طلباء کو مضمون میں دلچسپی پیدا کرنے میں مدد کرتا ہے۔

4) اسباق بچوں میں دلچسپی پیدا کرنے والا ہوں:

درسی کتاب میں جو بھی اسباق شامل کیا جائے وہ اس طرح کا ہونا چاہیے کہ بچوں میں دلچسپی کا باعث بنے تاکہ بچے سبق کو پڑھنے میں دلچسپی دیکھائے۔ سبق کو اس طرح ترتیب دی جانی چاہیے کہ طلباء اسے پڑھ کر آسانی سے سمجھ سکے اور اس سے متعلق سوالوں کا جواب دے سکیں۔ اسباق کو دلچسپ بنانے کے لئے تصویروں کا استعمال کیا جانا چاہیے۔ کیونکہ تصویریں اسباق کو پرلطف اور دلچسپ بناتی ہیں۔

5) اسباق ایک دوسرے سے ربط رکھتے ہوں:

درسی کتاب میں جتنے بھی اسباق شامل جائے ان میں ایک دوسرے سے ربط ہونا چاہیے۔ اس سے طلباء کو علم حاصل کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔ اسباق میں ربط ہونے سے طلباء کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ معلم کو بھی درس وتدریس میں کافی سہولت ملتی ہے کیونکہ اسباق میں ربط ہونے سے معلومات میں بھی ربط پیدا ہوتا ہے جس کے وجہ سے درس وتدریس آسان ہو جاتی ہے اور طلباء کو تعلیم حاصل کرنے میں بھی سہولت ملتی ہے۔ طلباء سلسلے وار مضمون کو سمجھتے ہیں۔

6) سبق کے آخر میں مشکل الفاظ کے معنی ومفہوم درج ہوں:

درسی کتاب کے سبق کے آخر میں فرہنگ ہونا چاہیے جس میں مشکل الفاظ کے معنٰی درج ہو۔ مشکل الفاظ کے معنی درج ہونے سے طلباء کو مضمون سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ سبق کے آخر میں مشکل الفاظ کے معنی درج نہیں ہونے سے طالب علموں کو کافی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور انہیں لغت کا سہارہ لینا پڑتا ہے جس سے وقت کی بربادی زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ سبق کے آخر میں مشکل الفاظ کے معنی لکھ دیا جائے۔

7) کتاب طلباء کے معیار اور انکی ضرورت کے مطابق ہو:

درسی کتاب تیار کرتے وقت اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ کتاب طلباء کے ذہنی صلاحیت اور ضرورت کے مطابق ہو۔ درسی کتاب کی معیار اس طرح کی ہونی چاہیے کہ طلباء کو تعلیم کے مقاصد حاصل کرنے میں معاون ثابت ہو اور ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے والا ہو۔

8) مضامین طلباء کے ذہن کے قریب ہو:

درسی کتاب کے مضامین طلباء کے ذہنی صلاحیت کے قریب ہونا چاہیے۔ طلباء جس درجے میں پڑھ رہے ہو اس درجے کے ذہنی صلاحیت کو خیال

کرتے ہوئے درسی کتاب میں مضامین کو شامل کرنا چاہیے۔مضامین کا معیار نہ کم ہونا چاہیے نہ زیادہ ہونا چاہیے کیونکہ یہ دونوں حالات طلباء کے تعلیمی مقاصد سے دور لے جاتا ہے۔مضامین طلباء کے قریب ہونے سے طلباء کو پڑھنے اور سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے اور وہ کامیابی کے ساتھ اپنے تعلیمی مقاصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔

9) مضامین ذہنی صلاحیتوں کو بڑھانے میں معاون ہو:

درسی کتاب کے مضامین ایسی ہونی چاہیے جو طلباء کے ذہنی صلاحیتوں کو فروغ دے۔درسی کتاب کے مضامین علم میں اضافہ کرنے والا ہونا چاہیے۔ جس سے انکی شخصیت کا نشوونما ہو سکے۔درسی کتاب تیار کرتے وقت اس بات کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہیئے کہ درسی کتاب جس درجہ کے لئے تیار کی جارہی ہو اس درجہ میں پڑھنے والے بچوں کے ذہنی صلاحیت کا خیال رکھا جانا چاہیئے اور اس میں شامل مضمون ان کی صلاحیت کے قریب ہونا چاہئے۔

10) کتاب میں ہر طرح کے مضامین مثلاً نظم، غزل، سوانح، مکالمہ وغیرہ ہو:

ادب کی درسی کتاب تیار کرتے وقت اس بات کا خیال رکھا جانا چاہیے کہ اس میں ادب کے تمام مضامین شامل ہو سکیں۔مثلاً داستان، ناول، افسانہ، نظم، غزل، سوانح وغیرہ۔ ہر طرح کے مضامین شامل کرنے سے طلباء کو مکمل ادب کی تعلیم حاصل ہوتی ہے اور وہ ادب کے مختلف مضامین کے بارے میں علم حاصل کر لیتے ہیں۔ادب کے مختلف اصناف واسکے اجزاء سے بھی واقف ہو جاتے ہے۔

11) مواد تعلیمی نفسیات کو نظر میں رکھتے ہوئے تیار کیا گیا ہو:

آج کا تعلیمی نظام طلباء مرکوز تعلیم پر زور دیتا ہے اسلئے درسی کتاب کے مضامین کے مواد تیار کرتے وقت تعلیم کے نفسیاتی پہلو کو نظر میں رکھنا ضروری ہوتا ہے۔نفسیاتی پہلو میں بچوں کی ذہنی صلاحیت اور دلچسپی کا خیال کیا جاتا ہے۔نفسیاتی نظریے سے تیار کی گئی کتابیں تعلیمی مقاصد حاصل کرنے میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔

12) درسی کتاب میں مثالیں حقیقی زندگی سے متعلق ہو:

درسی کتاب میں مضمون کو یا کسی تصور و مفہوم کو سمجھنے کے لئے جو مثالیں دی جاتی ہیں وہ حقیقی زندگی سے تعلق رکھنے والا ہونا چاہیے۔اس سے طلبہ کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔صرف ایک مثال سے کام نہ لیکر دو تین مثالیں ضرورت کے مطابق الگ الگ دی جانی چاہیے۔

13) سبق کے آخر میں مشقی سوالات ہوں:

سبق کے آخر میں سبق کے متعلق مشقی سوال ضرور ڈالنا چاہیے اس سے طلباء کو اپنے علم کی جانچ میں کافی مدد ملتی ہے۔مشقی سوال معروضی و سبجیکٹ دونوں طرح کا ہونا چاہیے تاکہ طلباء کے علم اور تفہیم دونوں کی جانچ ہو سکے۔سوالات مضمون کے مطابق ہونے چاہیے۔

اپنی معلومات کی جانچ:

(1) درسی کتاب کے ظاہری خوبیاں بیان کیجیئے؟

(2) درسی کتاب میں کون سی باطنی خوبیاں پائی جاتی ہیں بیان کرو؟

7.5 درسی کتاب کا تنقیدی جائزہ

درسی کتاب وہ کتاب ہے جو طلباء کو پڑھنے، لکھنے اور سیکھنے میں کافی مددگار رہوتی ہے اور طلبہ کی ضرورت کے مطابق اسے مواد فراہم کرتی ہے۔ درسی کتاب کے کمرہ جماعت میں استعمال کو لے کر ماہرین تعلیم میں اختلاف پایا جاتا ہے۔بعض ماہرین کمرہ جماعت میں درسی کتاب کے استعمال کو غیر ضروری قرار دیتے ہیں۔ان کا ماننا ہے کہ درسی کتاب کے کمرہ جماعت میں استعمال سے طلبہ کے سیکھنے کی آزادی ختم ہو جاتی ہے اور وہ آزادانہ طور پر کچھ سیکھ نہیں سکتے

ہیں کیونکہ درسی کتاب انہیں اپنے تک محدود کر کے رکھ لیتی ہے۔دوسری کتابوں تک طلبہ کو متوجہ نہیں ہونے دیتی۔ساتھ ہی وہ یہ بھی مانتے ہیں کہ درسی کتابیں طلبہ کے معیار کے مطابق نہیں ہوتی ہیں۔مگر طلبہ کو زبردستی انہیں ہی پڑھنا پڑتا ہے۔بعض درسی کتابیں مواد سے خالی بھی ہوتی ہیں۔ان حضرات کا یہ بھی کہنا ہے کہ طلباہ درسی کتابوں میں الجھ کر صحیح طور پر باہری ذرائع سے اپنے علم میں اضافہ نہیں کر پاتے ہیں۔مختلف تعلیمی کمیشنوں اور کمیٹیوں نے اپنے شفارشات میں اس بات کا ذکر کیا ہے کہ درسی کتابیں کو طلبہ کے لئے تیار کئے جاتی ہیں۔مگر اس پر خاص توجہ نہیں دی جاتی ہے۔جس وجہ سے عمدہ اور معیاری کتابیں طلبہ کو نہیں مل پاتی ہے۔

جبکہ اکثر ماہرین تعلیم کمرہ جماعت میں درسی کتاب کے استعمال کی حمایت کرتے ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ اسکول میں پڑھنے والے طلباء خاص کر زبان و ادب کے طلباء کے لئے درسی کتاب نہایت ہی ضروری ہوتی ہے کیونکہ وہ شعوری طور پر اتنے بالیدہ نہیں ہوتے کہ مختلف طرح کی کتابوں کو پڑھ کر علم حاصل کر سکیں۔

کتاب کی وجہ سے بچوں کو زبان پڑھنے، لکھنے اور بولنے سمجھنے میں کافی آسانی ہوتی ہے۔اور طلباء ادب کو آسانی سے سیکھ جاتے ہیں۔اس سے ذخیرہ الفاظ میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔طلباء کو ضرورت کے مطابق مواد ایک ہی کتاب میں حاصل ہو جاتی ہے۔درسی کتاب معلم کو بھی درس تدریس کے دوران مدد اور رہنمائی کرتی ہے۔الفاظ کو بنانا، مذکر و مؤنث کا استعمال، محاوروں کا استعمال وغیرہ طلباء درسی کتاب سے ہی سیکھتے ہیں۔ساتھ ہی درسی کتاب کے مطابق ہی معلم طلباء کی تعین قدر و پیائش کرتے ہیں اسلئے ایک درسی کتاب سائنٹفک، دلچسپی پیدا کرنے والا، سادہ و سلیس اور عام فہم ہونا چاہیے۔درسی کتاب حالات حاضرہ کے مطابق اور طلباء کی زندگی سے ربط رکھنے والا ہونا چاہیے۔

کسی بھی درسی کتاب کا تنقیدی جائزہ لیا جاتا ہے تو مندرجہ ذیل نقطوں کو نظر میں رکھ کر اس کی تنقیدی تجزیہ کی جاتی ہے۔

1) اشاعت کردہ ادارہ:۔

درسی کتاب کا معیار اس بات پر بھی منحصر کرتا ہے کی وہ کس ادارے سے اشاعت ہوئی ہے۔درسی کتاب کو ہمیشہ کسی سرکاری یا معیاری ادارہ سے اشاعت کرنا چاہیے۔اشاعتی ادارہ کی معیار سے کتاب کی اہمیت برھ جاتی ہے۔

2) قیمت:۔

درسی کتاب کے تنقیدی تجزیہ میں اس بات پر بھی غور کیا جانا چاہیے کے اسکی قیمت کتنی ہے۔کسی بھی کتاب کی قیمت بہت زیادہ اسے قاری سے دور کرتی ہے۔جبکہ کم قیمت اس کی معیار کو کم کرتی ہے اسلئے کسی بھی اچھی کتاب کی قیمت اوسط ہونی چاہیے تا کہ اسے زیادہ سے زیادہ لوگ مستفیض ہو سکیں۔

4) جلد سازی:۔

تنقیدی جائزہ میں کتاب کی جلد سازی پر غور کیا جاتا ہے کسی بھی معیاری کتاب کی جلد سازی عمدہ ہوتی ہے جس سے کتاب زیادہ محفوظ رہتا ہے۔جلد سازی کمزور ہونے سے بہت ہی کم وقت میں کتاب کا خراب ہو جانے کا ڈر رہتا ہے۔اسلئے ایک اچھی اور معیاری کتاب کی جلد سازی عمدہ ہونی چاہیے۔

4) سرورق:۔

تنقیدی جائزہ میں درسی کتاب کی سرورق پر بھی غور کیا جانا چاہیے۔کسی بھی معیاری تدریسی کتاب کا سرورق دلکش وخوبصورت ہوتی ہے۔اسکولوں کی درسی کتاب چونکہ بچے پڑھتے ہیں اسلئے ضروری ہیکہ اس کا سرورق دلکش بنایا جائے تا کہ بچے اسکے طرف متوجہ ہو سکے۔سرورق کی دلکشی کتاب کی اہمیت کو بھی بڑھاتا ہے۔

5) چھپائی اور طباعت:۔

کسی بھی درسی کتاب کی تنقیدی جائزہ میں اسکی چھپائی اور طباعت کو بھی دیکھا جاتا ہے۔ایک معیاری درسی کتاب کی چھپائی عمدہ اور صاف ہوتی ہے۔تاکہ قاری کو پڑھنے کے درمیان کسی طرح کی دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔درسی کتاب اسکولی بچے پڑھتے ہیں اسلئے درسی کتاب نہایت ہی ضروری ہے اسکی چھپائی اور طباعت عمدہ طرح کا ہوتا کہ طلباء کو پڑھنے میں کسی طرح کی کوئی دشواری نہ ہو۔

6) جملہ واملاء کی غلطیاں:۔

کسی بھی معیاری کتاب میں جملہ واملاء کی غلطیاں نہیں ہونی چاہیے۔درسی کتاب میں تو بالکل بھی نہیں کیونکہ درسی کتاب کے ذریعہ طلباء کو پڑھنا، لکھنا، بولنا سیکھایا جاتا ہے۔اگر درسی کتاب میں جملے یا املے کی غلطیاں ہونگی تو ممکن ہیکہ طلباء کو صحیح علم حاصل نہ ہو پائے۔زبان وادب کی درسی کتاب میں اس بات کا خصوصی طور پر خیال رکھنا چاہیے کہ کسی بھی طرح کی کوئی بھی غلطی نہ ہو۔اسلئے جب ہم کسی بھی درسی کتاب کا تنقیدی جائزہ لیتے ہیں تو اس بات پر خاص طور پر غور کرتے ہیں کہ اسمیں کسی بھی طرح کی کوئی غلطی تو نہیں ہے۔

7) مضمون کے مناسبت سے تصویر:۔

درسی کتاب کے تنقیدی جائزہ لینے میں اس بات پر بھی غور کرنا چاہیے کہ درسی کتاب میں جو بھی تصویریں دی گئی ہیں وہ مضمون اور مواد سے مناسبت رکھتا ہے یا نہیں۔ نچلے درجے کے درسی کتاب کی تصویریں رنگین ہیں کے نہیں اسکا جائزہ لیا جانا چاہیے۔کیونکہ نچلے درجے کی درسی کتابوں میں رنگین تصویریں بچوں میں دلچسپی پیدا کرنے کا کام کرتی ہے۔

8) زبان وبیان کا معیار:۔

کسی بھی درسی کتاب میں استعمال کئے گئے زبان کا معیار کیا ہے اس پر تنقیدی جائزہ کے درمیان غور کرنا چاہیے۔زبان وبیان کا معیار کیا ہے، ترتیب کیا ہے، زبان وبیان سہل وآسان ہے یا نہیں اس بات پر غور کرنا چاہیے۔اسکولی درسی کتاب کی زبان سادہ وسلیس ہونا چاہیے۔تاکہ اسکولی طلباء کو آسانی سے سمجھ میں آسکے۔

9) لکھنے کا ترتیب:۔

مضمون کا مود لکھنے کا ترتیب صحیح ہے یا نہیں اس بات کا بھی جائزہ درسی کتاب کی تنقیدی جائزہ کے دوران لیا جانا چاہیے۔کیونکہ مضمون کا مواد اگر ترتیب سے نہ ہو تو بچوں کو مضمون کے سمجھنے میں پریشانی ہوتی ہے۔معلم کے لئے بھی یہ دشواری پیدا کرتا ہے۔اسلئے کسی بھی درسی کتاب کے لکھنے کا ترتیب بہتر ہونا چاہیے۔

10) مضمون کا ترتیب:۔

درسی کتاب میں جتنے بھی مضمون دئے گئے ہیں ان کی مناسبت ایک دوسرے سے ہے یا نہیں اس کا بھی تنقیدی جائزہ کے درمیان غور کیا جانا چاہیے۔

11) فرہنگ:۔

درسی کتاب میں فرہنگ ہے یا نہیں اس بات کا بھی جائزہ تنقیدی تجزیہ کے درمیان لیا جانا چاہیے۔درسی کتاب مین فرہنگ ہونے سے مشکل الفاظ کا معنی سمجھنے میں طلباء کو سہولیت ملتی ہے۔کسی بھی اچھی معیاری درسی کتاب میں فرہنگ ہونا چاہیے۔

12) مشقی سوالات:

درسی کتاب میں سبق کے آخر میں مشقی سوالات دئے گئے ہیں یا نہیں اس کا بھی جائزہ تنقیدی تجزیہ کے درمیان دیکھنا لینا چاہیے۔ایک اچھے اور معیاری درسی کتاب میں سبق کے آخر میں طلباء کے مشق ومعلومات کی جانچ کے لئے مشقی سوالات کا ہونا ضروری ہے۔

13) کتاب اپنے مقاصد کو پُر کرتا ہے یا نہیں:۔

درسی کتاب کے تنقیدی جائزہ کے درمیان اس بات کا بھی جائزہ لینا چاہیے کہ جو درسی کتاب تیار کی گئی ہے وہ اپنے مقاصد کو کس حدتک پورا کرتی ہے۔جس درجے کے لئے درسی کتاب بنائی گئی ہے اس کے مناسبت سے اس میں مضمون اور مواد ہے یا نہیں۔ درسی کتاب کو تیار کرنے میں بچوں کے نفسیاتی پہلوؤں غور کیا گیا ہے یا نہیں۔ درسی کتاب کا معیار درجہ کے معیار کے مطابق ہے یا نہیں ان ساری باتوں کا تنقیدی جائزہ لیا جانا چاہیے۔

14) مثالیں زندگی سے ربط رکھتا ہے یا نہیں:۔

درسی کتاب میں پیش کی گئی مثالیں حقیقی زندگی سے ربط رکھتا ہے یا نہیں اس کا بھی جائزہ لیا جانا چاہیے کیونکہ زندگی سے جڑی ہوئی مثالیں طلباء کو تصور کو سمجھنے میں آسانی پیدا کرتی ہے۔

اب آپ ان نقطوں کو اچھی طرح سے سمجھ گئے ہوں گے۔

- ☆ درسی کتاب کی مفہوم کیا ہے۔
- ☆ کمرہ جماعت میں درسی کتاب کی کیا اہمیت ہے۔
- ☆ طلباء کے لئے درسی کتاب کی ضرورت واہمیت۔
- ☆ معلم کے لئے درسی کتاب کی اہمیت۔
- ☆ درسی کتاب کی کیا کیا خصوصیات ہوتی ہیں۔
- ☆ درسی کتاب کا تنقیدی جائزہ میں کن کن باتوں کا خیال رکھا جانا چاہیے۔

اب آپ ان سوالوں کا جواب مشق کے طور پر اپنے نوٹ بک میں لکھیں۔

1) درسی کتاب کے مفہوم واہمیت کو تفصیل سے لکھیں؟

2) درسی کتاب کی کون کون سی خصوصیات ہوتی ہیں لکھیں؟

3) آپ اپنے اسکول کے ثانوی جماعت کے اردو تدریسی کتاب کا تنقیدی جائزہ پیش کریں؟

اپنی معلومات کی جانچ:

(1) کسی بھی درسی کتاب کا تنقیدی جائزہ لیتے وقت کونسے نکات زیر غور رکھنا چاہئیے؟

(2) درسی کتاب کے مضامین میں تنوع کیوں پایا جاتا ہے؟

7.6 درسی وتدریسی آلات: مفہوم، ضرورت واہمیت:

آج کا تعلیم طلباء مرکوز تعلیم ہے۔اس تعلیمی نظام میں طلباء کے نفسیات، دلچسپی اوران کی ضرورت کو مدنظر رکھ کر تعلیم دی جاتی ہے۔ کمرہ جمات میں درس وتدریس کا عمل موثر اور دلچسپ بنانے کے لئے معلم مختلف طرح کے سامان کا استعمال کرتا ہے۔ انہی سامان یا آلات کو تدریسی آلات کے نام سے جانا جاتا ہے۔تدریسی آلات کے متعلق کوٹھاری کمیشن نے کہا ہے کہ

’تدریسی معیار کے فروغ کے لئے ہر اسکول کو تدریسی امدادی اشیاء کو فراہم کرنا ضروری ہے۔ یہ ملک میں تعلیمی انقلاب کا باعث ہے‘

ہر معلم کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کی تدریس موثر ہو۔اس کی پڑھائی چیزوں کو طلباء فہم اور ذہن نشین کرلیں۔ ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے مدرس بے شمار اور مختلف تدریسی مواد کا استعمال کرتا ہے۔ تدریسی آلات کے ذریعہ دی گئی تعلیم بہت ہی پائیدار ہوتی ہے اور طلباء کے ذہن پر اس کا نقش دیر تک قائم

رہتا ہے۔ کمرہ جماعت میں درس وتدریس کے درمیان معلم اپنے تدریس کو موثر اور دلچسپ بنانے کے لئے جو ذرائع یا امدادی آلات کا استعمال کرتا ہے اسے درسی وتدریسی آلات کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس سے معلم سبق کو آسان، واضح اور سہل ترین بناتا ہیں۔ اس کی ضرورت اس لئے پڑتی ہے کیونکہ اس کے ذریعہ طلباء کے دلوں میں تدریس سے متعلق ذوق وشوق پیدا ہوتا ہے۔ مختلف طریقے کے خیالات کی وضاحت تدریسی آلات کے ذریعہ آسانی سے کی جاسکتی ہے۔ اسکے استعمال سے کم وقت میں معلم طلباء کو زیادہ سے زیادہ معلومات فراہم کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ کمرہ جماعت میں طلباء کو سبق کے طرف آمادہ کرنے میں تدریسی آلات کافی معاون ثابت ہوتے ہیں۔ تدریسی آلات سے طلباء میں رٹ کر پڑھنے کی عادت کم ہوتی ہے اور سوچ وفکر اور غور کرنے کی عادت کا فروغ ملتا ہے الفاظ وتصوارات کو سمجھنے میں بھی سہولت ملتی ہے۔ چارٹ، ماڈل، ٹھوس چیزیں، ساز وسامان، آلات اور دوسرے وسائل کا استعمال کر کے معلم اپنی تدریس کو موثر بنانا چاہتا ہے

درسی وتدریسی آلات کی اہمیت اور ضرورت:

درسی وتدریسی آلات کے استعمال کے ساتھ کمرہ جمات میں دی گئی تعلیم پر اثر اور دلچسپ ہوتی ہے۔ درس وتدرس کے درمیان تدریسی آلات کا استعمال سبق کی آموزش کے لئے مفید سمجھا جاتا ہے کیونکہ تعلیمی عمل میں اس سے سہولت ملتی ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں درس وتدریس کے درمیان تدریسی آلات پر کافی توجہ اور اہمیت دی جاتی ہے۔ ہندوستان میں اس کا استعمال اس پیمانے پر نہیں ہوتا جیسا کے ترقی یافتہ ممالک میں ہوتا ہے۔

درسی وتدریسی آلات کی اہمیت اور ضرورت مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ تدریسی آلہ کا استعمال کر کے معلم تدریس کی بنیادی اصولوں پر عمل کرتا ہے۔ تدریسی آلہ کا استعمال کر کے معلم کمرہ جماعت میں تدریس کی بنیادی اصولوں کو تفصیل کے ساتھ مظاہرہ کر کے طلباء کو سمجھا سکتا ہے۔ تدریسی آلہ کے ذریعہ بنیادی سہولتوں کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے کیونکہ معلم آلہ کا مظاہرہ کر کے اصولوں کا تفصیل بیان کرتا ہے اور طلباء اسے دیکھ کر سیکھتے ہیں۔ کسی بھی چیز کو اگر دیکھ کر سیکھا جائے تو جلدی سمجھ میں بھی آتی ہے اور اس کا اثر ذہن پر لمبے عرصے تک رہتا ہے۔

2۔ یہ طلباء کے اندر دلچسپی پیدا کرنے میں مدد کرتی ہیں۔ کوئی بھی نئی چیز اگر انسان کے سامنے لائی جائے تو اسے دیکھنے کی نفسیاتی طور پر جستجو پیدا ہوجاتی ہے۔ معلم کمرہ جماعت میں جب داخل ہوتا ہے اور اسکے ہاتھ میں کوئی تدریسی آلہ ہوتی ہے تو اس سے بچوں کے اندر نفسیاتی طور پر ایک دلچسپی پیدا ہوتی ہے کہ استاد اپنے ہاتھ میں کیا لئے ہوئے ہیں۔ جب معلم تدریسی آلہ کے ذریعہ جب اپنا تدریسی عمل شروع کرتا ہے تو طلباء اس میں کافی دلچسپی لیتے ہیں جس کے وجہ سے کمرہ جماعت کا ماحول دلچسپ اور موثر بن جاتا ہے۔ اور تدریسی عمل کامیابی کے ساتھ اپنے اختتام پر پہنچتا ہے۔

3۔ یہ تدریسی، اکتسابی عمل کو آسان اور پر کشش بناتا ہے۔ تدریسی آلہ کمرہ جماعت میں تدریسی واکتسابی عمل کو آسان کرتا ہے۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ تدریسی آلہ طلباء کیلئے دلچسپی کا سامان ہوتا ہے اور دیکھ کر سیکھنا بھی آسان ہوتا ہے اسلئے کہہ سکتے ہیں کہ تدریسی واکتسابی عمل کو تدریسی آلہ سہل وآسان بناتا ہے ساتھ ہی ساتھ اکتسابی عمل کو پر کشش بھی بناتا ہے۔

4۔ تدریسی آلہ کی مدد سے اصطلاحات اور مجرد تصورات بڑی اچھی طرح واضح ہوجاتی ہیں۔ تدریسی آلہ کے ذریعہ اصطلاحات، تصورات وغیرہ کو آسانی سے واضح کیا جاسکتا ہے۔ کمرہ جماعت میں جب معلم کوئی بھی نئی تصوارات کو پڑھانا شروع کرتا ہے تو طلباء کے لئے بھی بالکل نیا ہوتا ہے جسے تقریبی تدریس کے ذریعہ سمجھنے میں اسے مشکلوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اگر تدریسی آلہ کے ذریعہ نئی تصوارات کو پڑھایا جاتا ہے تو طلباء اسے با آسانی سمجھ جاتے ہیں۔

5۔ تدریسی آلہ طلباء کے اندر خود اکتسابی اور تعمیری صلاحیتوں کو ابھارتا ہے۔ چونکہ تدریسی آلہ سے بچے کوئی بھی مضمون اچھے طریقے سے اور آسانی کے

ساتھ سیکھ پاتے ہیں اور انکے اندر تدریسی آلہ کے ذریعہ دلچسپی بھی پیدا ہوتی ہے جس وجہ سے خود اکتساب کی طرف مائل ہوتے ہیں جس سے انکے اندر چھپی ہوئی صلاحیتوں کو فروغ دینے میں مدد ملتا ہے۔

6۔ تدریسی آلہ طلباء کو تعلیمی مسائل حل کرنے میں مدد کرتا ہے۔تدریسی آلہ کے ذریعہ طلباء اپنے تعلیمی مسائل کو بھی حل کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ کسی بھی مضمون کو تدریسی آلہ کے ذریعہ سمجھنا کافی سہل ہوتا ہے اسلئے طلباء کو جب کسی مضمون کو سمجھنے میں پریشانی ہوتی ہے تو وہ تدریسی آلہ کے ذریعہ آسانی سے سمجھ لیتے ہیں۔

7۔ یہ طلباء کے پیدائشی رجحان کو مطمئن کرتا ہے۔نفسیاتی طور پر دیکھا جائے تو بچوں کے اندر سامان یا آلہ سے کھیلنے کا رجحان ہوتا ہے۔ بچہ سامانوں کے ذریعہ بہت شروعاتی تعلیم حاصل کرتا ہے۔اس اعتبار سے دیکھا جائے تو تدریسی آلہ بچوں کے پیدائشی رجحان کو مطمئن کرتا ہے۔

8۔ تدریسی آلہ کی مدد سے وقت کی بچت ہوتی ہے۔تدریسی آلہ کے ذریعہ کمرہ جماعت میں درس وتدریس کرنے سے وقت کی بچت ہوتی ہے۔تدریسی آلہ کے ذریعہ کم وقت میں طلباء کو مضمون کے پیچیدہ تصورات کو آسانی سے طلباء کو سمجھایا جاسکتا ہے اور اس طرح سے درس وتدریس کرنے سے بچوں کو سمجھنے میں بھی آسانی ہوتی ہے اور وہ جلد سیکھ اور سمجھ جاتے ہیں۔

9۔ تدریسی آلہ طلباء کے لئے ایک محرکہ کی حیثیت رکھتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ ان کو چاک وچوبند بنا دیتا ہے۔تدریسی آلہ معلم کے ساتھ ساتھ طلباء بھی تیار کرتے ہیں اور اسکے ذریعہ کمرہ جماعت میں علم حاصل کرتے ہیں۔تدریسی آلہ طلباء کو چاک وچوبند بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

10۔ تدریسی آلہ بچوں کے اندر تجسس پیدا کردیتا ہے، جس کی وجہ کر وہ مختلف مضامین کی ہیت کو جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔ چونکہ تدریسی آلہ بچوں کے اندر دلچسپی اور تجسس پیدا کرتا ہے اور وہ سیکھنے کی طرف مائل ہوتے ہیں جس کی وجہ سے انکے علم کو فروغ ملتا ہے۔تدریسی آلہ چونکہ دلچسپی کا باعث ہے اس لئے طلباء مضامین کی ہیت کو جاننے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں جو انکے علمی وذہنی فروغ کے لئے اہم ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ:

(1) تدریسی آلات ایک معلم کے لئے کیوں مددگار ثابت ہوتے ہیں؟

(2) تدریسی آلہ اکتسابی عمل کو آسانی اور پُرکشش بناتا ہے۔وضاحت کیجئے؟

7.7 تدریسی معاون اشیاء

7.7.1 درسی آلات کے اقسام

1) سمعی: ایسے آلات جنہیں سنا جاتا ہو جیسے۔ریڈیو، ٹیپ ریکارڈ روغیرہ

2) بصری: ایسے آلات جنہیں دیکھا جاتا ہے جیسے۔تصویر، گلوب اور نقشہ وغیرہ

3) سمعی وبصری: ایسے آلات جنہیں سننے کے ساتھ دیکھا بھی جاسکتا ہے جیسے۔ٹی۔وی، کمپیوٹر وغیرہ

ریڈیو، ٹیپ ریکاڈر، گراموفون، سی ڈیز سن کر سیکھنے میں مدد کرتی ہے۔ یہ سمعی آلات ہیں۔ بصری آلات جیسے چارٹ، ماڈل، گراف، تختہ سیاہ، فلم اسٹریپ، پروجیکٹر وغیرہ جن کو دیکھ کر اکتساب میں مدد لی جاتی ہے۔سمعی وبصری ایسے آلات ہیں جس میں ایسے آلات کا استعمال کیا جاتا ہے جسے سننے کے ساتھ ساتھ دیکھا بھی جاسکے۔ اسے سمعی وبصری آلات کہتے ہیں ٹیلی ویژن، سنیما اور ڈرامہ وغیرہ۔اسے اکتسابی عمل کو فروغ دینے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ہم سنا ہوا بھول جاتے ہیں، پڑھا ہوا کم عرصہ تک ہی یاد رہتا ہے لیکن اس عمل کے ذریعہ اکتساب کیا گیا علم دیر تلک محفوظ رہتا ہے۔

7.7.2 سمعی آلات

1) ریڈیو:

ریڈیو ایک بہت ہی پرانا سننے والا آلہ ہے۔ ریڈیو پر بہت سارے تعلیمی پروگرام نشر ہوتے رہتے ہیں جنہیں سنا کر طلباء کے تعلیمی صلاحیت کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔ یہ نشر کافی صاف وسہل ہوتے ہیں اور نصابی جانکاریاں فراہم کراتے ہیں۔ ریڈیو سننے سے سننے اور سمجھنے کی صلاحیت کا فروغ ہوتا ہے۔

2) ٹیپ ریکارڈ:

اسکے ذریعہ پروگرام یا تقریر کو ٹیپ کر کے رکھتے ہیں اور حسب ضرورت طلباء کو کمرہ جماعت میں سنایا جاتا ہے۔ اسکے ذریعہ غزلیں، نظمیں، مشاعروں اور تقریروں کو آسانی کے ساتھ ریکارڈ کر کے رکھا جاسکتا ہے اور ضرورت کے مطابق طلباء کو سنایا جاسکتا ہے اس سے تلفظ کی صحیح ادائیگی اور زبان و بیان کی درستگی میں کافی مدد ملتی ہے۔

7.7.3 بصری آلات

1) بلیک بورڈ:

تختہ سیاہ کمرہ جماعت میں درس وتدریس کا ایک اہم آلہ ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ ہندوستان کے بہت سے اسکولوں میں آج بھی تختہ سیاہ موجود نہیں ہیں۔ تعلیمی کمیشن میں تختہ سیاہ کی اہمیت کو بتاتے ہوئے لکھا ہیکہ "ہمارے بیشتر اسکولوں میں خاص کر بنیادی اسکولوں میں آج بھی تختہ سیاہ کی کمی ہے" جبکہ بنیادی اسکولوں میں تختہ سیاہ درس وتدریس میں کافی اہمیت رکھتا ہے۔ تختہ سیاہ کے استعمال کے بغیر تعلیم دینا نہایت ہی مشکل کام ہے۔ کمرہ جماعت میں معلم تختہ سیاہ میں لکھ کر، تصویر بنا کر طلباء کو سمجھاتے ہیں جو طلبہ کو سمجھنے میں کافی مددگار ثابت ہوتا ہے۔

2) چارٹ پیپر:

زبان کے مطالعہ میں چارٹ پیپر کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اکثر و بیشتر چارٹ پیپر میں شخصیت کی تصویر جگہ اور چیزوں کے تصویریں بنائی جاتی ہے۔ چارٹ پیپر کے ذریعہ مضمون کے مختلف نکات کو بھی درج کر کے کمرہ جماعت میں درس وتدریس کا کام انجام دیا جاتا ہے۔ اسکے علاوہ چارٹ پیپر میں ٹیبل، تاریخ وارانہ تفصیل وغیرہ بھی درج کئے جاتے ہیں۔

3) حقیقی اشیاء:

درس وتدریس کے درمیان حقیقی اشیاء کو بھی تدریسی آلہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ جو کافی اثر دار اور کم خرچ والا ہوتا ہے۔ حقیقی اشیاء میں قلم، کتاب، ٹیبل یا دیگر اور بھی حقیقی اشیاء کا مظاہرہ درس وتدریس کے درمیان معلم کرتا ہے۔ حقیقی اشیاء کے ذریعہ درس وتدریس کرنے سے سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہیکہ کے طلبہ حقیقی اشیاء کے ذریعہ حقیقی علم حاصل کر لیتے ہیں اور سامان محفوظ بھی رہتا ہے جسے دوبارہ پھر سے استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔

4) نمونے:

زبان کے درس وتدریس میں ماڈل کی اہمیت بہت زیادہ نہیں ہے لیکن زبان کی درس وتدریس میں اسکی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔ جب معلم کو حقیقی اشیاء مہیا نہیں ہو پاتا یا حقیقی اشیاء کا کمرہ جماعت میں مظاہرہ کرنا ممکن نہیں ہوتا ہے تب معلم اسکے نمونے کو درس وتدریس کے درمیان استعمال میں لاتا ہے۔ نمونہ حقیقی اشیاء کا چھوٹا شکل ہوتا ہے۔ نمونے بازار میں بنے بنائے بھی ملتے ہیں اور معلم و طلباء بھی نمونے بناتے ہیں خود سے بنائے گئے نمونے کو درس و تدریس کے درمیان زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ نمونہ کے استعمال میں اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ اس کا استعمال سہل و آسان ہو اور طلباء کے علم میں اضافہ کرنے والا ہو۔ زبان میں ہم تہذیب وثقافت، تاریخی چیزوں کے ماڈل کو پیش کیا جاسکتا ہے۔

5) نقشہ:

نقشہ کلینڈر کی طرف دیکھنے والا ایک ایسا اشیاء ہے نقشے کا اکثر استعمال سماجی علوم کے مضمون میں کیا جاتا ہے۔زبان وادب میں اس کا استعمال بہت ہی کم ہے۔زبان وادب میں نقشے کے ذریعہ اردو زبان وادب کے دائرہ کار کو سمجھ سکتے ہیں اور اسکے فروغ وترقی کی تاریخ اور جغرافیائی حالات کو سمجھ سکتے ہیں۔

6) پوسٹر:

پوسٹر ایک چارٹ کی طرح کاغذ یا کورٹ پر بنایا گیا اشیاء ہے اس کا استعمال اشاعت کے لئے کیا جاتا ہے۔پوسٹر میں اشیاء شخصیت، مقام، حادثوں سے متعلق تصویریں بنا کر دیکھائی جاتی ہے۔درس وتدرس میں پوسٹر کی اہمیت کافی اہم ہے کیونکہ یہ بہت آسانی سے تیار کیا جاسکتا ہے۔اور اسے کمرہ جماعت میں مظاہرہ کرنے میں سہولت ہوتی ہے۔اسکے بنانے میں خرچ بھی بہت کم آتی ہے۔پوسٹر میں ہم مصنف کے تصاویر، شاعروں کی تصاویر وغیرہ اب اسانی سے بنا سکتے ہیں۔

7) گلوب:

یوں تو گلوب کا استعمال جغرافیہ اور تاریخ پڑھانے میں زیادہ استعمال کیا جاتا ہے۔ادب میں اس تدریسی آلہ کا رول زیادہ اہمیت کا حامل نہیں ہے۔ اسلئے اسکا استعمال زبان وادب کے تدریس میں بہت ہی کم دیکھنے کو ملتا ہے۔

8) رولر بورڈ:

رولر بورڈ کا استعمال زبان وادب پڑھانے میں آسانی سے کیا جاسکتا ہے۔اس کا استعمال کمرہ جماعت میں معلم آسانی کے ساتھ کرتا ہے۔لولر بورڈ میں معلم تصاویر، اشعار، الفاظ ومعنیٰ وغیرہ درج کر کمرہ جماعت میں مظاہرہ کرسکتا ہے۔چونکہ اس پر لکھے ہوئے الفاظ یا تصاویر کو مٹا کر پھر دوبارہ سے ہم استعمال کرسکتے ہیں اسلئے یہ کافی کفایتی ہوتا ہے۔

7.7.4 سمعی وبصری آلات

1) ٹیلی ویزن:

ٹیلی ویزن ایک تکنیکی آلہ ہے۔اس کا استعمال زبان وادب کی تعلیم میں کافی اہمیت کا حامل ہے۔چونکہ زبان وادب میں طلباء کو زبان پڑھنا اور بولنا سیکھایا جاتا ہے۔ٹیلی ویزن کے ذریعہ تلفظ کی آدائیگی، لہجے کا اتار چڑھاؤ آسانی سے سیکھایا جاسکتا ہے۔ٹیلی ویژن پر زبان وادب سے متعلق پروگرام بھی اشاعت ہوتے رہتے ہیں جو زبان وادب کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اور طلباء کے لئے بھی کافی مفید ہوتی ہیں۔اسکولوں میں ٹیلی ویزن پر ادبی فلمیں، تقریریں وغیرہ دیکھا کر بچوں کو زبان وادب سیکھایا جاتا ہے۔ٹیلی ویژن ایسا آلہ ہے جسمیں بچے دیکھ کر اور سن کر دونوں طریقے سے سیکھتے ہیں۔اسلئے طلباء کو کمرہ جماعت میں معلم کے ذریعہ پڑھائے گئے مضمون کو آسانی سے سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

2) ویڈیو:

زبان وادب کے درس وتدریس میں ویڈیو کا اہم رول ہے۔اسکے ذریعہ طلبہ کو زبان سے متعلق ویڈیو دیکھا کر انکو بولنا سیکھایا جاتا ہے۔صحیح تلفظ کی ادائیگی کے ساتھ بولنے کی مہارت حاصل کرنے میں ویڈیو بہت ہی کارآمد ثابت ہوتا ہے۔ویڈیو کے ذریعہ طلبہ کے شخصیت کے فروغ کا بھی کام لیا جاتا ہے۔ مختلف طرح کی ادبی فلمیں اور ڈاکومینٹری فلمیں ویڈیو پر دیکھا کر طلبہ کے علم کو اضافہ کرنے میں مدد ملتا ہے۔ویڈیو ایک بہترین تدریسی آلہ ہے۔یہ کمرہ جماعت میں طلبہ کے نادر دلچسپی کا باعث بنتا ہے۔نفسیاتی طور پر بچے ویڈیو دیکھنا زیادہ پسند کرتے ہیں اسلئے اسکے ذریعہ ہم زبان وادب کی تدریس بہتر طریقے سے کرسکتے ہیں۔

3) ڈرامہ:

ڈرامہ کے ذریعہ بھی کمرہ جماعت میں درس وتدریس کا کام لیا جاتا ہے۔کمرہ جماعت میں معلم عنوان کے مطابق تدریسی آلہ ڈرامہ کا استعمال کرتا ہے۔اسمیں طلبہ کوڈرامہ کے ذریعہ سبق کوسمجھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ڈرامہ کر کے سیکھنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ یہ طلبہ مرکوز تدریسی آلہ ہے۔اسمیں طلبہ پوری طرح سے ملوث ہوتے ہیں اوردلچسپی کے ساتھ اپنے سبق کوسیکھتے ہیں۔ڈرامہ کے ذریعہ طلبہ کی شخصیت کے فروغ میں بھی کافی مدد ملتا ہے۔اسمیں بچے بولنا اچھی طرح سے سیکھتے ہیں۔تلفظ کی آدائیگی ،زبان کالب ولہجہ وغیرہ سیکھنے میں ڈرامہ نہایت ہی کارگر آلہ ہے۔لیکن معلم کواس بات کا خیال رکھنا چاہیے کی ڈرامہ ہر سبق کے لئے مناسب نہیں ہوتا ہےاوراسمیں وقت بھی زیادہ لگتا ہےاسلئے موقع اوروقت کی مناسبت سے استعمال کیا جانا چاہیے۔

4) فلم:

فلم دلچسپی اورتفریح کا بہترین آلہ ہے۔نفسیاتی طور پرطلبہ کوفلم دیکھنے میں دلچسپی ہوتی ہے۔فلم کوبھی کمرہ جماعت میں تدریسی آلہ کےطور پراستعمال کیا جاسکتا ہے۔زبان وادب میں فلم ایک بہترین آلہ ہے۔اسمیں مختلف طرح کی ادبی فلمیں ،ڈاکومنٹری فلمیں ،ادبی تقریریں وغیرہ دکھا کربچوں کوزبان وادب سیکھایا جاتا ہے۔فلم کے ذریعہ طلباء کی شخصیت کوبھی فروغ ملتا ہے۔حقیقی زندگی کے مختلف پہلوؤں کوفلم کے ذریعہ آسانی سے سیکھائی جاسکتی ہے۔فلم آج کے دورکا بےحداہم تکنیک ہے۔زبان وادب کےتدریس میں فلم کا استعمال موقع اورسبق کے مناسبت سے معلم کواستعمال کرنا چاہیے۔

5) کمپیوٹر:

کمپیوٹر جدیددورکا اہم ایجاد ہے۔اسکے ذریعہ زندگی میں بہت سے بدلاؤ دیکھنے کومل رہے ہیں۔کمپیوٹر کے ذریعہ ہم لکھنا، پڑھنا اور بولنا آسانی سے سیکھ سکتے ہیں۔کیونکہ کمپیوٹر لکھنے پڑھنے کے علاوہ ٹیلی ویزن کےطور پربھی کام کرتا ہے۔آج کے انٹرنیٹ دور میں کمپیوٹر سیکھنے کا اہم آلہ ہے۔زبان وادب سے متعلق مختلف جانکاریاں آسانی سے انٹرنیٹ کے ذریعہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔جیسے اردوکی ابتدا،نشوونما اوراردو کےمختلف شاعروں ومصنفوں کے بارے میں آسانی سے معلومات حاصل کیا جاسکتا ہے۔کمپیوٹر پڑھنے لکھنے کے علاوہ تحقیق کرنے ،امتحان لینے اورخودکا جانچ کرنے میں بھی کافی مدد کرتا ہے۔موجودہ دورمیں کمپیوٹر کا دائرہ اتنا وسیع ہوچکا ہے کہ اس کے استعمال کے بغیر روزمرہ کی زندگی میں خاص کر تعلیمی صوبے میں آگے نہیں بڑھ سکتے۔تعلیم کے بغیر ترقی ناممکن ہے۔ اسلئے معلم کواچھی طرح سے کمپیوٹر کی جانکاری ہوناضروری ہےتا کہ وہ اسکا استعمال کمرہ جماعت میں بہترین اورموثر طریقے سے کرسکےاوراپنے طلبہ کوبھی اسکا علم دے سکے۔

6) پروجیکٹر:

پروجیکٹر کمرہ جماعت میں درس وتدریس کے دوران استعمال کئے جانے والا ایک جدیدآلہ ہے۔اس کے استعمال سے کمرہ جماعت میں درس و تدریس کافی دلچسپ اورموثر ہوجاتی ہے۔پروجیکٹر کے ذریعہ کمرہ جماعت میں تدریس کرنے سے بچوں کوسبق کے اہم نقطوں کوسمجھنے میں کافی مدد ملتا ہے۔ پروجیکٹر میں اہم نکات کوپردے پر دیکھایا جاتا ہےجس سے بچے آسانی سے دیکھتے رہتے ہیں۔اس سے ان کا ذہن ان نکات پردیرتک قائم رہتا ہےجس سے انکےعلم میں اضافہ ہوتا ہے۔اسلئے معلم کوبھی پروجیکٹر کا علم ہوناضروری ہے۔آج کے جدید تکنیکی دور میں پروجیکٹر درس وتدریس کے لئے اسکا استعمال کافی اہمیت رکھتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ:

(1) معلم اُردوریڈیوکوکیوں ایک درسی آلہ کےطور پراستعمال کرسکتا ہے؟

(2) کمرہ جماعت کی تدریس میں ڈرامہ کی پیشکشی کی اہمیت پرروشنی ڈالئے؟

7.8 کمرہ جماعت میں درسی امدادی اشیاء کا موثر استعمال

درسی امدادی اشیاء کے استعمال سے کمرہ جماعت میں موضوع کو سمجھانے اور سمجھنے میں کافی مدد ملتی ہے۔معلم کو اس کا استعمال سبق کی ضرورت اور مناسبت سے کرنا چاہیے۔ساتھ ہی جتنی دیر ضرورت ہو اتنا ہی استعمال کرنا چاہیے۔امدادی اشیاء ایسی ہونی چاہیے جو تعلیمی لحاظ سے مفید اور طلباء کے سیکھنے میں مدد دے ورنہ چند چیزوں کے مظاہرے سے کوئی فائدہ طلباء کو نہیں ہوتا ہے۔امدادی اشیاء خوبصورت، صاف اور موزوں ہونا چاہیے۔درسی آلات طلباء کی عمر، درجہ اور ذہنی سطح کے مطابق ہی استعمال کرنا چاہیے۔ایک ہی موضوع یا سبق میں بہت سے تدریسی اشیاء کے استعمال سے گریز کرنا چاہیے۔اس سے طلباء کو سمجھنے میں پریشانیاں آسکتی ہے۔جہاں تک ہو سکے تدریسی امدادی اشیاء معلم کو خود سے بنا کر پیش کرنا چاہیے۔تدریسی اشیاء بناتے وقت اس بات کا ضرور خیال رکھا جانا چاہئے کہ اس کو بنانے میں کم سے کم خرچ ہو۔معلم کو کمرہ جمات میں استعمال کئے جانے والے تدریسی اشیاء میں اس بات کا ضرور خیال رکھنا چاہیے کہ تدریسی اشیاء میں درج نقطے یا تصاویر صاف صاف ہونی چاہیے تاکہ کمرہ جمات میں آخری سطر میں بیٹھے طلباء کو صاف صاف دیکھائی دے۔تدریسی اشیاء کو دیکھنے میں کسی بھی طالب علم کو کوئی پریشانی نہیں ہونی چاہیے۔

یوں تو ادب یا دیگر مضامین میں تدریسی امدادی اشیاء کے استعمال کی کافی گنجائش ہوتی ہے اور یہ آسانی سے مل بھی جاتے ہیں مگر ادب میں خاص کر اردو ادب میں دیگر مضامین کے مقابلے بہت کم تدریسی اشیاء موجود ہوتے ہیں۔پھر بھی تھوڑی بہت کوشش سے بنیادی تدریسی امدادی اشیاء کا انتظام کیا جا سکتا ہے۔تدریسی امدادی اشیاء کے استعمال سے زبان کی مختلف مہارتوں کو فروغ دیا جا سکتا ہے۔اسکے استعمال سے طلباء میں ادبی ذوق بھی پیدا کیا جا سکتا ہے۔ تدریسی اشیاء کا استعمال کمرہ جماعت میں نظم وضبط کو قائم رکھنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ:

(1) درسی امدادی اشیاء کے موثر استعمال کی اہمیت بتایئے؟

7.9 خلاصہ:

اس اکائی کا مطالہ کرنے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ تعلیم حاصل کرنے کے درمیان درسی کتاب کی اہمیت بہت ہی زیادہ ہے۔کسی بھی درجے کی درس وتدریس میں درسی کتاب اہم رول ادا کرتی ہے۔بغیر درسی کتاب کے تعلیمی مقاصد کو حاصل کرنا ممکن نہیں۔درسی کتاب طلباء کے ساتھ ساتھ معلم کی بھی رہنمائی کرتی ہے۔

جہاں تک تدریسی اشیاء کا سوال ہے یہ کمرہ جمات میں درس وتدریسی عمل کو موثر بنانے میں کارآمد ہوتی ہیں۔تدریسی اشیاء معلم کے لئے جتنی اہمیت رکھتی ہے اتنی ہی طلباء کے لئے بھی اہمیت رکھتی ہے۔تدریسی اشیاء تدریسی عمل کو دلچسپ اور موثر بناتی ہیں،اس لئے معلم کو اس کا استعمال کرنا چاہیے۔

اب آپ کو مندرجہ ذیل جانکاریاں حاصل ہو چکی ہیں۔

1) درسی کتاب کی مفہوم اہمیت

2) معیاری درسی کتاب کی خصوصیات

3) درسی کتاب کا تنقیدی جائزہ

4) درسی وتدریسی آلات کے مفہوم،ضرورت واہمیت

5) تدریسی معاون اشیاء کے اقسام واستعمال

7.10 فرہنگ:

درسی کتاب	:	کمرہ جماعت میں نصاب کے متعلق درس و تدریس کے درمیان استعمال کی جانے والی کتاب
اکتساب	:	حاصل کرنا
منظّم	:	موزوں کلام، انتظام کے ساتھ ہو
مخصوص	:	خاص کی جمع
سمت	:	جانب، طرف، رخ
سطور	:	سطر کی جمع
تفویض	:	سپردگی، حوالگی، تحویل
مشق	:	بار بار کوئی کام کرنا
متعلم	:	تعلیم حاصل کرنے والا، طالب علم
افراد	:	فرد کی جمع
ظاہری	:	دیکھائی دینے والا، کھلا ہوا
باطنی	:	اندرونی
نتائج	:	نتیجہ کی جمع
سہ	:	تین
متغیر	:	بدلا ہوا، تبدیل شدہ
عمدہ	:	بہتر
طباعت	:	پرنٹنگ، چھپائی

7.11 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں:

ان سوالوں کا جواب دیں۔

سوال 1۔ درسی کتاب کے مفہوم و اہمیت کو بیان کریں؟

سوال 2۔ درسی کتاب کی خصوصیات کو تفصیل سے لکھیں؟

سوال 3۔ تدریسی آلہ کسے کہتے ہیں؟ تدریسی آلہ کے قسموں کو لکھیں۔

سوال 4۔ ایک معلم کے طور پر کمرہ جماعت میں تدریسی آلہ کا استعمال آپ کس طرح کریں گے؟ تفصیل سے لکھیں۔

سوال 5۔ درس وتدریس میں تدریسی آلہ کی اہمیت کو بتائیں؟

7.12 سفارش کردہ کتابیں:

1) ڈاکٹر ریاض احمد۔ اردو تدریس، جدید طریقے اور تقاضے۔ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی۔ 2003

2) زبیدہ حبیب۔ تدریس اردو۔ ادبستان پبلی کیشن، دہلی۔ 2012

3) عمیر منظر۔ اردو زبان کی تدریس اور اس کا طریقۂ کار۔ شپرا پبلی کیشن۔ 2009

4) معین الدین۔ اردو زبان کی تدریس۔ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان۔ نئی دہلی۔ 1983

5) پروفیسر انعام اللہ خاں شروانی۔ تدریس زبان اردو۔ آفسٹ آرٹ پرنٹرس۔ کلکتہ۔ 1989

6) اردو کی تدریس۔ نظامت فاصلاتی تعلیم۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد

اکائی۔8 : نصاب اور ہم نصابی سرگرمیاں

ساخت:

8.1 تمہید

8.2 مقاصد

8.3 نصاب کا مفہوم

8.4 نصاب کے اجزاء

8.5 نصاب کو تعین کرنے والے عوامل

8.6 اردو نصاب کی تدوین کے اصول

8.7 ہم نصابی سرگرمیاں: مفہوم، اہمیت وضرورت

8.8 ہم نصابی سرگرمیوں کے مختلف اقسام

8.9 اردو زبان کے فروغ میں معاون ہم نصابی سرگرمیاں

8.10 خلاصہ

8.11 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں

8.12 سفارش کردہ کتابیں

8.1 تمہید:

تعلیمی عمل میں تین اجزاء خصوصی اہمیت کے حامل ہیں ۔مقصد کا تعین، نصاب اور طریقۂ تدریس ۔مقاصد تعلیم کا تعین ملک ،سماج اور افراد کی ضروریات کو مدنظر رکھ کر کیا جاتا ہے۔ان مقاصد کے حصول کے لئے نصاب کی تدوین کی جاتی ہے۔کیوں کہ یہ مقاصد کے حصول کا اہم ذریعہ ہے۔نصاب کی مناسبت سے ایک استاد طریقۂ تدریس کا انتخاب کرتا ہے جو اس نصاب کو سمجھنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔

نصاب ایک ایسا وسیلہ ہے۔جس کی بنیاد پر استاد اور شاگرد دونوں کو اپنے راستے کی سمت کا علم ہوتا ہے۔استاد یہ جانتا ہے کہ اسے کیا پڑھانا ہے اور طلبا کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ انھیں کیا پڑھنا ہے۔اس لئے ہر سطح کی تعلیم کے لئے ایک عمدہ نصاب کی ضرورت ہوتی ہے۔عمدہ نصاب کا دارومدار اس بات پر منحصر کرتا ہے کہ نصاب کی تدوین کے وقت ہم نے تعلیم کے مقاصد کو ملحوظ خاطر رکھا ہے۔جیسا کہ ہمیں معلوم ہے تعلیم کے مختلف سطحوں پر مقاصد الگ الگ ہوتے ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ طلباء کی ذہنی صلاحیت، دلچسپیاں، معلومات کی سطح، رجحانات اورضروریات وغیرہ مختلف ہوتے ہیں۔اس لئے تدوین نصاب کے وقت ان تمام امور کو ذہن میں رکھنا چاہیئے ۔جس کی مدد سے مناسب وموزوں نصاب کی تدوین کی جاسکے۔

شخصیت کی ہمہ جہت نشوونما کے لئے کمرۂ جماعت کے اندراور کمرۂ جماعت کے باہر دونوں قسم کی سرگرمیوں کا ہونا لازمی ہے۔کمرۂ جماعت کے اندر ہونے والی سرگرمیوں کو ہم نصابی سرگرمی کہتے ہیں۔جس کی مدد سے ہم طلباء کی ذہنی نشوونما کو فروغ دیتے ہیں۔کمرۂ جماعت کے باہر اسکولی احاطے میں ہونے والی دوسری سرگرمیوں کو جن میں کھیل کود، ادبی وثقافتی پروگرام وغیرہ شامل ہیں، ہم انھیں ہم نصابی سرگرمیاں کہتے ہیں۔ان تمام سرگرمیوں سے طلباء کی مجموعی شخصیت کو مزید نکھار اور پروان چڑھایا جاسکتا ہے۔

اس اکائی میں ہم آپ کو نصاب کا مفہوم، نصاب کے اجزاء، نصاب کو تعین کرنے والے عوامل، اردو نصاب کی تدوین کے اصول، ہم نصابی سرگرمیوں کی اہمیت وضرورت، ہم نصابی سرگرمیوں کے مختلف اقسام اور اردو زبان کے فروغ میں معاون ہم نصابی سرگرمیوں سے متعارف کرائیں گے۔

8.2 مقاصد

اس اکائی کو مکمل کر لینے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- ☆ نصاب اور ہم نصابی سرگرمیوں کا مفہوم وتعریف بیان کرسکیں۔
- ☆ نصاب اور ہم نصابی سرگرمیوں کی اہمیت وافادیت کو سمجھا سکیں۔
- ☆ نصاب کے بنیادی اجزاء کو واضح کرسکیں۔
- ☆ نصاب کو تعین کرنے والے عوامل سے واقفیت حاصل کرسکیں۔
- ☆ اردو نصاب کی تدوین کے اصول سے روشناس ہوسکیں۔
- ☆ ہم نصابی سرگرمیوں کے مختلف اقسام کی معلومات حاصل کرسکیں۔
- ☆ اردو زبان کے فروغ میں معاون ہم نصابی سرگرمیوں سے واقف ہوسکیں۔

8.3 نصاب کا مفہوم

لفظ نصاب کو انگریزی میں Curriculum کہتے ہیں جو کہ لاطینی زبان Currere سے ماخوذ ہے جس کے معنیٰ ہیں ''عمل کا راستہ'' لغوی اعتبار سے کسی منزل یا ہدف کو حاصل کرنے کے لئے جو عمل کیا جاتا ہے وہ نصاب ہے۔زمانہ قدیم میں گھوڑوں کی دوڑ کا مقابلہ منعقد کیا جاتا تھا اور جس راستے سے گزرتے ہوئے گھوڑے اپنی منزل تک پہنچتے تھے اس کو نصاب کہا جاتا تھا۔

اگر اس تصور کا ہم تعلیم میں اطلاق کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ تعلیمی مقاصد کے حصول میں کی جانے والی کوشش یا سرگرمی کا نام ہی نصاب ہے یا نصاب ہی ذریعہ ہم تعلیم کے مقاصد کو حاصل کرتے ہیں جو کہ مختلف سرگرمیوں پر منحصر ہوتی ہے۔ابتدائی زمانے میں فقط اسکول یا کمرۂ جماعت میں جو مضامین طلبہ کو پڑھائے جاتے تھے وہی نصاب کہلاتے تھے اور اس کا مقصد طلبہ کی ذہنی نشوونما تھا۔یہ نصاب کا محدود تصور تھا جس کے مطابق نصاب سے مراد یہ چند افعال ہوتے تھے۔

- ☆ اسکولوں میں پڑھائے جانے والے مختلف مضامین۔
- ☆ اسکول کا تحریری کام و دیگر مطالعاتی مواد۔
- ☆ کمرۂ جماعت میں فراہم کیا جانے والا تدریسی تجربہ۔

وقت کے ساتھ نصاب کے مفہوم میں وسعت آتی گئی اور اس کے اندر وہ تمام سرگرمیاں شامل ہوگئیں جو کمرۂ جماعت کے اندر اور باہر منعقد ہوتی تھیں اور طلبہ کی ہمہ جہت نشو ونما یعنی کہ ذہنی، جسمانی، جذباتی، اخلاقی، وروحانی وغیرہ میں معاون و مددگار رہوتی تھیں۔غرض نصاب صرف اسکول میں معلومات دینے کا تدریسی عمل نہیں بلکہ مختلف کاموں اور تجربات کے ذریعہ جو کچھ اسکول کے اندر اور باہر بچّہ کو سکھایا جاتا ہے اپنے ساتھیوں، بزرگوں اور سماج کے دیگر افراد کے ساتھ اس کا برتاؤ اور ماحول وواقعات کو سمجھنا یہ سب کچھ نصاب کا ایک حصّہ ہے۔

نصاب کی تعریف:

مختلف ماہرین نے اپنے اپنے طور پر نصاب کی تعریف پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔جن میں کچھ اہم تعریفیں نیچے پیش کی جارہی ہیں:

البرٹی کے مطابق ۔نصاب ان تمام سرگرمیوں کا نام ہے جو طلبہ کے لئے اسکول فراہم کرتا ہے۔

ریگن کے مطابق۔نصاب بچّوں کے تجربات سے عبارت ہے اور یہ ایک ایسا تحریری تعلیمی منصوبہ ہے جو اسکول کے بچّوں کے لئے مرتّب کیا گیا ہو۔

کننگھم کے مطابق ۔ نصاب ایک فنکار یعنی معلّم کے ہاتھ میں ایک آلہ ہے جس کے ذریعہ وہ اپنی شئی (طالب علم) کو اپنے مقصد کے تحت بنا سکتا ہے۔ ثانوی تعلیمی کمیشن (54-1952) ۔ نصاب سے مراد محض علمی مضامین ہی نہیں جو کہ روایتی طریقوں پر مدرسوں میں پڑھائے جاتے ہیں بلکہ اسکول کے مختلف مشاغل جو کمرۂ جماعت، لائبریری، لیباریٹری، ورکشاپ، کھیل کے میدان نیز اساتذہ اور طلبہ کے درمیان پیش آنے والی غیر رسمی گفتگو کے نتیجے میں حاصل ہونے والے تجربات ہیں۔

مذکورہ بالا تعریفوں سے ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ اسکول کے ذریعہ اسکول کے اندر اور باہر کی جانے والی سرگرمیوں کے ذریعہ بچوں کے کردار و عمل میں مناسب ومتوقع تبدیلیاں پیدا کرنے کی مجموعی کوششوں کا نام نصاب ہے جو طالب علم کی زندگی پر اثر ڈالتی ہیں اور اس کی متوازن شخصیت کی نشو ونما میں معاون ہوتی ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ:

(1) نصاب کی کوئی دو تعریفوں کی روشنی میں نصاب کے مفہوم کو واضح کیجئے؟

8.4 نصاب کے اجزاء:

نصاب کے بنیادی اجزاء درج ذیل ہیں:

1۔ مقاصد 2۔ مضامین

3۔ تعلیمی تجربات 4۔ جانچ

مقاصد: نصاب کے بنیادی اجزاء میں مقصد کو مرکزیت حاصل ہے۔اس میں طلبہ کی عمر، دلچسپی اور رجحانات کو سامنے رکھ کر مخصوص مقاصد کے تحت نصاب کی تشکیل دیا جاتا ہے۔ یہ مقاصد طلبہ کی ذہنی، جسمانی، تعلیمی سطح کی مناسبت سے پورے کئے جاتے ہیں۔ چوں کہ مختلف سطح پر تعلیمی مقاصد ایک دوسرے الگ ہوتے ہیں اس لئے ان کا نصاب بھی مختلف ہونا چاہیئے جو اس سطح کے طلبہ اور سماج کی ضروریات عین مطابق ہوں۔

مضامین: مقاصد کے تعین کے بعد اس کی تکمیل کے لئے مختلف مضامین کا انتخاب کیا جاتا ہے۔مضامین ایسے ہونے چاہیئے جن سے طلبہ کی شخصیت کی ہمہ جہت نشو ونما ہو سکے۔مضامین کا انتخاب کرتے وقت طلبہ کی ضروریات، دلچسپیوں کے ساتھ ساتھ سماجی ضروریات کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیئے۔

تعلیمی تجربات: مضامین کے انتخاب کے بعد نصاب کے اجزاء میں تعلیمی تجربات ایک اہم جز ہے۔اس میں معلم کی تدریسی اور طلبہ کی اکتسابی سرگرمیاں شامل ہوتی ہیں۔طلبہ کو کیا اور کس طرح پڑھانا ہے۔ یہ مضامین کا انتخاب کرتے وقت ہی کر لیا جاتا ہے۔کیوں کہ مختلف مضامین پڑھانے کے طریقہ کا

ربھی مختلف ہوتے ہیں۔اس لئے تدریس کے دوران مضامین کی نوعیت اور بچوں کی دلچسپی، عمر اور تعلیمی سطح کا خیال رکھا جاتا ہے۔معلم کو چاہیئے کہ طلبہ میں صحت مند تبدیلیاں اور صلاحیتیں پیدا کرنے کے لئے ان کی نفسیات کے مطابق تعلیمی تجربات کا انتخاب کریں۔

جانچ: نصاب کے مقاصد کی تکمیل میں معلم اور طلبہ نے کس حد تک کامیابی حاصل کی ہے اس کا اندازہ جانچ سے کیا جاتا ہے۔ جانچ ہمیشہ جاری رہنے والا عمل ہے جس کو قدر پیائش بھی کہا جاتا ہے۔اس کے ذریعہ مقاصد مضامین، تعلیمی تجربات، درسی کتب، اکتسابی وتدریسی وسائل اور طلبہ کی کامیابی کی جانچ کی جاتی ہے۔اس عمل کے درس وتدریس کی مثبت یا منفی پہلوا جاگر ہوجاتا ہے جو مستقبل میں معلم کو اصلاح کے لئے درکار ہوتا ہے۔جانچ کے لئے مختلف آلات اور تکنیک استعمال کئے جاتے ہیں جن میں طویل جوابی سوالات، مختصر جوابی سوالات اور معروضی سوالات اہم ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ:

(1) نصاب کے بنیادی اجزاء کے بارے میں لکھیئے؟

8.5 نصاب کو تعین کرنے والے عوامل:

(1) سیاسی عوامل: کسی بھی ملک کے نصاب کو تعین کرنے میں اس ملک کی سیاست کا بہت ہی اہم رول ہوتا ہے۔ ہر سیاسی پارٹی کے اپنے اپنے اصول ہوتے ہیں۔ جو سیاسی پارٹی اقتدار میں ہوتی ہے، اس ملک کا تعلیمی نظام بھی اس کے سیاسی اصولوں سے متاثر ہوتا ہے۔مثال کے طور پر اگر کسی ملک میں شاہی حکومت ہے تو اس ملک کا تعلیمی نظام بھی شاہانہ احکام کے مرتب کردہ اصول وضوابط کے مطابق ہوگا۔اسی طرح اگر کسی ملک میں جمہوریت ہے تو اس ملک کے تعلیمی نظام پر جمہوریت کے آثار نمایاں ہوں گے۔ چوں کہ ہندوستان ایک جمہوری ملک ہے۔اس لئے اس ملک کا تعلیمی نظام بھی جمہوریت کے اصولوں کے مطابق ہے۔ جہاں پر انصاف، مساوات، آزادی اور بھائی چارگی کی خوشبو اس کے نصاب سے محسوس کی جاسکتی ہے۔ٹھیک اسی طرح جہاں پر سوشیلزم سیاسی اقتدار کا طریقہ کار ہے وہاں کے تعلیمی نظام اور نصاب میں ملک وقوم کی فلاح و بہبود کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ بہر حال کسی بھی ملک کی تعلیمی نظام ونصاب کو متاثر کرنے میں اس ملک کی سیاست اہم کردار ادا کرتی ہے۔اور تعلیمی نظام کے متاثر ہونے کی صورت میں حصول تعلیم کے مقاصد میں تبدیلی آجاتی ہے اور ان مقاصد کی تکمیل کے لئے نصاب کو اس کے ہم آہنگ کرنا ضروری ہوتا ہے۔

(2) سماجی عوامل: جب انسانوں کا گروہ ایک ساتھ رہتا ہے، ان کے مقاصد، زندگی کے طور طریقے، سوچنے سمجھنے کا انداز گرچہ کہ مختلف چیزیں یکساں ہوتی ہیں اور تمام لوگ ایک ساتھ مل جل کر رہتے ہیں اسی اجتماعیت کو ہم سماج کا نام دیتے ہیں۔ دور قدیم سے ہی انسانوں نے اپنی ضروریات کی تکمیل کے لئے ایک سماج کی تشکیل کی جو کہ ان کی ضروریات کو مختلف طریقوں سے پورا کرے۔ہم بخوبی واقف ہیں کہ ہمارے سماج میں وقت اور حالات کے مطابق مختلف قسم کی تبدیلیاں رونما ہوتی رہتی ہیں۔انسانوں کے سوچنے اور سمجھنے کا انداز تبدیل ہوتا رہتا ہے، تقاضے بدلتے رہتے ہیں، ضروریات بدلتی رہتی ہیں، کام کرنے کے طور طریقے بدلتے رہتے ہیں۔ چوں کہ بطور مجموعی سماج تغیر پذیر ہے اس لئے ہمارے تعلیمی نظام اور نصاب پر بھی سماجی تبدیلی کے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔اور اس سماج میں تبدیلی کے ساتھ ساتھ نصاب میں تبدیلی آتی رہتی ہے۔اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ سماج نصاب کو تعین کرنے میں ایک اہم رول ادا کرتا ہے۔

(3) مذہبی عوامل: نصاب کو متاثر کرنے میں مذہب کا بڑا عمل دخل ہوتا ہے۔جیسا کہ ہمیں معلوم ہے ہندوستان ایک کثیر المذاہب ملک ہے جہاں مختلف مذاہب کے لوگ مل جل کر ایک ساتھ رہتے ہیں۔ ہر مذہب کے اپنے عقائد واصول ہوتے ہیں اور اس مذہب کو ماننے والا اپنے مذہب کے عقائد واصول کے مطابق زندگی گزر بسر کرتا ہے۔ جو لوگ مذہب کو مضبوطی کے ساتھ اپنے زندگی کا حصہ بناتے ہیں ان کی پوری زندگی اپنے مذہب کے

بتائے ہوئے طور طریقوں پر چلتی ہے۔ چوں کہ ہمیں معلوم ہے کہ مذہب ایک ضابطۂ حیات فراہم کرتا ہے اور یہ ضابطہ اسکے تعلیمی نظام اور نصاب پر واضح طور پر نقش ہوتا ہے۔اس لئے ہم بآسانی کہہ سکتے ہیں کہ نصاب کو تعین کرنے میں مذہبی افکار و نظریات ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

(4) جغرافیائی عوامل: ہمیں معلوم ہے کہ جغرافیائی طور پر ہمارے ملک ہندوستان میں بہت ہی زیادہ تنوع پایا جاتا ہے۔اور یہ جغرافیائی تنوع تعلیمی نظام اور نصاب کو متاثر کرنے میں کارفرما ہوتا ہے۔ ہر علاقے کے جغرافیائی حالات مختلف ہوتے ہیں۔ایسی صورت میں ایک ہی نصاب ہر علاقے میں یکساں طور پر مفید ثابت نہیں ہوسکتا۔لہٰذا جغرافیائی حالات بھی نصاب کو اپنے مطابق تعین کرنے کا تقاضا کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر جو خطے زراعت پر مبنی ہیں وہاں کے نصاب میں زراعت سے متعلق مواد شامل ہوتا ہے۔اور جو علاقے صنعت وحرفت پر محیط ہیں اس علاقے میں صنعت وحرفت پر مشتمل نصاب کو فوقیت دی جاتی ہے۔اسی طرح سے جن خطوں میں سائنس وٹیکنالوجی کا زیادہ استعمال ہے وہاں پر سائنس وٹیکنالوجی کے نصاب کی زیادہ اہمیت ہے۔ان تمام باتوں سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی بھی ملک کے جغرافیائی حالات یا خطے اس ملک یا خطے کے نصاب میں اثر انداز ہوتے ہیں۔

(5) تہذیب وثقافت: ہر ملک وقوم، ہر مذہب وملت کا اپنا طور طریقہ ہوتا ہے۔ یہ طور طریقہ ان کے مخصوص تہذیب وتمدن،عقائد ونظریات وروایات ،لباس ،رسم ورواج، کھان پان اور ان کے طرز زندگی سے وابستہ ہوتا ہے۔ان تمام چیزوں کو ہی ہم تہذیب ثقافت کا نام دیتے ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ ہندوستان میں مختلف مذاہب، رنگ ونسل کے لوگ رہتے اور بستے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ مختلف زبانوں کو بھی بولتے ہیں۔ ہر مذہب کے ماننے والوں کے اپنے تہذیب وتمدن، لباس اور طور طریقے مختلف ہوتے ہیں۔اسی طرح شمال وجنوب اور مشرق مغرب میں بھی رہنے والے لوگوں کے تہذیب وثقافت ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ان تمام قسم کے تفریق کا اثر ہمارے تعلیمی نظام اور نصاب پر بھی واضح طور پر نمایاں ہوتا ہے۔

(6) سائنس وٹیکنالوجی: دورحاضر میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی اہمیت سے ہر کس وناکس واقف ہے۔سائنس وٹیکنالوجی نے انسانی زندگی کے ہر شعبۂ حیات کو متاثر کیا ہے۔درس وتدریس سے لے کر صنعت وحرفت تک سائنس وٹیکنالوجی کی مرہون منت ہے۔سائنسی ترقی نے انسانوں کے سوچنے اور سمجھنے کے انداز کو، کام کرنے کے طور طریقے کو متاثر کیا ہے۔اگر یہ کہا جائے کہ موجودہ دور سائنس کا دور ہے،تو بے جا نہ ہوگا۔دوران تدریس اساتذہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی مدد سے تدریسی فرائض انجام دیتے ہیں جو کہ طلباء کو مواد مضمون کو سمجھنے کا باعث بنتا ہے۔ساتھ ہی ساتھ طلباء بھی سائنس وٹیکنالوجی کا استعمال کرتے ہوئے اپنے نصاب پر قدرت حاصل کرتے ہیں۔اس طرح سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی نے پورے تعلیمی نظام کا ڈھانچہ تبدیل کرکے رکھ دیا ہے۔اور یہ تبدیلی نصاب تعلیم پر محسوس کی جاسکتی ہے۔قدیم مواد مضمون کی جگہ جدید مواد مضمون نے لے لی ہے جو کہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کا ہی نتیجہ ہے۔

(7) جدت پسندی: ہر آنے والا وقت گزشتہ کے مقابل جدیدیت کا مظہر ہوتا ہے۔نئی چیز کی طرف طبیعت کا میلان ایک فطری امر ہے۔ یہ جدت پسندی نظام تعلیم کو متاثر کرتی ہے۔لہٰذا نصاب کو تعین کرنے میں جدیدیت کافی اہم رول ادا کرتی ہے۔ جدت پسندی نام ہے انسان کے سوچنے اور سمجھنے کے طور طریقوں میں تبدیلی کا، جدت پسندی نام ہے کسی بھی کام کو نئے طریقے سے کرنے کا، جدت پسندی نام ہے کسی بھی مسائل کو حل کرنے کے مختلف طریقوں کو اپنانے کا، جدت پسندی نام ہے ذہنی کشادگی کا۔اس طرح ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جدیدیت ایک بہت ہی وسیع مفہوم ہے جس میں انسانوں کے نئے افکار وخیالات اور طور طریقوں کو شامل کیا گیا ہے۔ جس میں انسانیت کی فلاح وبہبود شامل ہوتی ہے۔موجودہ دور کا انسان جدت پسند ثابت ہوا ہے جس نے سماج وملک کی نئی تاریخ رقم کی ہے۔لہٰذا جدت پسندی نصاب کو تعین کرنے میں اور اس پر اثر انداز ہونے میں نہایت ہی اہم رول ادا کرتا ہے۔

(8) معلومات کا دھماکہ: آج کے اس گلوبلائزیشن کے دور میں معلومات کا سمندر اُمڈ پڑا ہے۔کسی بھی فن اور مضمون کے تعلق سے معلومات حاصل کرنا ہر ایک کے دسترس میں اور آسان ہو چکا ہے۔کم وقت میں وسیع معلومات حاصل کی جا سکتی ہے اور پیچیدہ مضامین کو بھی آسانی کے ساتھ سمجھا جا سکتا ہے۔آج کا انسان کسی بھی قسم کی معلومات کو اپنے مٹھی میں بند کئے ہوئے ہے۔زمانۂ قدیم میں استاد معلومات کا محور سمجھا جاتا تھا جب کہ موجودہ دور میں استاد کی اہمیت تبدیل ہو چکی ہے۔اور آج کا استاد طلباء کو تعلیم حاصل کرنے میں مددگار کی حیثیت رکھتا ہے۔موجودہ دور میں ہر پل اور ہر گھڑی نئی نئی معلومات منظر عام پر آ رہی ہے اور ہمارے علم میں اضافہ کر رہی ہیں۔ بیتے ہوئے کل کا نصاب موجودہ دور کے لئے موزوں ومناسب نہیں۔اسی طرح سے آج کا نصاب آنے والے کل کے لئے فائدہ مند نہیں ہو سکتا۔اس طرح معلومات کے دھماکے نے نصاب کو تعین کرنے میں بڑااہم رول ادا کیا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ:

(1) سیاسی عوامل کس طرح نصاب پر اثر انداز ہوتے ہیں؟

(2) نصاب میں جدد پسندی کا عنصر کیوں ضروری ہے اپنے خیال کا اظہار کیجئے؟

8.6 اردو نصاب کی تدوین کے اصول:

اردو نصاب کی تیاری کے وقت مندرجہ ذیل امور کو ملحوظ رکھنا چاہیئے جو اس طرح ہے:

زبان کی صحت: اردو کا نصاب اسی وقت مؤثر اور کارآمد ہوگا جب اس میں زبان کی صحت کا خیال رکھا جائے کیوں کہ زبان کی تدریس میں صحت زبان ضروری ہے۔زبان کا سبق الفاظ کی صحت پر منحصر ہے اگر عبارت غلط اور عدم صحت کا شکار ہو تو نصاب بھی ناقص ہوگا۔معیاری نصاب اردو کی پہچان یہی ہے کہ وہ قواعد کے لحاظ سے بہت موزوں ہو، املا کے لحاظ سے صحیح اور جملوں کے لحاظ سے مکمّل ہو۔اگر ان چیزوں کا خیال نہیں رکھا گیا تو اردو کا نصاب غیر معیاری ہوگا۔ ہر قسم کی زبان کے نصاب میں متعلقہ زبان کی صحت ہی مقدم سمجھ جاتی ہے زبان کی صحت سے طلبہ میں خیالات کو بہت اندار میں پیش کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔لہٰذا اردو کے نصا بکی تدوین میں اس بات کا خیال رکھا جائے جہ جو بھی مواد یا نفس مضمون شامل کیا جائے وہ صاف اور آسان الفاظ میں ہوں۔ساتھ ہی ساتھ اس میں فطری انداز بھی ہو۔

ادبی قدروں کا حامل: اردو زبان میں ادبی اقدار کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے اس لئے اردو کی نصاب سازی کے وقت اس بات کا خیال رکھا جائے کہ وہ ادبی خصوصیات کا حامل ہو۔خصوصاً ثانوی جماعت کے اردو نصاب میں ادبی قدروں کو ضرور پیش نظر رکھا جائے کیوں کہ اس سطح پر طلبہ اختیاری مضامین کا انتخاب کرتے ہیں اور ان کے مخصوص رجحانات کی پرورش ہوتی ہے بعض طلبہ اردو ادب کا وسیع مطالعہ کرنے کی طرف راغب ہوتے ہیں۔بعض میں تخلیقی صلاحیتیں پروان چڑھتی ہیں وہ کہانی، قصّے، افسنے، ڈرامے اور شعر وشاعری کی طرف رغبت کا اظہار کرتے ہیں۔لہٰذا اس سطح پر طلبہ ک ان تقاضوں کی تشفی اسی وقت ہو سکتی ہے جب اردو کے نصاب میں ادبی کہانی، قصّے افسانے، ڈرامے اور نظمیں وغزلیں شامل کی جائیں اس سطح پر طلبہ کو قومی زان کے ادب سے واقف کرانا ضروری ہوتا ہے۔

بتدریج اور مربوط ہو: ہر کام میں تدریج کی اہمیت مسلّمہ ہے اور جو بھی کام بتدریج اور مرحلہ وار آگے پڑھایا جائے وہ کامیابی کا ضامن ہوتا ہے۔ اردو کا نصاب بھی اسی نہج پر قائم ہو وہ بتدریج آگے بڑھے۔سطح بہ سطح مواد میں اضافہ ہوتا جائے۔نصاب میں معلومات شامل کی جائیں وہ طلبہ کی سابقہ معلومات سے مربوط ہوں اور ان کی ذہنی استعداد سے مطابقت رکھتی ہوں۔ایک جماعت کے نصا بیوضوعات وواقعات دوسری جماعت کے نصابی تقاضوں کی تشفی کے لئے آمادگی پیدا کرتی ہو یا دوسرے معنوں مین ایک کی بنیاد پر دوسری عمارت کی تعمیر ہو اور یہ ربط وتسلسل برابر جاری رہے تاکہ طلبہ کی صلاحیتیں بتدریج

نشو ونما پائیں۔ پہلی جماعت کے نصاب میں چھوٹے چھوٹے اورآسان جملے شامل ہوں۔اسی طرح مناظر قدرت پر چھوٹی چھوٹی نظمیں شامل رکھی جائیں اس کے بعد بتدریج موضوعات بدلتے جائیں یہاں تک کہ ثانوی جماعت کے اردو نصاب میں قومی نظمیں،غزلیں، رباعیات وغیرہ شامل کی جائیں۔

نفسیاتی تقاضوں کا حامل ہو: تعلیم کے پورے نظام میں بچّوں کی نفسیات کی بڑی اہمیت ہے۔کوئی بھی نصاب اس وقت تک کامیاب نہیں کہا جاسکتا جب تک کہ اس میں بچوں کے نفسیاتی تقاضوں اورخواہشات کی آسودگی کا خیال نہ رکھا گیا ہو۔جدید تصورات میں بچّے مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔نصاب ان کے گرد گھومنا چاہیئے تاکہ بچّے نصاب کے پابند ہوں۔نصاب میں بچّوں کی دلچسپیوں اوخواہشات کے تحت موضوعات اورعنوانات شامل کئے جائیں تاکہ ان کی انفرادیت اورشخصیت ک ہمہ جہت نشو ونما ہو۔جیسے ابتدائی جماعتوں کے اردو نصاب میں چھوٹی چھوٹی کہانیاں، نظمیں، قصّے اور لطیفے شامل کئے جائیں جو بچّوں کے ماحول کی کترجمانی کرتی ہوں ان سے ایک طرف بچّوں میں علمی شوق پیدا ہواور دوسری طرف ان کے کردار بھی سنور جائیں۔

قومی ومعاشرتی قدروں کا ترجمان ہو: اردو کا نصاب قومی اور معاشرتی قدروں کا حامل ہونا چاہیئے،اس میں ایسے موضوعات اورعنوانات شامل کئے جائیں جو قوم اور معاشرے کی ترجمانی کرتے ہوں۔اگر نصاب قومی اور معاشرتی قدروں سے عاری ہوگا تو بچّوں میں نہ تو قومی احساس بیدار ہوگا اور نہ سماجی شعور فروغ پائے گا۔آج کے دور میں تعلیم ایک معاشرتی علم ہے،اس سے معاشرتی قدروں کا تحفظ وابستہ ہے۔ایسی صورت میں نصاب معاشرے کا ترجمان ہونا چاہیئے۔اردو کے نصاب میں قومی بیداری اور سماجی شعور پیدا کرنے کے لئے وطن پرستی کے گیت،قومی نظمیں اورترانے، رسم ورواج،تہوار،فنون لطیفہ،ادب وثقافت کے شہ پارے اورقومی رہنماؤں کے حالات اور کارنامے وغیرہ شاملِ نصاب ہوں۔ایسے اسباق سے ہمارے بچّوں میں ایک طرف حریت وآزادی کے لئے جدوجہد کا جذبہ فروغ پائے گا دوسری طرف وہ اپنی قومی تحریکات اور سرگرمیوں سے واقف ہوں گے اوران میں وطن کے تحفظ کا جذبہ بیدار ہوگا۔اگر اردو کے نصاب میں قومی روایات پرمبنی اسباق شامل ہوتے ہیں تو بچوں میں ملکی وقومی روایات سے محبت اورانسیت پیدا ہوگی ان میں حب الوطنی کا جذبہ بھی فروغ پائے گا۔نصاب میں ثقافتی وتمدنی قدروں شامل کرنا گویا آنے والی نسل کوان کی تہذیب وثقافت کے ورثے سے متعارف کرانا ہے۔نصاب میں ان قدروں کی شمولیت سے نئی نسل میں نیا حوصلہ، جوش اورنئی امنگوں کی تخلیق ہوگی جس کے ذریعہ وہ ملک وقوم کی تعمیر کرسکیں گے۔

نصاب میں توازن ہو: اردو کا نصاب ہرلحاظ سے متوازن ہونا چاہیئے اور ہرقسم کے موضوعات داخل نصاب ہوں۔بچوں کی نفسیات کے مطابق دلشسپ نظمیں،قومی گیت وترانے،سبق آموز کہانیاں، قصّے، لطیفے،ثقافتی میلے،قومی رہنماؤں کے حلات اوراہم امور پر معلومات شامل ہوں۔نصاب میں ایک ہی قسم کے مضامین کوشامل کرنے سے بچّوں میں اکتاہٹ اور بےزارگی پیدا ہوگی جس کی وجہ سے وہ اکتساب میں دلچسپی نہیں لیں گے۔مثلاً درسی کتب صرف نثر ہی نثر کے اسباق نہیں ہونیت چاہیئے۔ بلکہ اس کے ساتھ نظمیں،قواعد،اورعملی کام بھی شامل ہو۔ایک کمرۂ جماعت میں ذہانت کے اعتبار سے عموماً تین قسم کے بچّے ہوتے ہیں۔ادنیٰ،اوسط اوراعلیٰ،نصاب سازی کے وقت اس اصول کوملحوظ رکھا جائے کہ نصاب کے اندر کچھ اسباق آسان ہوں کچھ اوسط او کچھ مشکل تاکہ تینوں قسوم کے طلبہ اپنی ذہنی قابلیت کے اعتبار سے فائدہ اٹھائیں اوران کی شخصیت کا متوازن نشو ونما ہوسکے۔

حرکی اورعملی قدروں کا حامل ہو: طلبہ کوفعال اورمتحرک رکھنے کے لئے نصاب میں ایسی سرگرمیاں شامل کی جائیں جن سے ان کی عملی قوتیں فروغ پائیں۔ان کوعمل اورتجربات کے مواقع فراہم کئے جائیں۔مضمون نویسی کے لئے سیر سیاحت کرائی جائے کہ وہ مشاہدات کوتحریری صورت دے سکیں۔کتابی مواد عملی قدروں سے مربوط کیا جائے۔تحریر کے لئے مشق دی جائے۔تخلیقی قوتوں کی نشو ونما کے لئے ان کوانشاء خطوط،کہانیاں اور قصّے لکھنے کودئے جائیں۔ادبی و ڈرامائی انجمنیں قائم کی جائیں۔وقتاً فوقتاً بیت بازی،شعرشاعری، بحث ومباحثہ اور مذاکرات کی محفلیں منعقد کی جائیں۔

اگر مذکورہ بالا اصولوں کومدنظر رکھ کر اردو نصاب کی تدوین کی گئی تو اس کے نتائج بہت ہی مفید برآور ہوسکتے ہیں اس سے طلبہ میں اچھا ادبی ذوق پیدا ہوگا اوران کی تعلیم وتدریس بھی خوشگوار ہوگی۔

اپنی معلومات کی جانچ:

(1) اُردو زبان کے نصاب کی تدوین کے دوران کون سے اُصولوں کو مدنظر رکھیں؟

8.7 ہم نصابی سرگرمیاں: مفہوم، اہمیت وضرورت

ایسی سرگرمیاں جو کمرۂ جماعت کی درس وتدریس کے ساتھ ساتھ طلبہ کی ہمہ جہت نشو ونما میں معاون و مددگار رہوں۔ مثلاً کھیل کود، بزم ادب، بحث ومباحثہ وغیرہ ہم نصابی سرگرمیں کہلاتی ہیں۔ زمانۂ قدیم میں تعلیم کا مقصد انسان کی ذہنی نشو ونما تھا۔ اس مقصد کے حصول کے لئے کتاب شکل میں نصاب موجود تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ تعلیم کے مقاصد میں تبدیلی آتی گئی۔ جو کہ نصاب میں بھی تبدیلی کی ضامن بنی۔ موجودہ دور میں تعلیم کا مقصد انسان کی شخصیت کا ہمہ جہت نشو ونما ہے جو کہ اس کے جسمانی، ذہنی جذباتی، سماجی، اخلاقی واقداری پہلوؤں پر مشتمل ہے۔ اس لحاظ سے وہ تمام مشاغل جو طالب علم کی مختلف جہتوں میں فروغ دیں انھیں نصاب کا ایک حصّہ مانا جانے لگا ہے۔ تعلیم کے مقاصد کی حصولیابی میں مختلف قسم کے ہم نصابی سرگرمیوں کا منعقد کرنا لازمی ہے۔

ہم نصابی سرگرمیوں کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ ایک جگہ ثانوی تعلیمی کمیشن (53-1952) نے اس کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے اس طرح کہا ہے'' یہ سرگرمیاں اتنی ہی نصاب کا جزو لاینفک ہیں جتنا کہ نصابی سرگرمیاں۔ اسی لئے انھیں مناسب طور پر منظّم کرنے کے لئے اتنی ہی فکر اور احتیاط کی جانی چاہیئے۔ اگر ان کا انعقاد مناسب طور پر کیا جائے تو وہ طلبہ میں قابلِ قدر رویوں اور صلاحیتوں کو فروغ دیں گی۔''

اپنی معلومات کی جانچ:

(1) ہم نصابی سرگرمیوں کے مفہوم کو واضح کیجئے؟

8.8 ہم نصابی سرگرمیوں کے مختلف اقسام:

ہم نصابی سرگرمیوں کے اقسام حسب ذیل ہیں:

(1) بزم ادب: بزم ادب کا مقصد اسکول میں ادبی ماحول پیدا کرنا ہوتا ہے تا کہ طلباء میں ادبی لیاقت وصلاحیت پیدا ہو۔ اس بزم میں طلباء اپنے لکھے ہوئے مضامین، افسانے، ڈرامے، غزلیں، نظمیں اور کہانیاں وغیرہ پڑھ سکتے ہیں۔ کبھی کسی نامور ادیب یا شاعر کا کلام بھی تبصرہ کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ اس سے طلباء میں اردو بولنے کی مشق ہوتی ہے۔ بزم ادب کو مفید بنانے کے لئے ماہر اساتذہ کی رہنمائی ضروری ہے۔

(2) بحث ومباحثہ: کسی موضوع کے تحت اس کے مختلف پہلوؤں پر ایک سے زیادہ فریق کے درمیان ایک ہی نشست میں ہونے والی گفتگو کو بحث ومباحثہ کہتے ہیں۔ اس سے طرز بیان وطرز گفتگو کی مشق ہوتی ہے اور تحریری وتقریری صلاحیتوں میں ترقی کے مواقع ملتے ہیں۔ کسی بھی مضمون کے پیچیدہ مسائل کو حل کرنے کے لئے بحث ومباحثہ بہت مفید ومعاون ہوتا ہے۔ اپنی بات کو مدلل منطقی انداز سے پیش کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ مباحثہ میں وقت کا تعین بھی ضروری ہوتا ہے۔ بحث مباحثہ کے دوران اساتذہ یا کسی ادبی شخصیت کا موجود ہونا ضروری ہوتا ہے تا کہ پوری بحث کو سماعت کرنے کے بعد مختلف خیالوں کا تجزیہ کر کے کوئی فیصلہ سامنے آسکے اور دوران بحث ہونے والی غلطیوں کی نشاندہی ہو سکے۔

(3) ادبی مقابلے: زبان وادب کی ترقی کے لئے انجام دی جانے والی سرگرمیاں اس میں شامل ہیں۔ اس کے تحت شاعری، انشاء پردازی، مضمون نگاری، قصے کہانیاں، نظم خوانی، تحریری وتقریری مقابلوں کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ ان مقابلوں سے طلباء ایک نیا جوش پیدا ہوتا ہے اور ان کے سیکھنے کی خواہش پروان چڑھتی ہے۔

(4) ثقافتی پروگرام: اسکولوں اور کالجوں میں منعقد ہونے والے ثقافتی پروگراموں میں رقص وموسیقی، غزل گوئی اور نظم خوانی وغیرہ بہت ہی اہمیت کی

حامل ہیں۔اس میں سماج،سماجی رسم وروایات اورتہذیب کی عکاسی ہوتی ہے۔مختلف قسم کے مظاہروں سے ہم آہنگ یہ ثقافتی پروگرام طلباء کے لئے دلچسپی کا باعث ہوتا ہے۔ثقافتی پروگرام کی مدد سے طلباء کے اندر موجود جمالیاتی پہلوؤں کو اجاگر کرنے کا موقع ملتا ہے۔

(5) کھیل کود: شخصیت کے مختلف پہلو ہوتے ہیں۔جن میں جسمانی صحت ایک اہم پہلو ہے۔تعلیم کا مقصد طلباء کی شخصیت کی ہمہ جہت ترقی ونشوونما کرنا ہے۔کمرۂ جماعت کے اندر جہاں طلباء کی ذہنی نشوونما پروان چڑھتی ہے وہیں کھیل کے میدان میں طلباء کی جسمانی نشوونما کو جلا ملتی ہے۔کھیل کود کی مدد سے طلباء چاق وچوبند رہتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ ذہن ودماغ میں بھی تیزی آتی ہے۔اسی لئے تو کہا جاتا ہے ایک تندرست جسم ہی میں ایک تندرست دماغ پرورش پاتا ہے۔

(6) ڈرامہ اورا یکٹنگ: کسی کہانی کوادا کاری کے ذریعہ پیش کرنے کا نام ڈرامہ ہے۔فطری طور پر بچوں میں کہانیاں سننے کی خواہش ہوتی ہے۔کہانی سننے پر بچے خوش ہوتے ہیں۔کہانی یا نظم اداکاری کے ساتھ پڑھانے پر اس کہانی یا نظم سے بچے بخوبی واقف ہوتے ہیں اور وہ اچھی طرح ذہن نشیں ہوجاتی ہے۔ڈرامہ زبان کا صحیح اور پراثر استعمال سکھاتا ہے۔اس کے ذریعے طلباء کو الفاظ اور جملوں کے معانی ومفہوم کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے اور زبان وادب پر انھیں عبور حاصل ہوتا ہے۔

(7) مشاعرہ: مشاعرہ کو عوام وخواص دونوں میں یکساں مقبولیت حاصل ہے۔مشاعرہ کے ذریعہ طلباء میں ادبی ذوق پیدا ہوتا ہے،فکری پرواز بلند ہوتی ہے،اشعار کو سمجھنے اور مافی الضمیر کے اظہار کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے،درست لب ولہجہ اور صحیح تلفظ سے واقفیت ہوتی ہے۔اور ساتھ ہی ساتھ محاورے،تشبیہات واستعارات کا استعمال اور ذخیرۂ الفاظ میں اضافہ ہوتا ہے۔مشاعرہ ایسے اساتذہ کی نگرانی میں ہونا چاہیئے جوشعر وشاعری کے فن سے واقف ہوتا کہ بروقت طلباء کی اصلاح بھی ہو سکے اور شاعری کی باریکیوں سے واقفیت بھی ہو سکے۔لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ مشاعرہ طلباء کے اذہان وتخیلات کو وسیع کرنے،زبان وادب کو سیکھنے اور طرز گفتگو کو بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

(8) ادبی نمائش: نمائش کے ذریعہ نمائشی اشیاء کے متعلق لوگوں کو معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ادب نمائش طلباء میں کتابوں سے دلچسپی پیدا کرتا ہے۔ادبی نمائش میں کتابیں،لغات،جریدے،قلمی نسخے،اخبارات اور علمی ومعلوماتی پوسٹر شامل ہوتی ہیں۔ان چیزوں کا مشاہدہ کرنے سے طلباء میں ادبی ذوق پیدا ہوتا ہے۔

(9) خطابت اور خوش خوانی: کہا جاتا ہے کہ جب تک انسان بولتا نہیں اس وقت تک اس کے اندر چھپی ہوئی صلاحیت کا اندازہ نہیں ہوتا۔خوش خوانی اور خطابت کے ذریعہ اساتذہ کو طلباء کی صلاحیتوں اور دلچسپیوں کا علم ہوتا ہے۔کوئی نظم،غزل،نعت یا کسی اور اصناف سخن سے خوش خوانی کی جاتی ہے۔خوش خوانی کے علاوہ خطابت کے ذریعہ بھی اندرونی صلاحیتوں کا اظہار ہوتا ہے۔مضامین،مقالہ،نثر یا ڈرامہ کے ڈائیلاگ پڑھنا خطابت میں شامل ہے۔خوش خوانی وخطابت جہاں ایک طرف جھجک،شرم اور ڈر کا خاتمہ ہوتا ہے وہیں دوسری طرف الفاظ کی درستگی،ادائیگی کا طریقہ اور جملوں کے اتار چڑھاؤ سے واقفیت ہوتی ہے۔

(10) بلیٹن بورڈ: یہ بورڈ اسکول میں ایسی جگہ آویزاں کیا جاتا ہے جہاں ہر ایک کی نظر پہونچتی ہے۔اخبارات ہر کوئی نہیں خرید سکتا۔اور ہر کسی کے پاس پورا اخبار مطالعہ کرنے کی فرصت بھی نہیں ہوتی۔اس لئے اخبار سے منتخب خبریں،تحقیقاتی مضامین،ادبی مراسلات وغیرہ تراش کر اس بورڈ پر چسپاں کردیا جاتا ہے تا کہ اخبار کا مطالعہ نہ کرنے والا بھی معلومات سے بہرہ ور ہو سکے۔اس طرح اس بورڈ کے ذریعہ کم وقت میں اہم اور معلوماتی خبریں ،ادبی مضامین وغیرہ پڑھنے کا ہر کسی کو موقع فراہم ہوجاتا ہے۔

(11) مجموعہ ومرقع: کتابوں سے،اساتذہ کی تقاریر سے،جرائد،میگزین وغیرہ سے پسندیدہ اشعار،نادر ونایاب نظمیں،غزلیں،قطعات،قصیدے وغیرہ کو

جمع کرنے کا نام مجموعہ ہے۔مضمون نویسی اور تقریر کے وقت طلباء کو یہ چیزیں بہت تقویت فراہم کرتی ہیں ۔اسی طرح مختلف تصاویر،تفریح کے اوقات میں تاریخی مقامات کی تصویریں جمع کرنے کا نام مرقع ہے۔قدرتی مناظر کی تصویریں بھی انشاء پردازی کے وقت مددگار ثابت ہوتی ہیں۔

(12) ڈرائنگ اور پینٹنگ: طلباء کے اندر تخلیقیت کو فروغ دینے میں ڈرائنگ اور پینٹنگ بہت مددگار ثابت ہوتے ہیں۔یہ ایسا وسیلہ ہے جس کی مدد سے طلباء اپنے احساسات، خیالات، جذبات اور تفکرات کو ڈرائنگ اور پینٹنگ کی مدد سے پیش کرتے ہیں۔جو باتیں ہم تحریر و تقریر سے نہیں پیش کر سکتے وہ باتیں ڈرائنگ اور پینٹنگ کی مدد سے عمدہ طریقے سے پیش کر سکتے ہیں۔

(13) اسکول اور کلاس میگزین: طلباء میں تحریری صلاحیت کو فروغ دینے اور ان میں تحریر سے وابستگی پیدا کرنے کے لئے اسکول اور کلاس میگزین بہت ہی اہمیت کے حامل ہیں۔طلباء اپنی معلومات، فہم اور تجربات کو قرطاس و قلم کی مدد سے دوسروں تک پہونچا سکتے ہیں۔جب طلباء مختلف عنوانات پر مضامین لکھتے ہیں تو ان کے اندر انشاء پردازی کی صلاحیت پروان چڑھتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ کسی بھی شئی کو مختلف زاویوں سے پرکھنے کا رجحان پیدا ہوتا ہے۔جب طلباء کے اندر تحریری صلاحیت فروغ پا جاتی ہے تو کسی اخبار، جریدہ، میگزین، تحقیقی رسالے وغیرہ کا مدیر بھی بن سکتا ہے۔

(14) بیت بازی: بیت بازی طلباء کے اندر کسی بھی چیز کو یاد کرنے کی صلاحیت کو پروان چڑھانے میں بہت مددگار ثابت ہوتی ہے۔بیت بازی ایک ایسا ادبی مقابلہ ہے جس میں طلباء اشعار سناتے ہیں۔بیت بازی کے لئے طلباء کو دو گروہ میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ایک گروہ کسی شعر کو سناتا ہے تو اس شعر کے آخری حرف سے شروع ہونے والا شعر دوسرا گروہ سناتا ہے۔بیت بازی سے طلباء کے ذخیرۂ الفاظ میں اضافہ ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ قوت یادداشت بھی پروان چڑھتی ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ:

(1) اسکول اور کلاس میگزین پر نوٹ لکھیئے؟

(2) مشاعرہ کا انعقاد طلبا میں کونسی صلاحتوں کو پروان چڑھاتا ہے؟

8.9 اردو زبان کے فروغ میں معاون ہم نصابی سرگرمیاں:

تعلیمی ادارے کے اندر بعض ایسے مشاغل کا اہتمام کیا جاتا ہے جو تدریس کو مؤثر بنانے میں بہت مدگار ثابت ہوتے ہیں۔ان مشاغل کی مدد سے اسکول اور سماج کے درمیان رابطہ قائم ہوتا ہے اور ان مشاغل کے قیام سے مدرسے کے اندر ایسی فضا تیار ہو جاتی ہے جو شعر و ادب سے دلچسپی پیدا کرنے میں بہت معاون ہوتی ہے۔ان مشاغل میں شرکت کرنے کی وجہ سے طلبہ کو مہذّب اور شائستہ گفتگو کا سلیقہ سیکھنے کا موقع ملتا ہے اور ان کے اندر ادبی رجحانات نشوونما پاتے ہیں۔انھیں ادبی تحریکات سے واقفیت پیدا ہو جاتی ہے۔غرض طلبہ کے ذوق سلیم کی آبیاری کے لئے یہ مشاغل بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ذیل میں بعض ایسے مشاغل کا ذکر کیا جا رہا ہے جو مذکورہ بالا مقاصد کے حصول کے لئے بہت کارگر ثابت ہو سکتے ہیں۔

انجمن مباحثہ: اردو کی ہم نصابی سرگرمیوں میں انجمن مباحثہ کا ایک اہم مقام ہے۔اس لئے کہ انجمن کے جلسوں میں طلبہ کو اس بات کا موقع ملتا ہے کہ وہ بغیر کسی جھجک کے آزادانہ طور پر اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں۔تقریر سے تحریر کا بہت گہرا تعلق ہوتا ہے۔اس لئے اس موقع سے فائدہ اٹھا کر طالب علموں کی تحریری صلاحیتوں کو فروغ دیا جا سکتا ہے۔

انجمن مباحثہ کی تنظیم اگر طلبہ کے ہاتھ میں ہو اور وہ خود اپنے عہدیداروں کا انتخاب کر سکیں تو زیادہ مناسب ہوگا۔اس سے دو طرفہ فائدہ ہوگا۔ایک طرف تو اسکے ذریعہ اس کام میں طلبہ کا فعال اشتراک ہوگا اور دوسری جانب انتخابی عمل میں اظہار اور تبادلۂ خیال کا پورا موقع ملے گا۔اسی کے ساتھ ساتھ طلبہ کے

اندر ذمہ داری کا احساس اورخود اعتمادی پیدا ہوگی۔مباحثہ کے جلسے پابندی کے ساتھ منعقد ہونے چاہیئے۔جلسوں کی تعداد،جگہ اور وقت کا تعین،مدرسے اساتذہ اور طلبہ کی سہولتوں کے پیش نظر ہونا چاہیئے۔جلسے کا اعلان ہفتے دو ہفتے پہلے کر دینا چاہیئے تا کہ طلبہ خاطر خواہ تیاری کر سکیں۔

مباحثہ کے موضوعات کا انتخاب کرنے میں بہت احتیاط سے کام لینے کی ضرورت ہوتی ہے۔اس لئے کہ اگر موضوع طلبہ کی دلچسپی کا باعث نہ بنے تو مقصد فوت ہو جائے گا۔لہٰذا مباحثہ کے لئے ایسے موضوعات کا انتخاب کرنا چاہیئے جن پر طالب علم اظہار خیال کرنا پسند کرتے ہوں۔اس سلسلے میں استاد کی رہنمائی بہت ضروری ہے۔

ادبی رسالہ: پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ تحریر کا تقریر سے گہرا رشتہ ہے۔اسی اصول کے پیش نظر مدرسے کے اندر ادبی رسالے کا قیام عمل میں لایا جا سکتا ہے۔اسکے ذریعے تخلیقی انشاء کے بہتر مواقع طالب علموں کو فراہم کئے جا سکتے ہیں اور تخلیقی انشاء سے ثانوی منزل پر پہنچ کر عموماً طلبہ میں تقریر و تحریر کی اتنی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ صحت وصفائی کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں اور کسی منظری یا واقع کو اچھوتے اسلوب میں بیان کر سکیں۔اظہار و بیان کی اس صلاحیت کو فروغ دینا مدرسے کا اہم فرض ہے۔

طلبہ سے مختلف موضوعات پر اظہار خیال کرانے کے سلسلے میں موضوع کے انتخاب کا مسئلہ بہت نازک ہوتا ہے۔اسلئے کہ تمام موضوعات طلبہ کی دلچسپی کا باعث نہیں ہوتے۔بعض موضوعات ایسے ہوتے ہیں جن پر اظہار خیال کرنے کے بجائے طالبعلم عملی حیثیت سے زیادہ پسند کرتے ہیں۔اس لئے موضوعات کا انتخاب کرتے وقت طالب علم کی عمر، ماحول اور دلچسپی کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ادبی رسالے کے قیام سے طلبہ کو عام طور پر اور اردو زبان وادب کے طالب علموں کو خاص طور پر بہت مدد ملتی ہے۔ان ک اندر اظہار خیال کی تحریک پیدا ہوتی ہے۔مضمون نگاری کا رجحان پیدا ہوتا ہے اور ذوق ادب کی نشو ونما ہوتی ہے۔

مشاعرہ: ادبی وثقافتی لحاظ سے مشاعرے بہت اہمیت رکھتے ہیں۔مشاعروں کے ذریعہ طلبہ زبان کی جاذبیت،رنگینی ودلکشی سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔اور اپنی زبان کے توسط سے شعر وادب سے محبت کرنا سیکھتے ہیں۔عام طور پر قصبوں اور شہروں میں مشاعرے کہوتے ہین۔ان سے فائدہ اٹھا کر اسکولوں کے اندر بھی مشاعرے کا انعقاد کیا جا سکتا ہے۔بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ مدرسے کے اندر ایسے اساتذہ بھی موجود ہوتے ہیں۔جو شعر وشاعری سے شغف رکھتے ہیں۔یہ اساتذہ اپنے طلبہ میں مشاعروں کے ذریعہ نہ صرف شعر وشاعری کا چرچا کر سکتے ہیں بلکہ ان میں بعض کو جو تخلیقی صلاحیت کے حامل ہوں، خود بھی شعر کہنے پر اُکسا سکتے ہیں۔مشاعروں میں شرکت کر کے طلبہ حسن بیان،حسن ادا اور نشست و برخاست کے مہذّب طریقوں سے واقف ہو سکتے ہیں۔لہٰذا اسکول کے اندر سال میں کم از کم ایک بار مشاعرہ منعقد کیا جائے تا کہ اس قسم کے ادبی جلسوں کے انتظام کرنے کی طلبہ کو عملی تربیت حاصل ہو جائے۔

بیت بازی: بزم ادب کے تحت بیت بازی کے پروگرام بھی منعقد کئے جا سکتے ہیں۔اس پروگرام میں طلبہ بہت دلچسپی کے ساتھ شریک ہوتے ہیں اور بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتے ہیں۔استاد کو چاہیئے کہ بیت بازی کے پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے اچھی طرح تیاری کرائے۔اور اس طرح طلبہ کو عمدہ اشعار منتخب کرنے،انھیں یاد کرنے اور مؤثر ڈھنگ سے سنانے کی تربیت کا موقع فراہم کرے۔

بیت بازی کا پروگرام کامیاب بنانے کے لئے ضروری ہے کہ ہفتہ بھر پہلے مدرسے کے اندر اس کا اعلان کرا دیا جائے۔تاریخ،وقت اور جگہ کے ساتھ ساتھ ان جماعتوں کا اعلان بھی مناسب ہوتا ہے،جن کے درمیان بیت بازی کا مقابلہ کرانا مقصود ہو۔بیت بازی کے پروگرام کو چلانے کے لئے اساتذہ میں سے کسی ایسے استاد کو جج مقرّر کرنا چاہیئے جو اشعار کے انتخاب اور طرزِ ادا کو پرکھنے پر قدرت رکھتا ہو۔

ڈرامے: کمرۂ جماعت کے باہر جن مشاغل کے اہتمام کا مشورہ دیا جاتا ہے ان میں تعلیمی اعتبار سے ڈرامے بہت مفید اور کار آمد ثابت ہوتے ہیں۔اس لئے کہ ڈراموں کے ذریعہ طلبہ کو مکالموں کی ادائیگی کا عملی تجربہ حاصل ہوتا ہے۔استاد ایسے ڈرامے منعقد کرنے میں پیش رفت کرے جن کے واقعات

اور افراد سے طلبہ دلچسپی محسوس کرسکیں۔ ڈرامے میں حصّہ لینے اور اداکاری کرنے سے بہت سے مفید اثرات مرتّب ہوتے ہیں۔ خاص طور سے رول کا انتخاب کرتے وقت طلبہ کے اندر غور وفکر اور شعوری طور پر یہ تمیز کرنے کی صلاحیت پیدا ہوجاتی ہے کہ ڈرامے کے افراد کی شخصیت کے پیش نظر کس طالب علم کے لئے کون سا کردار مناسب ہوگا۔ پھر مناظر، لباس اور دیگر تفصیلات

پر تبادلۂ خیال کرنے سے نہ صرف طلبہ کی معلومات میں اضافہ ہوگا، بلکہ ان کے اندر عمل کا جوش بھی پیدا ہوگا جو مسرّت کا سرچشمہ ہے۔

ڈرامے کے ذریعہ طالب علموں کو مکالموں کے طرز پر الفاظ اور جملوں کی ادائیگی کا فن سکھایا جاسکتا ہے اور طلبہ کو اس بات کی تربیت دی جاسکتی ہے کہ لب ولہجہ کی تبدیلی اور آوازوں کے زیر و بم سے مکالموں میں کس طرح جان ڈالی جاسکتی ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ:

(1) ادبی رسالہ کی اہمیت وافادیت واضح کیجئے؟

(2) بیت بازی سے کیا مراد ہے؟

8.10 خلاصہ

☆ کسی منزل یا ہدف کو حاصل کرنے کے لئے جو عمل کیا جاتا ہے اس کو نصاب کہتے ہیں۔ تعلیمی میدان میں تعلیمی مقاصد کے حصول میں کی جانے والی کوشش یا سرگرمی کا نام نصاب ہے جو کہ مختلف سرگرمیوں پر منحصر ہوتی ہے۔

☆ نصاب کے بنیادی اجزاء مقاصد، مضامین، تعلیمی تجربات اور جانچ ہیں۔ ان اجزاء پر ہی نصاب کی تکمیل ہوتی ہے۔

☆ نصاب کو تعین کرنے والے مختلف عوامل ہوتے ہیں۔ یہ عوامل نصاب کی تعیین میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔

☆ اردو نصاب کی تدوین کے کچھ اصول ہیں۔ نصاب کو مؤثر اور کارآمد بنانے کے لئے ان اصول کی پابندی اور ان کا لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے۔

☆ ایسی سرگرمیاں جو کمرۂ جماعت کی درس وتدریس کے ساتھ ساتھ طلبہ کی ہمہ جہت نشو ونما میں معاون و مددگار رہوتی ہیں جیسے کھیل کود، بزم ادب، بحث ومباحثہ وغیرہ تو ایسی سرگرمیوں کو ہم نصابی سرگرمیاں کہتے ہیں۔

☆ ہم نصابی سرگرمیوں کے مختلف اقسام ہیں۔ یہ سارے اقسام طلباء کی شخصیت سازی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

☆ کچھ ہم نصابی سرگرمیاں ایسی ہیں کہ جن پر عمل آوری کی وجہ سے طلباء کے اندر ادبی رجحانات نشو ونما پاتے ہیں۔ اور انہیں مہذّب اور شائستہ گفتگو کا سلیقہ سیکھنے کا موقع ملتا ہے۔

8.11 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں

طویل جوابی سوالات:

1۔ نصاب کے بنیادی اجزاء کو تفصیل کے ساتھ بیان کیجئے۔

2۔ ہم نصابی سرگرمیوں کے مختلف اقسام کی وضاحت کیجئے۔

3۔ اردو زبان کے فروغ میں کون کون سی ہم نصابی سرگرمیاں معاون ہوسکتی ہیں؟ قلمبند کیجئے۔

4۔ اردو نصاب کی تدوین میں کن اصولوں کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیئے؟

5۔ نصاب کو تعین کرنے والے مختلف عوامل کو تفصیل کے ساتھ بیان کیجئے۔

مختصر جوابی سوالات:

1۔ نصاب کے مفہوم کو تعریفوں کی مدد سے واضح کیجئے۔

2۔ ہم نصابی سرگرمیوں کی اہمیت وافادیت پر روشنی ڈالیئے۔

3۔ بیت بازی کا پروگرام منعقد کرنے سے طلباء کے اندر کن صلاحیتوں کو فروغ دیا جاسکتا ہے؟

4۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی نے نصاب پر کیا اثر ڈالا ہے؟

5۔ ہم نصابی سرگرمیوں میں کھیل کود کی کیا اہمیت ہے؟ وضاحت کیجئے۔

معروضی سوالات:

1۔ نصاب کے کل کتنے اجزاء ہوتے ہیں؟

(a) دو (b) تین

(c) چار (d) پانچ

2۔ درج ذیل میں نصاب کا دائرہ کار ہے۔

(a) کمرۂ جماعت (b) کھیل کا میدان

(c) لائبریری (d) ان میں سے سبھی

3۔ ثانوی تعلیمی کمیشن کس سال قائم کی گئی؟

(a) 1948 (b) 1952

(c) 1964 (d) 1986

4۔ درج ذیل میں کونسی سرگرمی اردو زبان کے فروغ میں سب سے زیادہ معاون ہے؟

(a) بحث ومباحثہ (b) ثقافتی پروگرام

(c) ادبی نمائش (d) بیت بازی

8.12 سفارش کردہ کتابیں

سید جلیل الدین ’’ طریقۂ تدریس اردو ‘‘

معین الدین ’’ اردو زبان کی تدریس ‘‘

احمد حسین ’’ تدریس اردو ‘‘

نجم السحر وصابرہ سعید ’’ تدریس اردو ‘‘

ڈاکٹر سلامت اللہ ’’ ہم کیسے پڑھائیں ‘‘

سلیم عبداللہ ’’ اردو کیسے پڑھائیں ‘‘

اکائی:(9) اردو زبان کے فروغ میں معاون ادارے

ساخت

9.1 تمہید

9.2 مقاصد

9.3 قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو (نئی دہلی)

9.4 اہم کتب خانے اور ادارے

9.4-1 علاقائی (ریاستی) اردو اکیڈمیاں

9-4-2 غالب اکیڈمی (دہلی)

9.4-3 سالار جنگ میوزیم لائبریری (حیدرآباد)

9.5 ادارہ ادبیات (حیدرآباد)

9.5.1 دارالترجمہ (حیدرآباد)

9.6 مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

9.7 خلاصہ

9.8 فرہنگ

9.9 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں

9.10 سفارش کردہ کتابیں

9.1 تمہید

ہندوستانی آئین کے آٹھویں شیڈول میں ہندوستان میں بولی جانے والی سبھی زبانوں بالخصوص ان معروف زبانوں کے متعلق وضاحت وصراحت کی گئی ہے جو قومی یا علاقائی سطح پر بولی، پڑھی اور پڑھائی جاتی ہیں۔ان میں سے بائیس ایسی زبانیں ہیں جو شیڈول زبانیں کہلاتی ہیں۔یہ زبانیں ذریعہ تعلیم اور مادری زبان کی حیثیت بھی رکھتی ہیں۔چونکہ ہندوستان دنیا میں ایسا ملک ہے جس میں سینکڑوں کی تعداد میں زبانیں اور بولیاں موجود ہیں اور ان سب کا اپنا اپنا تہذیبی، تمدنی اور تاریخی پس منظر ہے اس لئے ان سب کی ترویج وترقی میں آئین کے تحت مرکزی حکومت اور ریاستی سرکاریں معاونت کرتی ہیں۔ان ہی بائیس

شیڈول زبانوں میں سے اردو بھی ایک زبان ہے جو ہندوستان کے بیشتر علاقوں میں بولی، پڑھی، سمجھی اور پڑھائی جاتی ہے۔ اردو ہندوستان کی قومی زبان نہیں ہے لیکن اس کا اپنا ایک مخصوص تاریخی، تمدنی اور ادبی سرمایہ ہے جو کسی بھی بڑی زبان کا ہونا چاہیے۔ آزادی سے قبل اردو کو سرکاری، دفتری اور عدالتی زبان ہونے کا شرف حاصل تھا۔ آزادی کے بعد اردو ہی کی ایک شکل ہندی کو قومی زبان ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ تاہم اردو ہندوستان سے الگ ہوئے ملک پاکستان کی قومی زبان بنے کے ساتھ ہندوستان کی سب سے زیادہ بولی اور سمجھی جانی والی زبان بھی رہی۔

موجودہ ددور میں اردو کی حیثیت علاقائی، قومی اور بین الاقوامی زبان کی ہے۔ اردو کا بیش بہا سرمایہ دنیا کے کتب خانوں اور میوزیم اور آرکائیوز میں موجود و محفوظ ہے۔ ہندوستان میں قومی سطح پر تمام زبانوں کی ترویج وترقی کے لئے جو اقدامات کئے جاتے ہیں وہ اقدامات اردو زبان کے لئے بھی ہوتے ہیں۔ اردو زبان کی ترویج وترقی کے لئے 1977 میں حکومت ہند کے ذریعہ ایک کمیٹی بنائی گئی تھی جو گجرال کمیٹی کے نام سے مشہور ہوئی۔ بعد ازاں اس کی شفارسات کی عمل آوری کے لئے مزید دو کمیٹیاں بنائی گئیں۔ ایک سرور کمیٹی اور دوسری سردار جعفری کمیٹی کے نام سے جانی جاتی ہے۔ بعد ازاں اردو کے فروغ کے سلسلے میں دو اور کمیٹی بنائی گئی جو سید حامد اور عزیز قریشی کے نام سے مشہور ہے۔ ان کمیٹیوں کی تشکیل اور شفارسات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ حکومت اردو زبان کی تیئں اس کی ترقی کا منصوبہ رکھتی ہے تاہم دشواریاں ان شفارسات کی عمل آوری پر ہے۔ اردو میں بین الاقوامی سطح پر دوسری بڑی لنگوا فرنکا ہے۔ اس سے اس کی بین الاقوامی حیثیت مسلم ہے۔ ہندوستان میں کچھ ادارے مرکزی سطح پر اور کچھ صوبائی سطح پر اردو کی ترویج وترقی کے لئے بنائے گئے ہیں جو آئینی ادارے ہیں اور منصوبہ بند طریقے سے چلائے جاتے ہیں۔ ان اداروں کی تعداد سینکڑوں میں ہیں لیکن آپ کو اردو کے چند معروف اداروں کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہے جو اس کام میں سرفہرست ہیں۔ ان کی تاریخی حیثیت بھی ہے اور موجودہ دور میں بھی اردو کی ترقی کے لئے پیش پیش ہیں۔ آپ اس اکائی میں ان ہی اداروں میں سے چند مثلاً قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ریاستی اردو اکیڈمیوں، غالب انسٹی ٹیوٹ، سالار جنگ میوزیم، دارالترجمہ اور ایک اہم یونیورسٹی جو اردو کی ترویج وترقی کے لئے ہی قائم کی گئی ہے (مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی) کے بارے میں پڑھیں گے۔

9.2 - مقاصد

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلبا اس لائق ہو جائیں کہ

☆ ہندوستان میں مختلف زبانوں بالخصوص اردو زبان کی آئینی حیثیت جان سکیں۔

☆ اردو کی ترویج وترقی کے مختلف اداروں کی کارکردگی کا جائزہ لے سکیں گے۔

☆ مرکزی سطح کے اداروں کے لئے کئے جانے والے کاموں کا تجزیہ کرسکیں گے۔

☆ قومی کونسل برائے فروغ اردو کے قیام کے مقاصد اور افعال پر بحث کرسکیں گے۔

☆ ریاستی سرکاروں کے ذریعہ قائم کی گئیں اردو اکیڈمیوں کے قیام کے مقاصد اور افعال کو بیان کرسکیں گے۔

☆ اردو زبان کی ترویج وترقی میں معاون کتب خانوں اور میوزیم اور دیگر اداروں پر تبادلہ خیال کرسکیں گے

☆ اور منجملہ مرکزی سرکار، ریاستی سرکاروں اور دیگر معاون اداروں کے ذریعہ اردو کی خدمات کا جائزہ لے سکیں گے۔

9.3 - قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان (نئی دہلی)

آپ جان چکے ہیں کہ ہندوستان ایک کثیر لسانی ملک ہے اور ہندوستانی آئین کے مطابق سبھی زبانوں کے فروغ کی ذمہ داری حکومت ہند کی ہے۔ آزادی کے بعد بہت سے ادارے ہندوستان کی مختلف زبانوں کی فروغ کے لئے قائم کئے گئے۔ ہندوستان کے پہلے وزیر تعلیم مولانا ابوالکلام آزاد نے تعلیمی ترقی کے لئے زبانوں کی ترویج وترقی پر خاطر خواہ توجہ مرکوز کی اور ساہتیہ اکیڈمی جیسے اداروں کا قیام عمل میں آیا۔ اردو ہندی لسانی اعتبار سے ایک ہی زبان

کی دوشکلیں ہیں اور ملک گیر سطح پر بولی، پڑھی، لکھی اور پڑھائی جاتی ہیں۔ یہ دوزبانیں ذریعہ تعلیم بھی ہیں۔ چنانچہ ان دونوں زبانوں کی ترویج وترقی کے لئے مختلف ادارے بنائے گئے۔ ان اداروں میں راشٹریہ ہندی سنستھان ہندی کے لئے اور قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان (NCPUL) اردو کے لئے سب سے زیادہ اہمیت کی حامل ہیں۔

ہم جانتے ہیں کہ دنیا کے تمام علوم وفنون ایک نسل سے دوسری نسل اور ایک خطے سے دوسرے خطوں تک زبان کے ذریعہ ہی منتقل ہوتے ہیں اور زبانیں ان خطوں کے لوگوں میں تہذیبی، تمدنی، تاریخی اور لسانی شعور بھی بیدار کرتی ہیں۔ ہندوستان جہاں سینکڑوں زبانیں بولی جاتی ہیں اردو ان میں سے ایک اہم تہذیبی وتمدنی زبان ہے اور اس ملک کے کثیر لسانی معاشرے میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے۔ زبان کے فروغ کے لئے قومی اردو کونسل کی معنویت مسلم ہے۔ کونسل نے جہاں سینکڑوں کتابیں شائع کر کے ایک بڑے طبقے کی علمی وادبی تقاضوں کو پورا کیا ہے وہیں اس نے نئی ٹیکنالوجی، عصری تقاضوں اور ضروریات سے ہم آہنگ کچھ ایسے پروگرام اور اسکیمیں شروع کی ہیں جن سے نہ صرف اردو کی ترویج وترقی کے نئے دروازے وا ہوئے ہیں بلکہ تعلیم کے تکنیکی، سائنسی، ترسیلی اور دیگر فنون کو ہر خاص وعام تک پہنچایا جا سکا ہے۔ اس ادارے نے کئی محاذ پر نئی نسل کو روزگار، صنعت وحرفت سے جوڑنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔

آزادی کے بعد اردو کی ترویج وترقی کے لیے 1969 میں ترقی اردو بورڈ کا قیام عمل میں آیا تھا۔ یہ بورڈ پروفیسر محمد مجیب کے وائس چیرمین شپ میں ایک مشاورتی کمیٹی پر مبنی تھا۔ سابق وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی نے اردو کے فروغ کے امکانات کا جائزہ لینے کے لیے جناب اندر کمار گجرال کی صدارت میں ایک کمیٹی قائم کیا۔ اس کی سفارشات میں سے ایک اہم سفارش یہ تھی کہ اردو کی ترقی کے لیے ایک قومی سطح کا ادارہ بنایا جانا چاہیے۔ اسی کے پیش نظر 16/ جون 1973 کو ترقی اردو بیورو قائم ہوا اور 1975 میں اسے ایک سرکاری ماتحت ادارے کا درجہ ملا۔ جب گجرال کمیٹی کے صدر جناب اندر کمار گجرال خود وزیر اعظم ہوئے تو انہوں نے اسے ایک نوڈل ایجنسی کا درجہ دے دیا اور بعد ازاں اس ادارے کا موجودہ نام قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان National Council for Promotion of Urdu Language NCPUL ہو گیا۔ وزارت ترقی انسانی وسائل کے زیر نگرانی یکم اپریل 1996 سے ایک خود مختار ادارے کی حیثیت سے کام کر رہا ہے۔ اس ادارے کا چیرمین فروغ انسانی وسائل کی وزارت کا وزیر ہوتا ہے جبکہ وائس چیرمین کسی معروف ومشہور زبان دان، ماہر لسانیات یا ادیب وشاعر کو چنا جاتا ہے۔ اب تک جن شخصیات نے اردو کونسل کو وائس چیرمین کی حیثیت سے اپنی خدمات دی ہیں ان میں ڈاکٹر راج بہادر گوڑ، پروفیسر گوپی چند نارنگ، جناب سدیپ بنرجی، جناب شمس الرحمٰن فاروقی، جناب چندر بھان خیال، پروفیسر وسیم بریلوی اور جناب مظفر حسین قابل ذکر ہیں۔ اردو کونسل کا اصل ذمہ دار اس کا ڈائرکٹر ہوتا ہے جو کونسل کی سربراہی کرتا ہے اور اس کی دیکھ ریکھ میں پورا عملہ کام کرتا ہے۔ اردو کونسل کے ڈائرکٹر کی حیثیت سے جن شخصیات نے اپنے فرائض انجام دیے ہیں ان میں ڈاکٹر شمس الرحمٰن فاروقی، کے۔ کے کھلر، ڈاکٹر فہمیدہ بیگم کے علاوہ ڈاکٹر حمید اللہ بھٹ، جناب ایس موہن، محترمہ ایس چودھری، ڈاکٹر علی جاوید اور ڈاکٹر خواجہ محمد اکرام الدین کے نام بطور خاص شامل ہیں۔ کونسل کے موجودہ ڈائرکٹر کی ذمہ داری پروفیسر ارتضیٰ کریم (سید علی کریم) نے جون 2015 سے سنبھالی ہے۔ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان اپنے قیام کے مقاصد کے حصول کے لیے ہر ممکن کوشش کر رہا ہے۔ اس کے اغراض ومقاصد میں اردو زبان کا فروغ اردو زبان کے ذریعے مختلف تعلیمی، سائنسی وتکنیکی علوم کو اردو عوام تک پہنچانا، حکومت ہند اور ریاستی حکومت کو اردو کی ترویج کے سلسلے میں مشورے وہدایات دینا، اردو کی تعلیمی اور تنظیمی فروغ کے اداروں کی معاونت کرنا۔ اردو کی کتابوں کی تالیف واشاعت، دوسرے علوم سے اردو میں تراجم اور دیگر تکنیک اور کمپیوٹر کے ذریعہ اس کے فروغ کے امکانات تلاش کرنا اس کے بنیادی مقاصد میں شامل ہیں۔ اردو کونسل اردو زبان کے ذخیرہ میں اضافہ کے لیے مختلف شعبوں اور علوم کی تکنیکی اصطلاحات کو جمع کرتی ہے اور تدوین کرتی ہے۔ پورے ملک میں شائع ہونے والے اخبارات ورسائل کو مالی مدد فراہم کرتی ہے۔ ملک اور بیرون ملک اپنے مطبوعات کی فروخت اور نمائش کا انتظام کرتی ہے۔ ملک گیر پیمانے پر اردو کی ترقی کے مدنظر کمپیوٹر کورس کے

سنٹرس قائم کر کے ان میں کمپیوٹر کی تعلیم وتربیت کا انتظام کرتی ہے۔ انگریزی، ہندی اور دیگر ہندوستانی زبانوں کے ذریعہ اردو زبان کی تعلیم کا انتظام فاصلاتی کورسس کے ذریعہ کرتی ہے۔ اردو زبان کی ترقی کے لیے مرکزی اور صوبائی حکومتوں اور اداروں سے تال میل رکھتی ہے۔ کونسل اردو زبان کی ترویج وترقی کے لیے غیر سرکاری تنظیموں (NGO's) کو مالی امداد فراہم کرتی ہے۔ ریاستی اردو اکیڈمیوں کی سرگرمیوں میں معاونت کرتی ہے۔ اردو، فارسی اور عربی کی کامیاب اور منتخب مخطوطوں، کتابوں کی از سر نو اشاعت کرتی ہے اور غیر اردو داں طبقوں تک اردو کو پہنچانے کے لیے ماحول کو سازگار بناتی ہے۔

قومی اردو کونسل اپنی معیاری اشاعت کے لیے معروف ہے۔ یہ ادارہ عصری علوم وفنون اور تکنیکی وسائنسی علوم کو ترجمے کے ذریعے اردو میں شائع کرتی ہے۔ کونسل نے ریاضیات، شماریات و دیگر علوم کی فرہنگ، قانونی لغات اور انسائکلو پیڈیا کے علاوہ ذولسانی اور سہ لسانی انگریزی، اردو، ہندی لغات بھی شائع کیے ہیں۔ کونسل کی مذکورہ قسم کی معیاری کتابوں اور لغات کے علاوہ اس کے رسائل بھی بہت ہی اہمیت کے حامل ہیں۔ کونسل نے ماہنامہ اردو دنیا، بچوں کی دنیا اور سہ ماہی فکر وتحقیق کے ذریعہ اردو کی ترویج واشاعت کے ساتھ ساتھ بچے، جوان، بوڑھے، کم پڑھے لکھے اور دانشور ہر طبقے کی علمی آسودگی کا سامان مہیا کیا ہے۔ اپریل 2017 سے کونسل نے ایک اور رسالہ "خواتین کی دنیا" شائع کرنا شروع کیا ہے۔ ماہنامہ اردو دنیا 1997 سے بلا ناغہ شائع ہو رہا ہے جبکہ جون 2013 سے بچوں کی دنیا کا آغاز ہوا۔ بچوں کی دنیا کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ اس کی اشاعت پچاس ہزار سے تجاوز کر چکی ہے۔ یہ ملک اور بیرون ملک کے بچوں کا مقبول رسالہ ہے۔ ان دونوں رسالوں سے قبل اس ادارے کا فکری وتحقیقی سہ ماہی جریدہ" فکر وتحقیق"1997 سے شائع ہو رہا ہے۔ اس نے بہت سے خصوصی ادبی نمبرات شائع کیے ہیں۔ اشاعتی فرائض میں اردو کونسل نے مکتبہ جامعہ کی بروقت اعانت کر کے اس کی سینکڑوں نایاب کتابوں کو دوبارہ شائع کیا ہے۔ بذات خود کونسل نے تیرہ سو سے زائد کتابیں شائع کی ہیں۔ کمپیوٹر ڈپلوما اور کمپیوٹر کے دیگر کورسز کے ذریعہ اردو داں طبقے کو روزگار سے جوڑنے کی کوشش کی ہے۔ اب تک تقریباً دو لاکھ طلبا نے DTP کی تکمیل کی ہے۔ اور کیلی گرافی اور گرافک ڈیزائنگ سے فی الوقت 2800 طلبا مستفید ہو رہے ہیں اردو کونسل کی فاصلاتی تعلیم کے تحت اردو ڈپلوما کورس میں 74000 طلبا داخلہ لیا ہے۔

آپ جان چکے ہیں کہ اردو کونسل اردو کی نشر واشاعت میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ اس نے لغات کے میدان میں نمایاں کارنامہ انجام دیا ہے۔ کونسل نے نور اللغات کا جدید اڈیشن، جدید اردو لغت، اردو انگریزی جامع لغات، سائنسی و تکنیکی اصطلاحات کے ساتھ ساتھ انسانیات، حیوانیات، ریاضیات، فلسفہ، نفسیات، تعلیم، کیمیا، لسانیات، معاشیات، نباتات، اور تاریخ وسیاست کے مضامین کے لئے فرہنگ اصطلاحات شائع کئے ہیں۔ ایک اہم لغات "فرہنگ آصفیہ" کا جدید اڈیشن 2016 میں شائع ہوا ہے۔ علمی، ادبی فرہنگ کے ساتھ ساتھ قومی کونسل نے مختلف مضامین میں انسائکلو پیڈیا بھی شائع کئے ہیں۔ کونسل نے اپنے اشاعتی سلسلے کے تحت مشاہیر ادب پر مونوگراف شائع کرنے کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ اس کے علاوہ اردو کی مفید کتابوں کی ہزاروں جلدیں ہر سال کونسل تھوک خریداری یا بلک پرچیز اسکیم کے تحت خرید کر ملک کے سینکڑوں کتب خانوں کو مہیا کراتی ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ:

(1) اُردو کی ترقی وترویج میں NCPUL کے کردار کا جائزہ لیجیے؟

9-4 - اہم کتب خانے اور ادارے

ہندوستان کو زمانہ قدیم سے ہی تعلیمی اداروں اور کتب خانے کی تعمیر وتشکیل میں اہم مقام حاصل رہا ہے۔ تاریخ کی کتابوں اور سیاحوں کے بیانات سے بھی اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ ہمارا علمی ورثہ بہت ہی اہمیت کا حامل رہا ہے۔ چنانچہ عہد قدیم میں نالندہ، تکشیلا اور وکرم شیلا کے علمی مراکز ہوں یا پھر عہد وسطی کے دہلی، لاہور، عظیم آباد، ملتان، مرشد آباد، بیجاپور، حیدرآباد اور جون پور کے علمی ادارے وکتب خانے۔ انگریزی عہد حکومت میں متعدد جامعات کا قیام اور کتب خانوں کی تشکیل وتجدید سے ہمارے علمی وادبی عظمت کی عکاسی ہوتی ہے۔ عہد وسطی بالخصوص مغلیہ دور میں کچھ ایسے علمی مراکز قائم ہوئے جواب بھی

اہل علم وہنر کی علمی وادبی پیاس بجھانے میں سرگرم عمل ہیں۔ کتب خانے کسی بھی ملک کی سب سے اہم وراثت ہوتے ہیں۔جس ملک میں جتنا قدیم اورعظیم کتب خانے ہیں اس ملک کے علمی وتعلیمی عظمت کا پتہ دیتے ہیں۔ ہمارے ملک میں کچھ ایسے ہی باوقار قدیم اورعظیم کتب خانے وعجائب گھر ہیں جو ہماری عظمت رفتہ اور حالیہ ترقی کی بے مثال نشانیاں ہیں۔ایسے کتب خانوں میں خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ،رضا لائبریررامپور،نیشنل لائبریری کلکتہ،مولانا ابوالکلام آزادعربی فارسی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ،ٹونک، راجستھان،ڈاکٹر ذاکرحسین سنٹرل لائبریری جامعہ ملیہ اسلامیہ، دہلی،مولانا آزادسینٹرل لائبریری علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، غالب انسٹی ٹیوٹ،نئی دہلی، سالار جنگ میوزیم لائبریری حیدرآباد،ادارہ ادبیات، حیدرآباداور دارالترجمہ حیدرآباد۔اس ذیلی اکائی میں آپ ان اہم کتب خانوں اوراداروں میں علاقائی اردواکیڈمیاں، غالب اکیڈمی دہلی اور سالار جنگ میوزیم لائبریری سے متعلق مختصر جانکاری حاصل کریں گے۔

9.4-1 علاقائی (ریاستی) اردو اکیڈمیاں

پچھلے صفحات میں آپ نے پڑھا ہے کہ اردو کی قومی اور بین الاقوامی حیثیت مسلم ہے اور قومی سطح پر اس کی ترویج وترقی کے لیے آئین میں مراعات و شقیں موجود ہیں۔حکومت ہند اس بات کی پابند ہے کہ ملک کی دیگر بڑی زبانوں کی ترویج وترقی کے ساتھ ساتھ اردو کی ترقی کے لیے بھی اقدامات کرے۔ مرکزی حکومت کے علاوہ آئین کی رو سے ریاستی حکومتوں پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ریاست میں بولی جانے والی زبانوں کے فروغ کے لیے اقدامات کرے۔ چونکہ اردو بولنے پڑھنے لکھنے اور سمجھنے والے افراد کی تعداد کروڑوں میں ہے جو ملک کے طول وعرض میں مختلف ریاستوں اور خطوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ریاستوں کی سرکاریں اس عوامی زبان کی ترویج وترقی کے لیے آئین کے تحت اقدامات کرتی ہیں۔ بہت سی ریاستوں میں اردو کی ترویج وترقی کے لیے ریاستی اردو اکیڈمیاں قائم کی گئی ہیں جو بالخصوص ریاستی سطح پر اس کی ترقی کے اقدامات کرتی ہیں اور بالعموم مرکزی سطح کے اداروں ،قومی اداروں اور دیگر ریاستوں کی اکیڈمیوں سے اشتراک بھی کرتی ہیں تاکہ اردو زبان وادب کے فروغ کا عمل جاری رہے۔ ریاستی سطح کی اردواکیڈمیاں متعدد ریاستوں میں قائم ہیں تاہم کچھ ریاستوں میں اردو اکیڈمیوں کے علاوہ اردو کی تہذیبی وتمدنی نشوونما کے لیے اور عوام تک اسکو پہنچانے کے لئے دیگر چھوٹے بڑے ادارے بھی قائم ہیں۔ کچھ ریاستوں میں تعلیمی وتدریسی ادارے بھی ان کے کاموں میں اشتراک کرتے ہیں۔کئی ریاستوں میں اردو کے یہ ادارے اور اکیڈمیاں آزادی سے قبل سے سرگرم عمل ہیں تو کچھ ریاستوں میں آزادی کے فوراً بعد نیز کچھ ریاستوں میں تھوڑے وقفے وقفے کے بعد اردو اکیڈمیاں قائم ہوئی ہیں۔جن ریاستوں میں اردو اکیڈمیاں قائم ہوئی ہیں ان میں پنجاب، ہریانہ، دہلی، اتر پردیش، بہار، مغربی بنگال، مدھیہ پردیش، راجستھان، مہاراشٹر، آندھر پردیش، تلنگانہ، کرناٹک وغیرہ ریاستوں کی اردو اکیڈمیاں خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ مذکورہ ریاستوں کی اردو اکیڈمیوں کے علاوہ کچھ ایسی ریاستیں ہیں جہاں اردو اکیڈمیاں تو باضابطہ طور سے قائم نہیں ہیں تاہم اردو کے فروغ کے لیے ادارے کام کررہے ہیں مثلاً تمل ناڈو، کیرلا اور ہماچل پردیش وغیرہ جبکہ نئی تشکیل شدہ ریاستوں جھارکھنڈ اور اتراکھنڈ میں بھی ماضی قریب میں اردو اکیڈمیاں قائم ہوئی ہیں۔ جموں وکشمیر ملک کی واحد ایسی ریاست ہے جہاں کی اوّل سرکاری زبان اردو ہے ۔ جہاں سرکاری طور پر اردو کے فروغ کے لیے علاقائی زبانوں کشمیری، ڈوگری اور لداخی کے ساتھ ساتھ اردو کے فروغ کے لیے کشمیر کلچرل اکیڈمی قائم ہے اور اردو اکیڈمی بھی قائم کی جارہی ہے۔

پنجاب اردو اکیڈمی

ملک کی تقسیم کا سب سے زیادہ مضر اثر پنجاب پر پڑا اور پنجاب دو حصوں میں تقسیم ہوگیا۔ایک حصہ پاکستان میں شامل ہوا اور اس خطے میں اردو کی ترقی بدستور جاری رہی۔ ہندوستان میں شامل پنجاب کے خطے میں آزادی کے بعد اردو کی ترقی تقسیم ہند کی نامناسب حالات کی نذر ہوگئی تاہم نصف صدی گزرنے کے بعد 20 ستمبر 2005 میں پنجاب اردو اکیڈمی کی تشکیل نو ہوئی۔ پنجاب اردو اکیڈمی کا صدر دفتر مالیر کوٹلہ میں ہے۔ پنجاب اردو اکیڈمی کے اغراض ومقاصد میں صوبے میں اردو زبان وادب کے مطالعے کو تحریک دینے، تحقیقی وتخلیقی ادب کو پروان چڑھانے، معیاری کتابوں اور رسالوں کی اشاعت کرنے ،سیمیناروں

،کانفرنسوں اور ورکشاپ کا انعقاد کرنا، اردو زبان کے ادیبوں اور شاعروں کو فیلوشپ اور وظائف سے نوازنا، مالی مشکلات کا سامنا کرنے والے ادیبوں کی مالی اعانت کرنا، معیاری اردو ادب پر انعام دینا، اردو زبان و ادب کی درس وتدریس کا انتظام کرنا اور اردو کے ممتاز اور مستحق ادیبوں کو پینشن دینا شامل ہے۔اس کے علاوہ اردو فاصلاتی کورسس، غیر مطبوعہ تصانیف کی اشاعت، اردو لائبریری اور بہترین ادب کے فروغ کے لیے کام کرنا بھی اس کے اغراض و مقاصد میں شامل ہیں۔ پنجاب سرکار نے پنجاب اردو اکیڈمی کے لیے 16-2015 میں پچاس لاکھ کا بجٹ مختص کیا ہے۔جنوری 2014 سے پروفیسر منظور حسن اس اکیڈمی کے سکریٹری مقرر کیے گئے ہیں۔

ہریانہ اردو اکیڈمی

ہریانہ اردو اکیڈمی کا قیام 22 دسمبر 1985 کو ہوا تھا۔اس کا مقصد ریاست میں اردو زبان و ادب کے فروغ کے ساتھ ساتھ اردو کلچر کا فروغ بھی شامل تھا۔اردو کی ترقی کے لیے اور اس کو عوامی زبان بنانے کے لیے ہریانہ اردو اکیڈمی نے جن اغراض و مقاصد کو سامنے رکھا ہے ان میں اردو کی تدریس کے لیے اردو سینٹر کا قیام، ہریانہ کے کلچر کی ترویج معروف و مشہور ادبا و شعرا کی تخلیقات کی اشاعت، ان کو مالی تعاون، ہریانوی مصنفین کی کتابوں کی اشاعت، ہریانہ میں منعقد کیے جانے والے ادبی اور تہذیبی اداروں کی اعانت، مشاعرہ، سیمینار، ورکشاپ، کانفرنس اور اردو کے فروغ کے لیے دیگر سرگرمیوں کی مالی معاونت کے ساتھ ساتھ ہریانوی اور دیگر ریاستوں کے اردو ادیبوں کو انعامات و اعزازات، مخطوطوں اور نایاب کتابوں کی از سر نو اشاعت اور ہریانہ کی تاریخی و تہذیبی اردو یادگاروں کی توسیع، ہریانہ اردو اکیڈمی کے خاص اغراض و مقاصد ہیں۔اس اکیڈمی کا صدر دفتر ہریانہ کے پنچکولہ میں واقع ہے۔

اردو اکادمی، دہلی

دہلی میں اردو اکادمی کا قیام مارچ 1981 میں ہوا تھا۔ چونکہ دہلی اردو کی جائے پیدائش رہی ہے اس لیے یہاں اردو کے فروغ کے اداروں کے لیے کافی امکانات ہیں لیکن تقسیم وطن سے اردو کے کاز کو سخت نقصان پہنچا۔ آزادی کے بعد بہت دنوں تک اس طرف توجہ نہیں دی گئی۔حالانکہ دہلی میں انجمن ترقی اردو ہند کا صدر دفتر قائم ہے لیکن اس نے بھی 1976 تک دہلی میں اردو اکیڈمی کے قیام کے لیے کوئی حوصلہ افزا کام نہ کیا۔1976 میں دہلی انتظامیہ میں لسانی شعبے کے تحت سرکاری کام کاج میں اردو کو شامل کرنے کے لیے ایک کمیٹی بنائی گئی اور اس کمیٹی کی کوششوں سے مارچ 1981 میں دہلی میں اردو اکیڈمی قائم ہوئی اور اس کا پہلا بجٹ صرف پچاس ہزار روپے تھا۔اس اکیڈمی کا دائرہ کار کافی وسیع اور متنوع ہے۔اس کی بنیادی مقاصد میں دہلی کی ادبی، تاریخی، سماجی اور تہذیبی و ثقافتی پہلوؤں سے متعلق تاریخی و دستاویزی مواد کو کتابی صورت میں محفوظ کرنے کا کام شامل ہے۔دہلی اردو اکیڈمی کے ذریعہ کیے جانے والے ادبی و ثقافتی سر گرمیوں کا اثر ملک گیر پیمانے پر ہوتا ہے۔بیرون دہلی اور بیرون ملک کے محققین کا اس سے قریبی روابط ہیں۔کل ہند سطح کے ادبی، شعری محفلوں، سیمینار، ادبی انعامات و اعزازات بھی اس کے مقاصد میں شامل ہیں۔اس کا شعبہ نشر و اشاعت نے ایوان اردو اور امنگ جیسے معیاری رسالوں کے علاوہ بہت ہی معیاری کتابوں کی اشاعت کی ہے۔دہلی کا وزیر اعلی اس کا آئینی چیرمین ہوتا ہے اور کسی ماہر لسانیات، ادیب یا شاعر کو اردو اکیڈمی کا وائس چیرمین بنایا جاتا ہے۔

اترپردیش اردو اکیڈمی

آبادی کے لحاظ سے اترپردیش ہندوستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے۔اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ اردو بولنے والوں کی تعداد بھی اسی صوبے میں سب سے زیادہ ہے۔لیکن اردو کو سب سے زیادہ نقصان بھی یہیں اٹھانا پڑا ہے۔جنوری 1972 میں حکومت اترپردیش کے ذریعہ اردو اکیڈمی کا قیام ہوا۔اپنے قیام کے بعد سے ہی اکیڈمی نے اردو کی ترویج و اشاعت کے لیے نمایاں کارنامے انجام دے رہی ہے۔بعد کی دہائی میں اردو ریاست کی دوسری سرکاری زبان بننے کے بعد اس کی ذمہ داریون مین مزید اضافہ ہوا ہے۔اترپردیش اردو اکیڈمی کے اہم مقاصد میں اردو کے قدیم شہہ پاروں کی اشاعت، ادب اطفال کی اشاعت، درجہ چھ سے ایم فل، پی ایچ ڈی تک کے اردو کے طلبا کو میرٹ کی بنیاد پر وظائف دینا، صوبے میں عوامی کتب خانوں کو مالی امداد، مصنفین کے

مسودات کی طباعت کے لیے مالی امداد، اردو کے معذور، بیماراور مالی طور پر کمزور اد باءشعراءاورصحافیوں کی مالی امداد، مصنفین ادباءوشعراءکی شائع شدہ کتابوں پر انعامات دینا اس کے اہم مقاصد میں شامل ہیں۔اس کے علاوہ سیمینار، ورکشاپ ،ثقافتی سرگرمیوں اور مشاعروں کے انعقاد کو مالی امداد کے علاوہ اردو کوچنگ سینٹر اور اردو طلبا کے لیے مقابلہ جاتی امتحانات کی تیاری کے لیے کوچنگ سینٹر کے قیام بھی اس کے دائرہ کار میں شامل ہیں۔

بہار اردو اکیڈمی

اردو آبادی کے لحاظ سے صوبہ بہار بھی ایک اہم ریاست ہے۔ریاست بہار میں اردو اکیڈمی کا قیام 1972 میں ہوا۔چونکہ اردو ریاست کی دوسری سرکاری زبان ہے اور یہاں سیکڑوں کی تعداد میں اردو میڈیم ابتدائی وثانوی اسکول قائم ہیں اس لیے اردو اکیڈمی بہار کی ذمہ داریوں میں معیاری کتب شائع کرنا ایک اہم ذمہ داری ہے۔اس کے دیگر اہم مقاصد میں شعرا، ادبا اور اردو صحافیوں کی حوصلہ افزائی، قومی و بین الاقوامی سیمینار کا انعقاد اور اردو زبان وادب کے فروغ کے لیے دیگر سرگرمیوں کی امداد شامل ہیں۔اس کے علاوہ اردو اکیڈمی بہار معاشی طور پر کمزور اور ضعیف و بزرگ شعرا و ادبا کی مالی امداد، ریاستی وقومی سطح کے مصنفین کی کتابوں پر انعامات دینا اس کے مقاصد میں شامل ہیں۔بہار اردو اکیڈمی ایک ماہانہ ادبی مجلّہ "زبان وادب" کے نام سے شائع کرتی ہے۔

مدھیہ پردیش اردو اکیڈمی

مدھیہ پردیش اردو اکیڈمی کا قیام 20 جولائی 1976 کے ریاستی حکم نامے کے ذریعہ نومبر 1976 میں ہوا۔ڈاکٹر نصرت مہدی مدھیہ پردیش اردو اکیڈمی کے موجودہ سیکریٹری ہیں۔مدھیہ پردیش میں اردو زبان تعلیم اور ادب کے فروغ اور اس کے تحفظ کے لیے ضروری اقدامات کرنا، نئے تخلیقی وتنقیدی اردو ادب کی اشاعت کرنا، ادبی نشست مذاکرے و مشاعرے کا انعقاد کرنا، لائبریریوں ادیبوں اور شاعروں کو مالی امداد دینا، ادبی وثقافتی اداروں کو ان کی ادبی سرگرمیوں کے لیے مدد کرنا اکیڈمی کے خاص اغراض و مقاصد میں شامل ہیں۔مدھیہ پردیش اردو اکیڈمی اردو کی تعلیم وتربیت کے لیے دو محاذ پر کوشش کر رہی ہے ایک تو یہ کہ گذشتہ بارہ سال سے اردو سکھانے کی کلاس چلاتی ہے جس میں داخلے کی کوئی فیس نہیں۔دوسرے اکیڈمی NCPUL کے زیر نگرانی مدھیہ پردیش میں اردو ٹریننگ سنٹر چلاتی ہے۔مدھیہ پردیش اردو اکیڈمی کتابوں پر انعام دیتی ہے۔اکیڈمی نے اپنی کتابوں کو قارئین تک پہنچانے کے لیے سیل کاؤنٹر بنا رکھا ہے جہاں اکیڈمی کے کونٹر پر کونسل اور انجمن ترقی اردو ہند کی مطبوعات دستیاب ہیں۔اکیڈمی نے اردو انسائیکلوپیڈیا، انگریزی اردو ڈکشنری، اردو ہندی ڈکشنری ،تاریخ ادب اردو، بھوپال درپن، داستان بھوپال، اقبال سب کے لیے اور حیات اجمل جیسی منفرد اور نایاب کتابیں شائع کی ہیں۔اکیڈمی کا صدر دفتر ملا رموزی سنسکرتی بھون بھوپال میں قائم ہے۔

مہاراشٹر اردو اکیڈمی

ریاست مہاراشٹر کی اردو اکیڈمی کا نام مہاراشٹر اسٹیٹ اردو ساہیتہ اکیڈمی ہے۔اس کا قیام 1975 میں ہوا تھا۔شری اے رؤف خاں اس اکیڈمی کے موجودہ چیرمین ہیں۔مہاراشٹر اردو ساہیتہ اکیڈمی وزارت اقلیتی امور کے زیر انتظام ہے۔اکیڈمی کے دائرہ کار میں پورے مہاراشٹر میں اردو زبان وادب اور اس کے فروغ سے متعلق سرگرمیاں شامل ہیں۔اکیڈمی خاص طور سے اردو زبان سے متعلق کانفرنس، سیمینار کے علاوہ ابتدائی وثانوی سطح کی اردو کتابوں کی اشاعت میں معاونت کرتی ہے۔یہ اکیڈمی پوری ریاست کے مصنفین وشعرا کو ان کی معروف تصنیفات پر انعامات واعزازات دیتی ہے۔مہاراشٹر اردو اکیڈمی مرکزی سطح پر اردو کی ترویج وترقی کے لیے قائم اردو کونسل (NCPUL) سے اشتراک کر کے اردو کے فروغ کے لیے سرگرمیاں منعقد کرتی ہے۔یوم جمہوریہ، یوم آزادی اور دیگر مواقع پر آل انڈیا مشاعرے وغیرہ کا اہتمام مہاراشٹر اسٹیٹ اردو ساہیتہ اکیڈمی منعقد کرتی ہے۔اکیڈمی کا صدر دفتر اولڈ کسٹم ہاؤس، ڈی، ڈی بلڈنگ سکنڈ فلور ایس-بی روڈ ممبئی-23 میں واقع ہے۔

آندھرا پردیش اردو اکیڈمی

دکن کا خطہ بالخصوص سابقہ نظام حیدرآباد کے علاقے کو اردو کی قدیم آبادی تسلیم کیا جاتا ہے۔اے -پی اردو اکیڈمی کا قیام اس پورے خطے میں

اردو کی ترویج وترقی کے لئے ہوا تھا۔ان اکیڈمیوں کے اغراض ومقاصد میں اردو زبان وادب کی ترویج وترقی ،اردو رسم خط اوراردو ذریعہ تعلیم کی توسیع ،تعلیمی اداروں میں اردو بحیثیت مادری زبان یا زبان اول اور ثانوی زبان کی تدریس کا انتظام تعلیم کی مختلف سطحوں پر کرنا ہے۔اس کے علاوہ اردو لسانیات ،دکنی مخطوطات ،قدیم مخطوطے اور مطبوعہ، نادرونایاب کتابوں کا تحفظ اوران پر تحقیق کے علاوہ اردو میں کانفرنس ،لکچر ،سیمنار ،اور دیگر ادبی سرگرمیاں منعقد کرانا بھی ہے۔اردو اکیڈمی اردو کے ترقیاتی منصوبے کے تحت اسکولی سطح کی تمام کتابوں کا اردو میں ترجمہ کراتی ہے یا پھر انہیں اردو میں تیار کراتی ہے۔اردو اکیڈمی ریاست میں بالعموم اور حیدرآباد میں بالخصوص تمام کتب خانوں کی اردو کتابوں کی دیکھ بھال اوران کے تحفظ کے اقدامات بھی کرتی ہے۔یہ اکیڈمی ذہین طلبا کو وظائف مہیا کراتی ہے۔اکیڈمی نے کئی معروف ادبا وشعرا کے نام پر انعامات واعزازات دینے کا اعلان بھی کیا ہے جواردو زبان واادب کے میدان میں گراں قدر خدمات انجام دیتے ہیں۔انعامات میں مخدوم ایوارڈ،قلی قطب شاہ ایوارڈ،شری کرشن پرشاد صفی ایوارڈ وغیرہ اہم ہیں۔ان کے علاوہ ادبا وشعرا کو لائف ٹائم اچیومنٹ ،ادبی کتاب پر انعامات ،بہتر اساتذہ کے انعام اور بہترین طلبا کے انعام بھی آندھرا پردیش اردو اکیڈمی کرتی ہے۔آندھراپردیش اردو اکیڈمی ادارہ جاتی سطح پر اردو اسکولوں کو اور مختلف اردو کلچرل اداروں کو بھی امداد اور سازوسامان مہیا کراتی ہے اس کے علاوہ اکیڈمی کا رسالہ " قومی زبان" ڈگری درجات کی درسی کتابیں ،تلگو اردو ڈکشنری وغیرہ کی اشاعت بھی اردو اکیڈمی کے زیر اہتمام کیا جاتا ہے۔

کرناٹک اردو اکیڈمی

کرناٹک اردو اکیڈمی حکومت کرناٹک کا نیم خودمختار ادارہ ہے جو ریاستی حکومت کے زیر اہتمام ہے۔کرناٹک اردو اکیڈمی کا قیام 1976 میں ہوا۔عام طور پر ریاستی اردو اکیڈمیوں کے اغراض ومقاصد کی طرح اس کے بھی اغراض ومقاصد ہیں۔کرناٹک اردو اکیڈمی اپنے منصوبہ بند پروگرام کے تحت جن اغراض ومقاصد کے لئے کوشاں ہے ان میں اردو شعرا وادبا اور صحافیوں کو انعامات ،بہترین کتابوں پر انعامات ،مصنفین کو کتابوں کی اشاعت کے لئے مالی امداد ،غیر اردو داں کو اردو سکھانے کا اہتمام ،ماہرین لسانیات وزبان وادب کے توسیعی خطبات کا انتظام کرنا خاص طور سے شامل ہیں۔اس کے علاوہ اکیڈمی اپنی اشاعتی پروگرام کے تحت سہ ماہی ادبی رسالہ اور کئی اہم کتابیں شائع کرتی ہے۔اکیڈمی صوبائی سرکاری زبان کنڑ سے ادبی لین دین کو فروغ دیتی ہے۔اردو اساتذہ کے لئے تربیتی کورس اور ریفریشر کورس کا بھی انعقاد کرتی ہے اور کتب خانوں کو رسالوں ،کتابوں اور دیگر علمی وادبی عطیات فراہم کرتی ہے۔اکیڈمی کا صدر دفتر کرناٹک بھون ،سیکنڈ فلور ،جے۔سی۔روڈ بنگلور میں واقع ہے۔

9-4-2 غالب اکیڈمی (دہلی)

دلی کا شمار ہندوستان کے عظیم تہذیبی شہروں میں ہوتا ہے۔یہاں متعدد تعلیمی ،تہذیبی اور ثقافتی ادارے قایم ہیں۔آپ نے دہلی اردو اکیڈمی کے متعلق بھی جانکاری حاصل کی ہے۔یہاں اس کے علاوہ ساہتیہ اکیڈمی ،غالب انسٹی ٹیوٹ ،کلچرل اکیڈمی ،کلا بھون ،نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا،قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان اور غالب اکیڈمی قائم ہیں۔ان میں سے ہر ادارہ اپنے قیام کے اغراض ومقاصد کی تکمیل کررہا ہے۔غالب اکیڈمی کا قیام خصوصی طور پر انیسویں صدی کے معروف ومشہور اردو اور فارسی شاعرونثر نگار مرزا اسداللہ خاں غالب کی یاد میں ہوا تھا۔یہ قومی سطح کا تعلیمی ،تہذیبی اور ثقافتی ادارہ ہے۔اس کا قیام معروف ومشہور حکیم اور ہمدرد کے بانی حکیم عبدالحمید کی کوششوں سے ہوا۔اس کا افتتاح اس وقت کے صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر ذاکر حسین نے 22 فروری 1969 کو کیا۔غالب اکیڈمی معروف ومشہور ولی اللہ اور صوفی حضرت نظام الدین اولیا کی درگاہ کے قریب قائم ہے۔یہ ایک رجسٹرڈ سوسائٹی کے تحت قائم شدہ ادارہ جو مرزا غالب کی نگارشات اوران کی شخصیت اور کارناموں کو اجاگر کرنے کے لیے قائم کی گئی ہے۔اس کی آفیشیل زبان اردو ہے۔غالب اکیڈمی میں تحقیقی کتب خانہ ،آڈیٹوریم اور اشاعتی سیکشن قائم ہے۔اس اشاعتی ادارے نے غالب اوران کی شاعری اوران کے ہم عصروں پر درجنوں کتابیں شائع کی ہیں۔جس میں غالب اور آہنگ غالب ،غالب اور فن تنقید ،تعلیمات غالب کے علاوہ دیوان غالب کے متعدد ایڈیشن اور شرحیں شائع کی ہیں۔اس کے علاوہ یہاں سے ششماہی ادبی رسالہ "جہان غالب" کے نام سے شائع ہوتا ہے۔

غالب اکیڈمی کے قیام کے اغراض و مقاصد میں مرزا غالب کی یادگار اندرون ملک اور بیرون ملک قائم کرنا، ان پر مختلف طرح کے مذاکرے اور سیمینار منعقد کرنا، مرزا اسداللہ خاں غالب اور ان کے ہم عصروں پر تحقیق کرنا، کلاسیکل شاعری اور مشرقی زبانوں سے متعلق مطالعے کے علاوہ مختلف ادبی اور ثقافتی اداروں کے تعاون سے ادبی مذاکرے، سیمینار، مشاعرے اور نشستوں کا اہتمام کرنا شامل ہے۔ یہ ادارہ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کے تعاون سے کمپیوٹر اور خطاطی کے تربیتی پروگرام بھی چلاتا ہے۔ غالب اکیڈمی سے متصل بہت سی تاریخی عمارتیں اور مقامات ہیں۔ غالب اکیڈمی کی دائیں جانب مرزا اسداللہ خاں غالب کا مزار ہے اور قریب دو سو میٹر کے فاصلے پر حضرت نظام الدین اولیا اور طوطی ہند امیر خسرو کی درگاہیں ہیں۔ جبکہ کچھ ہی فاصلے پر شہرہ آفاق ہمایوں کا مقبرہ بھی ہے۔

9-4-3 سالار جنگ میوزیم لائبریری (حیدرآباد)

سالار جنگ میوزیم کا شمار کسی فرد واحد کے ذریعہ قائم کئے گئے عظیم اداروں میں ہوتا ہے۔ اس میوزیم میں تقریباً چالیس ممالک کے نوادرات اکھٹا کئے گئے ہیں جن کا تعلق عہد جدید و قدیم کے ہر دور سے ہے۔ سالار جنگ میوزیم کی لائبریری اپنے آپ میں منفرد حیثیت کی حامل ہے۔ اس لئے کہ اس کتب خانے میں مطبوعہ کتابوں کی تعداد ساٹھ ہزار سے زائد ہیں جبکہ کثیر تعداد میں کئی زبانوں کی مخطوطات موجود ہیں جو فن خطاطی کا اعلی نمونہ پیش کرتے ہیں۔ ان مخطوطات میں تقریباً بیس طرح کے خط استعمال کئے گئے ہیں موجودہ سالار جنگ میوزیم اور اس کی لائبریری کا باضابطہ افتتاح جولائی 1968 میں صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر ذاکر حسین نے کیا۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے 1963 میں اس عمارت کی سنگ بنیاد رکھی تھی۔ اس سے قبل اس میوزیم کو 1963 میں پارلیمنٹ کے ایکٹ کے ذریعہ قومی وراثت قرار دیا گیا۔ سالار جنگ کی موجودہ عمارت سے قبل اسے حیدرآباد کی معروف تاریخی عمارت دیوان دیوڑھی میں قائم کیا گیا تھا۔ یہ عمارت اب آثار قدیمہ کی یادگار عمارتوں میں شامل ہے جس میں 78 کمرے ہیں۔ انہیں کمروں میں سالار جنگ میوزیم کے نوادرات۔ مخطوطات اور مطبوعہ کتابیں اکٹھا کی گئی تھیں۔ سالار جنگ کی وفات کے بعد مارچ 1949 میں ان کے ذریعہ اکٹھا کئے گئے قیمتی سرمائے، نوادرات، ذاتی املاک، ہیرے جواہرات، فنون لطیفہ کی اشیا، کتب خانہ اور دیگر گراں قدر سرمائے کو وطن عزیز کے سپرد کر دیا۔ حکومتی تحویل کے بعد اس کی دیکھ بھال کے ذریعہ ریاستی وزیر اعلی کے ذریعہ ایک کمیٹی قائم کی گئی جس کا صدر نواب مہدی نواز کو بنایا گیا۔ سالار جنگ کے تمام اثاثے کو میوزیم کے لئے اس وقت کے وزیر داخلہ سردار ولبھ بھائی پٹیل نے ماہر آثار قدیمہ شری چلم کی دیکھ ریکھ میں دیوان دیوڑھی میں منتقل کرنے کی تجویز رکھی۔ نواب مہدی نواز جنگ نے میوزیم کے قیام میں ایک اہم رول ادا کیا۔ دسمبر 1951 میں پنڈت نہرو نے دیوان دیوڑھی میں اس کا افتتاح کیا اور یہ طے پایا کہ میوزیم کی اپنی عمارت کی تعمیر مکمل ہونے تک یہ دیوان دیوڑھی میں قائم رہے گا۔ سالار جنگ میوزیم اور لائبریری کو قومی سرمایہ قرار دینے کے بعد پروفیسر ہمایوں کبیر جو اس وقت کے حکومت ہند کے ایک اہم رکن تھے نے اسے بورڈ آف ٹرسٹیز کے تحت چلانے کی تجویز رکھی۔

سالار جنگ میوزیم اور لائبریری تین حصوں پر مستعمل ہے۔ پہلا حصہ نواب تراب علی خاں بہادر مختار الملک سالار جنگ اول کے نام منسوب ہے۔ دوسرا حصہ ان کے بڑے فرزند نواب میر لائق علی خاں بہادر عماد السلطنت سالار جنگ دوم کے نام منسوب ہے اور تیسرا حصہ ان کے پوتے اور اس میوزیم کے بانی نواب میر یوسف علی خاں بہادر سالار جنگ سوم سے متعلق ہے۔ واضح رہے کہ سالار جنگ نظام حیدرآباد کے وزیر اعظم کے عہدے پر فائز تھے۔ سالار جنگ میوزیم کی لائبریری میں مختلف ادوار اور متعدد قسم کی مخطوطات اور مطبوعات کو بڑے سلیقے سے رکھا گیا ہے۔ اس لائبریری میں نہ صرف ہندوستانی مخطوطات و مطبوعات موجود ہیں بلکہ بہت سے مخطوطات کا تعلق دنیا کے دوسرے ممالک اور زبانوں سے ہے۔ میوزیم میں عباسی دور کے مشہور خطاط یاقوت المستعصمی کا قرآنی نسخہ موجود ہے۔ لائبریری میں 2500 عربی مخطوطات، 4700 فارسی مخطوطات اور 2200 اردو مخطوطات موجود ہیں۔ مخطوطات میں عربی، فارسی اور اردو کے علاوہ ہندی، سنسکرت، تلگو، اڑیا، انگریزی اور ترکی جیسی علاقائی و بین الاقوامی زبانوں کے مخطوطات بھی شامل ہیں۔ لائبریری میں کچھ ایسے مخطوطات بھی ہیں

جو کھجور کے پتے، دیگر پیڑوں کے پتے، پیپرس، گلاس اور لکڑی کے تختوں پر بھی لکھے ہوئے ہیں۔ کتب خانے میں مختلف علوم وفنون کے مخطوطات ومطبوعات مثلاً قانون، طب و جراحت، نثر ونظم، زبان ولسان، علم نجوم، طبعیات، فلسفہ، منطق، تصوف، دینیات و مذہبیات، تاریخ وجغرافیہ اور مختلف طرح کے لغات شامل ہیں۔ ان مخطوطات ومطبوعات میں کچھ ایسی بھی ہیں جو بہت ہی نایاب ہیں مثلاً حیات الحیوان، القانون، تجرید فی المنطق، بابرنامہ، طوسی کا قصیدہ، مرزا غالب کی تحریریں، فردوسی کا شاہنامہ، ابن عمر خیام کی رباعیات، سعدی کی بوستان اور حافظ شیرازی کا دیوان بہت ہی اہمیت کے حامل ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ:

(1) ہریانہ اُردو اکیڈمی پر مختصر نوٹ لکھیئے؟

(2) ریاستی اُردو اکیڈمیوں کے قیام کے مقاصد کو بیان کیجیے؟

9.5 ادارہ ادبیات اردو (حیدرآباد)

اردو زبان وادب کے فروغ میں دبستان گولکنڈہ کا اہم مقام رہا ہے۔ اپنی شان رفتہ اور روایت کو قائم رکھتے ہوئے دور جدید میں والی حیدرآباد یعنی حیدرآباد کے نظام شاہی دور میں بھی اردو زبان وادب کی ترویج وترقی کے لیے متعدد بنیادی کام ہوتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی سرزمین دکن میں اردو زبان وادب کے حوالے سے حیدرآباد کا نام سرفہرست ہے۔ یوں تو حیدرآباد میں مختلف ادبی وثقافتی ادارے قائم ہیں۔ آپ نے ان میں سے سالار جنگ میوزیم لائبریری کے متعق جانکاری حاصل کی ہے۔ اور اگلے صفحات میں شہرہ آفاق ادارہ دارالترجمہ حیدرآباد کے متعلق بھی معلومات حاصل کریں گے۔

عزیز طلبا! ایک اور ادارہ جو حیدرآباد ہی نہیں بلکہ اردو کے تمام ہی اداروں میں اہم مقام رکھتا ہے کا نام ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد ہے۔ ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد دکن کے نام سے رجسٹرڈ ادارہ ہے جس کا قیام 1931 میں ہوا۔ یہ ادارہ 1931 سے اب تک بڑے ہی پرعزم اور خاموشی کے ساتھ اردو زبان وادب کی خدمات انجام دے رہا ہے۔ ادارہ ادبیات حیدرآباد سے قبل جامعہ عثمانیہ اور دارالترجمہ کا قیام ہو چکا تھا۔ گویا ان سے الگ ہٹ کر صرف علمی و ادبی خدمات کے لیے ادارہ ادبیات حیدرآباد کا قیام عمل میں آیا۔ ادارہ ادبیات کے قیام کے اغراض ومقاصد میں اردو زبان وادب کی توسیع وحفاظت، سرزمین دکن میں اردو زبان وادب کا صحیح ذوق پیدا کرنا، ملک کے نوجوانوں میں انشاپردازی اور شاعری کا ذوق پیدا کرنا اور تصنیف وتالیف میں رہبری اور مدد کرنا، عوام میں اردو کی تعلیم اور مطالعے کا شوق پیدا کرنا اور اس کے لیے ضروری وسائل اختیار کرنا، اردو کو مختلف علوم وفنون سے روشناس کرنا، تاریخ دکن کی خدمت اور ملک کے تاریخی اور ادبی آثار کی حفاظت کرنا اور ایک ایسا مکمل کتب خانہ قائم کرنا جس میں اردو کی بالعموم اور خاص طور پر دکن کی تمام تحریریں اور آثار محفوظ ہوسکیں اور جس کا ایک حصہ خواتین کے لیے وقف رہے۔

عزیز طلبا! کسی بھی ادارے کے اغراض ومقاصد کے حصول کے لیے ان کے بنیاد گزاروں کے علمی ذوق اور انتظامی صلاحیتیں بہت ہی اہمیت کی حامل ہوتی ہیں۔ چنانچہ ادارہ ادبیات کی بنیاد گزاروں میں ایسے علما، شعرا، ادبا، محققین اور ناظم تعلیمات شامل ہیں جنہوں نے ہر طرح سے اس کی بنیادیں مضبوط کیں اور آج بھی یہ ادارہ اپنے اغراض و مقاصد کی تکمیل کر رہا ہے۔ ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد دکن کے بنیاد گزاروں میں مولوی عبدالمجید صاحب صدیقی (ایم، اے۔ ایل، ایل، بی) مولوی عبدالقادر صاحب سروری (ایم، اے۔ ایل، ایل، بی) مولوی وعبدالقادر صاحب صدیقی (ایم، اے، شعبہ دینیات) مولوی نصیرالدین صاحب ہاشمی (منشی، فاضل) ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب زور (ایم، اے۔ پی، ایچ، ڈی لندن) اور بابائے اردو مولوی عبدالحق وغیرہ خاص ہیں۔

ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد دکن کے قیام کے مختلف دستاویزات (ڈاکیومنٹ) سے اس ادرے کے بیس معاونین کا پتہ چلتا ہے جن میں نواب عزیز یار جنگ بہادر کے علاوہ نظام حیدرآباد کے فینانس، تعلیمات، عدلیہ اور مختلف شعبہ ہائے سلطنت کے امرا، رؤسا اور جامعہ عثمانیہ کے پروفیسران حضرات کے

علاوہ انجمن ترقی اردو کے سیکریٹری مولوی عبدالحق صاحب کا نام بھی درج ہے۔اس ادارے کے لائحہ عمل میں ادارے کے بنیادی مسلک کا تحفظ،رقمی معاملات اور آمد وخرچ کی تنظیم اور موازنہ کی تشکیل،مطبوعات ادارہ کے سلسلے میں کتابوں کا انتخاب اور اشاعت کا انتظام،ادارہ کی مجلسوں،شعبوں اور شاخوں کا انتظام اور نگرانی،رفقاء اور اراکین کا تعین اور ان کے فرائض وحقوق کی تشخیص کے علاوہ کتب خانہ کی تعمیر،توسیع اور اس کا انتظام بھی شامل ہے۔

9-5-1 - دارالترجمہ(حیدرآباد)

دارالترجمہ(حیدرآباد) کا قیام 1912 میں میر عثمان علی خان نظام حیدرآباد کے فرمان کے ذریعہ ہوا۔دارالترجمہ کے ذریعہ جامعہ عثمانیہ کے اردو میڈیم نصابی کتابوں کی تیاری ہوتی تھی جس میں سائنس،انجینئرنگ،طب،قانون اور سماجی علوم کی کتابوں کا انگریزی سے اردو زبان میں ترجمہ کیا جاتا تھا۔نظام حیدرآباد کے ذریعہ اس ادارے کو آزادانہ طور پر کام کرنے کی سہولت حاصل تھی۔اس ادارہ کا سربراہ ناظم کی حیثیت سے کام کرتا تھا جو مختلف علوم وفنون کے ماہرین ومترجمین کا تقرر کرتا تھا اور دیگر ملازمین بھی اس کے زیر انتظام تھے۔دارالترجمہ کی کتابیں بہت ہی اہمیت کی حامل تھیں کیوں کہ یہ کتابیں ملک میں پہلی بار سرکاری سرپرستی میں شائع ہوتی تھی۔دارالترجمہ نے مختلف علوم وفنون کی 386 کتابیں ترجمہ کر کے شائع کی۔یہ کتابیں جامعہ عثمانیہ میں انٹرمیڈیٹ سے ایم۔اے۔سطح تک کی نیز میڈیکل،انجینیر نگ،قانون اور سائنسی علوم کی نصابی کتابوں کی ضروریات پوری کرتی تھی۔دارالترجمہ کی 33 سالہ خدمات میں (7) ناظم اور (129) مترجمین نے اپنی خدمات پیش کیے۔نظام حیدرآباد کے زوال کے بعد جامعہ عثمانیہ کی اردو ذریعہ تعلیم کا تقریباً خاتمہ ہوگیا۔دارالترجمہ کے ملازمین کو دوسرے شعبہ جات میں ضم کردیا گیا۔1952 میں دارالترجمہ کے ذخیرے میں آگ لگنے کی وجہ سے نادرونایاب کتابیں جل کر خاک ہوگئیں۔لیکن اب بھی ملک کے معروف کتب خانوں میں دارالترجمہ کی جانب سے شائع شدہ ونادرونایاب کتابیں دارالترجمہ کی کامیاب کوشش کی عمدہ نشانی ہے۔

جامعہ عثمانیہ اردو ذریعہ تعلیم کی پہلی یونیورسٹی تھی۔اردو نصابی کتابوں کی اشاعت کے لیے نصابی ضروریات کے تحت مترجمین رکھے گئے تھے جن کی ذمہ داری یہ تھی کہ متعلقہ مضمون کی نصابی کمیٹی کی سفارش کے بعد انگریزی کتابوں کا اردو میں ترجمہ کریں۔ترجمہ شدہ مسودوں کو کئی ماہرین کی رائے لینے کے بعد اسے شائع کے لیے بھیجا جاتا تھا۔جن ماہرین کی رائے نہایت ضرورت تھی ان میں ناظر ادبی ومذہبی اور اصطلاح کمیٹی وغیرہ خاص ہیں کمیٹی کے ناظرین کا خاص کام یہ ہوتا تھا کہ زبان وبیان اور مذہبی ضابطے کو تصدیق کر لیں تاکہ کتاب کی اشاعت کے بعد اس پر کوئی تنازعہ نہ ہو۔اگر کوئی نئی اصطلاح کتاب میں شامل کی جاتی تو حاشیہ پر اس کا متبادل ترجمہ اردو میں لکھا جاتا۔دارالترجمہ نے ملک بھر سے چنندہ ماہرین زبان ولسان اور اصطلاحات ومضامین کے ماہرین کی خدمات حاصل کی۔جن ماہرین نے دارالترجمہ کو اپنی خدمات پیش کیں ان میں عبداللہ عمادی،سید ہاشمی فرید آبادی،مولانا وحیدالدین سلیم،عبدالماجد دریابادی،عبدالحلیم شرر،مرزا محمد ہادی رسوا اور جوش ملیح آبادی کے نام بطور خاص لیا جاسکتا ہے۔یہاں سبھی علوم وفنون کی اصطلاحات کو حروف تہجی سے ترتیب دے کر ان کی کتابیں تیار کی جاتی تھیں۔اصطلاحات طب،اصطلاحات کیمیا اور اصطلاحات فلسفہ جیسی معروف کتابیں دارالترجمہ(حیدرآباد) نے شائع کیں۔

اپنی معلومات کی جانچ:

(1) دارالترجمہ عثمانیہ یونیورسٹی کی اُردو کے فروغ کے سلسلے میں کی گئی گراں قدر خدمات کا جائزہ لیجیے؟

(2) ادارہ ادبیات نے اُردو زبان وادب کی ترقی میں کون سی خدمات انجام دیں۔

9.6 مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

آپ پڑھ چکے ہیں کہ آزادی سے قبل ہندوستان میں سب سے پہلے اردو ذریعہ تعلیم سے تعلیم وتدریس کا انتظام کرنے والی یونیورسٹی جامعہ عثمانیہ حیدرآباد ہے۔آزادی کے بعد اس کا ذریعہ تعلیم اردو نہ رہا لیکن یہ بات شدت سے محسوس کی جاتی رہی کہ بین الاقوامی حیثیت رکھنے والی زبان "اردو" کے ذریعہ تعلیم فراہم کرنے والی یونیورسٹی کا قیام ہونا چاہیے چنانچہ گجرال کمیٹی سے لے کر سید حامد کمیٹی تک سبھی نے اردو کے ذریعہ تعلیم دینے والی یونیورسٹی کے قیام کی

سفارش کی تا کہ اس زبان کو ادبی زبان کے ساتھ ساتھ علمی اور تعلیمی زبان بھی بنایا جا سکے۔ اور اسے اس قدر ترقی دی جائے کہ موجودہ دور کی تعلیمی، تکنیکی اور سائنسی ترقیوں کے ساتھ ساتھ چل سکے۔ 1996 میں اردو یونیورسٹی کے لیے راہیں ہموار ہوئیں اور یہ طے ہوا کہ یونیورسٹی اس خطے میں قائم ہو جہاں اردو بولنے والوں کی اچھی تعداد ہو۔ ملک کے کئی صوبوں میں اس کے قیام کی تجاویز رکھی گئی گئیں مثلاً بہار میں پٹنہ، مدھیہ پردیش میں بھوپال اور آندھرا پردیش میں حیدرآباد اور بالآخر حیدرآباد کو یہ فخر حاصل ہوا کہ اس کی علمی و ادبی سرزمین پر اردو یونیورسٹی پر قائم کی جائے۔ اس کے لیے اس وقت کے وزیر اعلیٰ چندر بابو نائیڈو نے اردو یونیورسٹی کے قیام کے لیے 200 ایکڑ اراضی مختص کی۔

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی 9 جنوری 1998 کو پارلیمنٹ کے ایک ایکٹ کے تحت ایک سینٹرل یونیورسٹی کی حیثیت سے قائم ہوئی۔ یہ واحد یونیورسٹی ہے جسے بیک وقت روایتی اور فاصلاتی دونوں طرز کے ذریعہ تعلیم فراہم کرنے کا حق حاصل ہے۔ اردو یونیورسٹی کے اغراض مقاصد میں اردو زبان کی ترویج و ترقی، اردو زبان کے ذریعہ پیشہ وارانہ اور تکنیکی تعلیم کی فراہمی اور تعلیم نسواں پر خصوصی توجہ سرفہرست ہیں۔ اردو یونیورسٹی سابق ریاست آندھرا پردیش اور موجودہ ریاست تلنگانہ کی راجدھانی حیدرآباد کے گچی باولی علاقے میں 200 ایکڑ رقبے پر قائم ہے۔ اس کے علاوہ یونیورسٹی نے اپنے اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لیے روایتی تعلیم اور فاصلاتی تعلیم کے دیگر علاقائی مراکز بھی قائم کیا ہے۔ روایتی تعلیم کے مراکز میں اساتذہ کی تعلیم و تربیت اور خصوصی توجہ مرکوز کرتے ہوئے آٹھ کالج آف ٹیچر ایجوکیشن سری نگر، بھوپال، دربھنگہ، سنبھل، نوح، آسنسول، اورنگ آباد اور بیدر میں قائم کیے ہیں جبکہ سری نگر اور لکھنو میں عمومی روایتی تعلیم کو فروغ دینے کے لیے سیٹلائٹ کیمپس قائم کیے گیے ہیں۔ تمام کالج آف ٹیچر ایجوکیشن کی رہنمائی ہیڈ کوارٹر میں قائم اسکول آف ایجوکیشن اینڈ ٹریننگ کے ذریعہ ہوتی ہے۔ اعلیٰ تعلیم کو تقویت پہنچانے کے لیے تین شہروں حیدرآباد، دربھنگہ اور نوح میں ماڈل اسکول قائم کیے گئے ہیں۔ اردو میڈیم سے تعلیم حاصل کرنے والوں کو تکنیکی تعلیم فراہم کرنے کے لیے حیدرآباد، بنگلور اور دربھنگہ میں پالیٹیکنک کالج قائم کیے گیے ہیں۔ نیز نوجوانوں کو فوری طور پر روزگار فراہم کرنے والے تین آئی، ٹی، آئی کا قیام بھی پالیٹکنک کے ساتھ ساتھ کیا گیا ہے۔ غرض کے مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی نا بتدائی جماعت سے پی، ایچ ڈی تک اردو داں طبقے کی نئی نسل کو ین کی مادری زبان میں معیاری تعلیم کا انتظام کرتی ہے۔

یونیورسٹی نے اپنے قیام کے فوراً بعد فاصلاتی ذریعہ تعلیم سے تعلیمی سرگرمی کا آغاز کیا تھا۔ اب تک ہزاروں طلبا اس ذریعہ تعلیم سے سرٹیفکٹ، ڈپلوما، گریجویشن اور پوسٹ گریجویشن کی اسناد حاصل کر چکے ہیں۔ فاصلاتی نظام تعلیم کو تقویت پہنچانے کے لیے 9 علاقائی مراکز (Regional Centres) اور پانچ ذیلی علاقائی مراکز (sub regional centres) کے علاوہ تقریباً 160 اسٹڈی سنٹر ملک کے مختلف شہروں میں قائم کیے ہیں۔ یونیورسٹی اپنے تمام روایتی تعلیمی سرگرمیوں کو احسن طریقے سے انجام دینے کے لیے سات اسکول آف اسٹڈیز، اسکول برائے السنہ، لسانیات و ہندوستانیات، اسکول برائے کامرس و بزنس مینیجمنٹ، اسکول برائے کمپیوٹر سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، اسکول آف سائنسز، اسکول برائے تعلیم و تربیت، اسکول برائے ترسیل عامہ و صحافت اور اسکول برائے فنون اور سماجی علوم قائم کیے ہیں۔ اس کے علاوہ یونیورسٹی نے مختلف تحقیقی مراکز قائم کیے ہیں۔ ان مراکز میں مرکز برائے مطالعات نسواں، البیرونی مرکز برائے سماجی اخراج اور شمولیاتی پالیسی، ہارون خاں شیروانی برائے مطالعات دکن، مرکز پیشہ وارانہ فروغ برائے اساتذہ اردو ذریعہ تعلیم، مرکز برائے تدریسی ذرائع ابلاغ، مرکز مطالعات اردو ثقافت، مرکز برائے فروغ انسانی وسائل شامل ہے۔ اس کے علاوہ سول سروسز اگزامینیشن کوچنگ اکیڈمی اور مرکز برائے فروغ اردو کا قیام بھی عمل میں آیا ہے۔

اردو یونیورسٹی کے روایتی کورسس میں داخلہ امتحان کی بنیاد پر اور میرٹ کی بنیاد پر مختلف کورسس میں داخلے کی سہولت حاصل ہے۔ اردو یونیورسٹی میں تعلیم، انگریزی، ہندی، عربی، فارسی، مطالعات ترجمہ، مطالعات نسواں نظم و نسق عامہ، سیاسیات، سوشل ورک، اسلامک اسٹڈیز، تاریخ، معاشیات، سماجیات، صحافت و ترسیل عامہ میں ایم، اے کے ساتھ ساتھ پی، ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی جا سکتی ہے۔ نیز اردو یونیورسٹی کامرس، مینیجمنٹ، کمپیوٹر

سائنس، ریاضی اور علوم حیوانات میں بھی پوسٹ گریجویٹ اور پی، ایچ ڈی کی سہولت ہے۔اس کے علاوہ یونیورسٹی میں انڈر گریجویٹ کورس سبھی مضامین میں دستیاب ہیں۔ مذکورہ کورسس کے علاوہ مدارس کے فارغ طلبا کو مین اسٹریم سے جوڑنے کے لیے یہاں برج کورس کا انتظام ہے۔ مذکورہ کورسس کے علاوہ کئی ڈپلوما اور سرٹیفکٹ کورسس مثلاً ڈپلوما برائے ڈائلیسس ٹیکنیسین، ڈپلوما برائے ایمرجنسی میڈیکل ٹیکنیشین، سرٹیفکٹ برائے ڈائلیسس ٹیکنیشین اور سرٹیفکٹ برائے ایمرجنسی میڈیکل ٹیکنیشین نیز اردو، ہندی، عربی، فارسی اور اسلامک اسٹڈیز میں ڈپلوما اور سرٹیفکٹ کی سہولت بھی حاصل ہے۔ پیشہ وارانہ تعلیم و تربیت کے ذمرے میں ڈی، ایل، ایڈ، بی، ایڈ، ایم، ایڈ ایم، بی اے، ایم سی اے، بی، ٹیک، ڈپلوما ان سول انجینرنگ، کمپیوٹر سائنس انجینرنگ، الکٹرانکس و کمیونیکیشن انجینرنگ، انفارمیشن ٹیکنالوجی جیسے جدید پروفیشنل کورسز کا انتظام بھی یونیورسٹی کرتی ہے۔ یونیورسٹی کے معیار تعلیم کی جانچ کرنے والے خودمختار ادارے NAAC نے 2009 اور 2016 میں اس یونیورسٹی کو A گریڈ عطا کیا ہے۔ یونیورسٹی نے اب تک 73 پی، ایچ ڈی، اور 346 ایم فل کی ڈگریاں تفویض کی ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ:

(1) مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی کے قیام اور خدمات پر تفصیل سے نوٹ لکھیئے؟

9.7 خلاصہ

عزیز طلبا! ہم سبھی جانتے ہیں کہ تعلیمی اداروں مثلا اسکول کالج اور یونیورسٹیوں کے علاوہ کچھ ایسے ادارے بھی ہوتے ہیں جو زبان وادب کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اردو زبان وادب کے فروغ میں معاون ایسی ہی کچھ اداروں سے متعلق جانکاری آپ نے اس اکائی میں حاصل کی ہے۔ اردو زبان وادب کی ترویج وترقی میں قومی سطح پر کلیدی کردار ادا کرنے والا ادارہ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئی دہلی ہے۔ زبانوں کی ترقی سے متعلق ہمارے آئین میں بھی متعدد بار ذکر کیا گیا ہے۔ NCPUL کے علاوہ اور بہت سی ریاستوں نے اردو زبان کی ترویج وترقی کے لئے کوشش کی ہے۔ یہ سب آئینی مراعات کی وجہ سے ہی ممکن ہوا ہے۔ NCPUL کے علاوہ بہت سی ریاستی حکومتوں نے اردو زبان کی ترویج وترقی کے لئے اپنی ریاستوں میں اردو اکیڈمیاں قائم کی ہیں جو علاقائی سطح پر اردو زبان اور اس کی تہذیب وثقافت کے لئے خدمات انجام دے رہی ہیں۔ ان اردو اکیڈمیوں میں پنجاب اردو اکیڈمی، ہریانہ اردو اکیڈمی، اردو اکیڈمی دہلی، اتر پردیش اردو اکیڈمی، بہار اردو اکیڈمی، مدھیہ پردیش اردو اکیڈمی، مہاراشٹر اردو اکیڈمی، آندھرا پردیش وتلنگانہ اردو اکیڈمی، اور کرناٹک اردو اکیڈمی خاص ہیں۔ ان اکیڈمیز کے علاوہ ہمارے ملک میں اردو زبان، اس کی تاریخ اور تہذیب وثقافت کے فرغ اور تحفظ کے لئے بہت سے کتب خانے اور دیگر ادرے بھی شامل ہیں۔ مثلا خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ، رضا لائبریری رامپور، نیشنل لائبریری کولکاتہ، مولانا آزاد عربی، فارسی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، ٹونک راجستھان، ذاکر حسین لائبریری جامعہ ملیہ اسلامیہ، مولانا آزاد سنٹرل لائبریری علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، غالب اکیڈمی، غالب انسٹی ٹیوٹ، سالار جنگ میوزیم لائبریری اور ادارہ ادبیات حیدرآباد اور دالترجمہ حیدرآباد خاص ہیں۔ عزیز طلبا! آپ جس ادارہ میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں یعنی مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی اس کے قیام مقصد ہی اردو زبان کی بقا، اس کی ترویج وترقی اور اردو زبان کے ذریعہ مختلف علوم وفنون کی تعلیم کا حصول ہے۔ اس کے علاوہ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کی خاص مقاصد میں اردو کے ذریعہ پیشہ وارانہ اور تکنیکی تعلیم کی فراہمی اور تعلیم نسواں پر خصوصی توجہ بھی ہے۔ یہ یونیورسٹی اپنے قیام کے بعد دن دوگنی رات چوگنی ترقی کر رہی ہے اور اس نے ملک میں ہی نہیں بلکہ بیرون ملک بھی اپنے مراکز قائم کئے ہیں۔ اس یونیورسٹی کے ذریعہ رسمی تعلیم کے علاوہ فاصلاتی نظام تعلیم کے مراکز بھی قائم کئے ہیں۔ مختصرا اس میں آٹھ کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، نو فاصلاتی ریجنل سنٹر، تین پالی ٹیکنک، تین آئی ٹی آئی اور تین ماڈل اسکول کے علاوہ متعدد شعبہ جات اور سنٹر قائم کئے ہیں۔

9.8 فرہنگ

کثیرلسانی	:	بہت سی زبانوں سے متعلق
ذولسانی	:	دوزبانوں سے متعلق
مونوگراف	:	یک موضوعی رسالہ
منتقل	:	ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے والا، جگہ بدلنے والا
آسودگی	:	امن وامان، چین، راحت، آرام
اشتراک	:	شرکت، ساجھا، حصہ
مخطوطہ	:	قلمی نسخہ، دستی تحریر
مطبوعہ	:	طبع شدہ، چھپا ہوا
عظمت رفتہ	:	ماضی کی شان وشوکت
آثارقدیمہ	:	قدیم نشانیاں
ملبوسات	:	کپڑے، پوشاک
ترسیل عامہ	:	Mass Communication

9.9 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں

سوال نمبر1 مرکزی سطح پر قائم ان اداروں کی خدمات کا سرسری جائزہ لیجیے جو اردو زبان کی ترویج وترقی کے لئے قائم کئے گئے ہیں؟۔

سوال نمبر2 حیدرآباد میں قائم اردو اداروں کی خدمات کا مختصراً جائزہ لیجیے؟

سوال نمبر 3 ریاستی اردو اکیڈمیوں کے قیام کے اغراض ومقاصد پر نوٹ لکھیے؟۔

سوال نمبر4 دارالترجمہ کی تاریخی، ادبی وعلمی خدمات کا جائزہ لیجیے؟۔

سوال نمبر5 مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کے قیام کے اغراض ومقاصد بتاتے ہوئے اس کی موجودہ صورت حال پر تبصرہ کیجیے؟۔

9.10 سفارش کردہ کتابیں

1 ڈاکٹر ریاض احمد: اردو تدریس جدید طریقے اور تقاضے، مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ، نئی دہلی-2013

2 الکلام، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد

3 مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی پراسپیکٹس 2017-18

اکائی 10 پیمائش وجانچ

ساخت:۔

10.1 تمہید

10.2 مقاصد

10.3 پیمائش وجانچ ؛مفہوم وتصور

10.4 پیمائش وجانچ میں فرق

10.5 ایک معیاری جانچ کی خصوصیات

10.6 جانچ کے مختلف آلات اور تکنیکیں

10.7 مسلسل جامع جانچ ؛مفہوم ،تصور،ضرورت واہمیت

10.8 موجودہ امتحانی نظام کے نقائص اوراسے معیاری بنانے کی حکمت عملی

10.9 اسکولی تحصیلی آزمائش(SAT)؛ تیارکرنے کے مختلف مراحل

10.10 یادرکھنے کے نکات

10.11 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں

10.12 سفارش کردہ کتابیں

10.1 تمہید:۔

استاد کی ذمہ داریوں میں ایک اہم ذمہ داری طلباء کی ترقی کا جائزہ لینا ہے اوراس کے کمزور اور مضبوط علاقوں کی نشاندہی کرنا ہے۔طلباء کی صلاحیت ولیاقت کی جانچ کرنے اورتحصیل علم کا اندازہ لگانے کے لیے ہمارے ملک میں امتحان کا طریقہ رائج ہے۔اس اکائی میں جانچ کا مفہوم اور جانچ کرنے کے لئے مروجہ آلات وتکنیک کا تفصیلی ذکر ہے۔اس کے علاوہ اسکول میں تحصیلی آزمائش کس طرح کی جانی چاہئے اوراس کا ٹیسٹ بنانے کا طریقہ کار پرتفصیلی گفتگو کی گئی ہے۔

تعلیم ایک تاعمر چلنے والاعمل ہے۔جب اسکول میں طالب علم آتا ہےتو درجہ کے اندر یا باہر تدریس کا ایک حصہ بن جاتا ہے وہ اپنے معلم اور ساتھیوں

کے ساتھ متوقع طرز عمل سیکھتا ہے اور مختلف لیاقتیں حاصل کرتا ہے۔اس نے وہ لیاقت اور طرز عمل سیکھ لیا ہے یا نہیں اس کی جانکاری جانچ کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ایک اچھی جانچ کو ایک مثالی طریقہ پر درست ،معتبر،قابل عمل ،منصفانہ اور مفید ہونا چاہئے۔جانچ دوقسم کی ہوتی ہے تشکیلی جانچ اور تحصیلی جانچ! تشکیلی جانچ تدریسی عمل کے دوران طلباء کی اکتسابی پیش رفت کو پرکھنے اور جائزہ لینے کے لیے استعمال ہوتا ہے جب کہ تحصیلی جانچ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تدریسی مقاصد کس حدتک حاصل ہوئے ہیں۔ یہ جانچ ایک مدت کے اختتام پر منعقد کی جاتی ہے۔جانچ کرنے کے لیے مختلف آلات وتکنیک رائج ہیں جن کا استعمال معلم مضمون مواد اور مقاصد کو ذہن میں رکھتے ہوئے کرتا ہے۔اس میں معلم کے ذریعہ تیار کردہ ٹیسٹ ،سوالنامہ مجموعی ریکارڈ،مشاہداتی طریقہ کار عام طور پر استعمال ہوتے ہیں۔مطلوبہ سمت میں طلباء کے برتاؤ اور طرز عمل میں تبدیلی لانے کو تحصیل کہتے ہیں طلباء کی معلومات ،مہارتیں،صلاحیتیں رویا،دلچسپی وغیرہ کا پتہ لگانا مکمل جانچ کا حصہ ہوتی ہے۔تحصیلی جانچ ایک منظم طریقہ ہے جس کے ذریعہ طلباء کی صلاحیتوں اور کارکردگیوں کے بارے میں پتہ چلتا ہے۔اس کے علاوہ طلباء کی ذہنی صلاحیتوں کا بھی تجزیہ ہوتا ہے یہ جانچ تینوں علاقوں کی پیائش کرتی ہے کیونکہ یہ ایک معیاری آزمائش ہوتی ہے اس لئے اس کی تیاری ایک لمبے عمل سے گزرتی ہے۔تحصیلی جانچ کا مقصد طلباء کو ان کے درجہ میں ترقی دینا، جماعت کے اوسط معیار کا پتہ لگانا،اکتسابی تجربات کی اثرآفرینی کے بارے میں جاننا اور طریقہ تدریس میں کی اصلاح کرنا ہوتا ہے۔تحصیلی آزمائش کئی مراحل سے ہوکر گزرتی ہے۔سب سے پہلے آزمائش کا ایک منصوبہ تیار کیا جاتا ہے اس مرحلہ پر مقاصد کا تعین،مواد مضمون کا تعین،اور دِن دوقت طے کرنا ہوتا ہے۔منصوبہ کے بعد بلوپرنٹ تیار کیا جاتا ہے۔تیار کردہ بلوپرنٹ کی بنیاد اور ان کے مقاصد کو ذہن میں رکھ کر سوالات تیار کیے جاتے ہیں۔پھر اس سوالات کی وجہ درجہ بندی ان کے اقسام کے لحاظ سے کی جاتی ہے۔بعدازاں اس کے نشانات دینے کی اسکیم تیار کرلی جاتی ہے۔اس کے بعد جانچ کا انعقاد کیا جاتا ہے۔

جانچ کے لیے سوالنامہ بنانا ایک ضروری عمل ہے۔سوالنامہ بناتے وقت مختلف اقسام کے سوالات ہوتے ہیں۔جیسے؛طویل جوابی سوالات مختصر جوابی سوالات اور معروضی قسم کے سوالات! طلباء کی تحریری مہارت کو جانچنے کے لیے طویل جوابی جانچ کا استعمال کیا جاتا ہے۔اس کے ذریعہ طلباء کی خیالات کو مجتمع کرنے کی اہلیت،خیالات کو تجزیہ کرنے کی مہارت،حاصل کردہ علم کے اطلاق اور خیالات کو منظّم کرکے اظہار کرنے کی اہلیت کی جانچ کی جاتی ہے۔مختصر جوابی سوالات وہ سوالات ہوتے ہیں جن کا جواب دو یا تین سطر میں دیا جاتا ہے یہ سوالات علم پر مبنی ہوتے ہیں طلباء کے علم،تفہیم اور حافظ کی جانچ کے لئے معروضی جانچ کی جاتی ہے۔درسیات کا زیادہ تر حصہ ان سوالات کی وجہ سے جانچ میں شامل ہوجاتا ہے۔ہرقسم کے سوالات کی اپنی خوبیاں اور خامیاں ہیں۔ ایک معیاری جانچ میں تینوں قسم کے سوالات کی شمولیت رہتی ہے۔اس اکائی میں اس کے ساتھ ساتھ موجودہ امتحانی نظام کے نقائص اور مسلسل جامع جانچ کے تصور اہمیت،ضرورت اور طریقہ کار پر مفصل بحث کی گئی ہے۔

10.2 مقاصد:۔اس اکائی کی تکمیل کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ؛

1۔ پیائش وجانچ کے مفہوم اور تصور بیان کرسکیں۔
2۔ پیائش وجانچ میں فرق کی وضاحت کرسکیں۔
3۔ ایک معیاری جانچ کی خصوصیات پر مدلل بحث کرسکیں۔
4۔ جانچ کے مختلف آلات اور تکنیک کی نشاندہی کرتے ہوئے اس کا استعمال کرسکیں۔
5۔ مسلسل جامع جانچ کے مفہوم،تصور،ضرورت واہمیت کی تفصیلی وضاحت کرسکیں۔
6۔ موجودہ امتحانی نظام کے نقائص اور اسے معیاری بنانے کی حکمت عملی پر روشنی ڈال سکیں۔
7۔ اسکولی تحصیلی آزمائش(SAT)؛ تیار کرنے کے مختلف مراحل کو سمجھ کر اس کا استعمال کرسکیں۔

10.3 پیمائش و جانچ ؛مفہوم وتصور:۔

تعلیم ایک تا عمر چلنے والا عمل ہے۔انسان رسمی اور غیر رسمی طور پر علم سیکھتا ہے اور زندگی میں ان کا اطلاق کرتا ہے۔یہ نئے نئے علم و تجربات اس کے طرز عمل میں خاطر خواہ تبدیلی لاتے ہیں۔اس طرح وہ اپنے ہدف کے حصول کے لیے کوشش کرتا جاتا ہے۔لیکن ہدف اور مقاصد کا حصول ہوا ہے یا نہیں؟اگر ہوا ہے تو پوری طرح ہوا ہے یا ادھورا ہی ہے؟اس سلسلہ میں کئی سوالات اُٹھتے ہیں۔پیمائش اور جانچ اسی بارے میں جانکاری فراہم کرتی ہے۔

تدریسی عمل میں تین عناصر ہوتے ہیں پہلا مقاصد کا تعین،دوسرا مقاصد کے حصول کے لیے فراہم کیے جانے والے تجربات اور تیسرا ان مذکورہ مقاصد کے حصول کی مقدار کو متعین کرنے کے لیے جانچ یا تعین قدر!

معلم کے بنیادی فرائض میں ایک اہم فریضہ یہ بھی ہے کہ وقتاً فوقتاً طلبا کی لیاقت وصلاحیت کی جانچ کی جائے اور ان کی رفتار و ترقی کا جائزہ لیا جائے۔اس کے ذریعے معلم کو اپنی کوششوں کے اثرات کا اندازہ ہوتا ہے اور حسب ضرورت نظام الاوقات،طریقہ تدریس میں مناسب تبدیلی کی جاتی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ اسے طلباء کی لیاقت وصلاحیت کے متعلق ٹھیک ٹھیک رائے قائم کرنے میں مدد ملتی ہے۔اس کے ذریعے طلباء اور معلم دونوں کو محنت کی ترغیب اور مابعد کام کے اعادہ اور جانچ کا برابر موقع ملتا رہتا ہے۔ جانچ یا تعین قدر موجودہ نظام تعلیم میں طلباء،معلمین اور والدین سب کے لیے یکساں طور پر اہمیت کا حامل ہے۔

جانچ کے بارے میں مختلف ماہرین نے مختلف خیالات کا اظہار کیا ہے۔تعلیمی کمیشن کے مطابق؛ ”تعین قدر ایک مسلسل عمل ہے۔یہ مکمل نظام تعلیم کا ایک اہم عنصر ہے اور مقاصد تعلیم سے بہت گہرا تعلق رکھتا ہے۔یہ طلباء کی مطالعہ کی عادت اور معلم کے طریقہ تدریس پر کافی اثر ڈالتا ہے۔اور اس طرح یہ تعلیمی تحصیل کی پیمائش اور اس میں بہتری لانے میں معاون ہوتا ہے“۔

گرین کے مطابق ”تعلیم میں تعین قدر کا استعمال مدرسہ کے پروگرام،نصاب،آلات ووسائل،معلم اور متعلم کو جانچنے کے لیے کیا جاتا ہے“۔

کویلن اور ہنا کے مطابق ”طلباء کے طرز عمل میں مدرسہ کے ذریعہ لائی گئی تبدیلی کے تعلق سے ثبوت مجتمع کرنے اور ان کی تشریح وتوضیح کرنے کا عمل ہی جانچ ہے۔ "

آرسی شرما کے الفاظ میں جانچ ایک مسلسل اور جامع عمل ہے۔اور یہ اسکول اور ماسکول کے باہر انجام پاتا ہے۔اس عمل میں طلباء،معلم،والدین اور کمیونٹی شریک ہوتے ہیں تاکہ بچہ میں اور پورے تعلیمی نظام میں تبدیلی لائی جاسکے“۔

موفات کے الفاظ میں جانچ ایک مسلسل چلنے والا عمل ہے۔یہ طلباء کی رسمی تعلیمی تحصیل سے کچھ زیادہ ہے۔یہ شخصیت کی نشوونما میں زیادہ دلچسپی رکھتا ہے۔جانچ بچے کے نشوونما کو اس کے جذبات،خیالات اور سرگرمیوں کے تعلق سے مطلوبہ تبدیلیوں کا مظہر ہے“۔

ثانوی تعلیمی کمیشن کے مطابق” جانچ ایک اہم ذریعہ ہے جس کے ذریعہ سماج اس بات کا پتہ لگاتا ہے کہ اسکول اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طریقہ سے پورا کر رہے ہیں اور اسکول میں طلباء کو صحیح طریقہ سے تعلیم فراہم کی جارہی ہے اور وہ مطلوبہ سطح کو حاصل کر رہے ہیں“۔

مجموعی طور پر جانچ کو پہلے سے طے شدہ تعلیمی مقاصد کے حصول،کمرہ جماعت میں مہیا شدہ تدریسی اور اکتسابی تجربات کی موثریت،اور طرز عمل کی نشوونما کے طور پر دیکھا جاسکتا ہے“۔

پیمائش و جانچ کی اہمیت وضرورت:- موجودہ دور میں پیمائش و جانچ سے گریز ناممکن ہے۔اس کی اہمیت سے انکار کرنا دراصل حقیقت سے روپوشی ہے۔تعلیمی اداروں کی اساس پیمائش،جانچ اور تعین قدر پر ہی منحصر ہے۔ایک درجہ سے دوسرے درجہ میں ترقی کے لیے امتحان یا جانچ ضروری ہے۔کسی معلم کے طریقہ تدریس کی کامیابی اور ناکامی اس کی تدریسی لیاقت وقابلیت کا پتہ جانچ کے ذریعہ ہی لگایا جاتا ہے۔نصاب کی کتابوں کا صحیح انتخاب اور طلباء میں مطالعہ کا

ذوق، امتحان یا جانچ سے ہی پیدا ہوتا ہے۔ پیائش و جانچ قومی ہی نہیں بلکہ بین الاقوامی اہمیت کا حامل ہے۔

اسکولوں میں چلنے والی ہر سرگرمی کا مقصد طلباء کے طرز عمل میں مطلوبہ تبدیلی لانا ہے۔ اور مطلوبہ سمت کا تعین تعلیمی مقاصد کرتے ہیں۔ معلم کو تعلیم کے اغراض و مقاصد، ہدف سے پوری طرح واقفیت ضروری ہے۔ اس کے علاوہ نصاب میں شامل اکائی اور اسباق کے مقاصد کس طرح ہدف کے حصول میں معاون ثابت ہونگے اس کی واقفیت بھی ضروری ہے۔ انھیں مقاصد کے تحت معلم موثر طریقہ تدریس اور اکتسابی تجربات و سرگرمیوں کی تشکیل کرتا ہے اور آخر میں موقع بہ موقع یہ دیکھتا ہے کہ مقاصد کے حصول میں کس حد تک کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ اس طرح تدریسی عمل میں تین اہم عناصر ہیں۔

1۔ تدریسی مقاصد

2۔ اکتسابی تجربات

3۔ معلم کی جانچ

مقاصد سے مراد معلم کی وہ توقعات ہیں جس سے وہ طلباء کے طرز عمل میں مطلوبہ تبدیلی لانا چاہتا ہے۔ اکتسابی تجربات سے مراد وہ تمام سرگرمیاں، تجربات، وسائل و ذرائع ہیں جن کے ذریعہ وہ طرز عمل میں تبدیلی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اکتسابی تجربات میں معلم کا رول بہت اہم ہوتا ہے۔ بلکہ یہ معلم اور متعلم کے مابین تعامل کا دوسرا نام ہے۔ جب معلم اکتسابی تجربات فراہم کرتا ہے تو اس فراہمی کے دوران معلم مختلف طریقہ کار اپناتا ہے تاکہ طلباء کے طرز عمل میں مطلوبہ تبدیلی لائی جا سکے۔ اس کے بعد معلم جانچ کے ذریعہ یہ جاننے کی کوشش کرتا ہے کہ مطلوبہ مقاصد میں کس حد تک کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ یعنی مقاصد ایک رہنما یا راہ رو کی طرح کام کرتے ہیں اور تدریسی تجربات و سرگرمیوں کو متعین کرتے ہیں۔ جانچ کے ذریعہ یہ بھی اندازہ لگایا جاتا ہے کہ مقاصد کی تکمیل کس حد تک ممکن ہوئی۔ جانچ کے ذریعہ حاصل شدہ معلومات کی بنیاد پر مقاصد میں ترمیم بھی کی جاسکتی ہے۔

حاصل کام یہ ہے کہ تدریسی اور اکتسابی عمل میں جانچ ناگزیر ہے۔ نہ صرف کمرہ جماعت میں بلکہ حقیقی زندگی میں بھی بہت اہم ہے۔ ہم اپنی زندگی میں مختلف قسم کے فیصلے لیتے ہیں اور موقع بہ موقع ان کی جانچ بھی کرتے ہیں کہ وہ فیصلہ صحیح تھے یا غلط اور یہ ہی جانچ آگے کی زندگی کی لائحہ عمل کو متعین کرتی ہے۔

جانچ کی اہمیت کو درج ذیل نکات سے اور بہتر طریقہ سے سمجھ سکتے ہیں۔

1۔ کمرہ جماعت کی تدریس کے مقاصد کو پورا کرتے ہیں۔ یعنی جن مقاصد کے حصول کے لیے تدریس کی جا رہی ہے کیا واقعتاً ہم ان مقاصد کا حصول کر پا رہے ہیں یہ امر جانچ سے ہی واضح ہوتا ہے۔

2۔ انفرادی اور گروہی مشاورت میں معاون ہوتا ہے۔ جانچ کے ذریعہ ہم طلباء کی انفرادی طور پر اور ایک گروہ کے طور پر استعداد، حالات اور کمزوریوں کو پتہ لگاتے ہیں۔ اس کی بنیاد پر ہی یہ متعین کرتے ہیں کہ کون سے طلباء کو انفرادی مشاورت کی ضرورت ہے اور کون سے طلباء کو گروہی مشاورت مستفید ہو سکتے ہیں۔

3۔ طریقہ تدریس کی کامیابی کو متعین کرتی ہے۔ اس کے ذریعہ یہ علم ہوتا ہے کہ متعلم کے ذریعہ استعمال کئے گئے طریقہ تدریس طلباء اور مضمون کے لحاظ سے کتنے مناسب ہیں اور کہاں کہاں تبدیلی کی گنجائش ممکن ہے۔

4۔ نصاب میں ترمیم و تبدیلی کو متعین کرتا ہے۔ جانچ کے ذریعہ ہی ہم جان سکتے ہیں کہ نصاب کے کون سے حصے طلباء کی ضرورت، دلچسپی، رویہ اور استعداد سے انحراف کرتے ہیں۔ اسی کی بنیاد پر نصاب میں ترمیم و تبدیلی ممکن ہو سکتی ہے۔

5۔ جانچ مطالعہ کے لیے تحریک دیتی ہے۔ جانچ میں کچھ ایسے سوالات بھی ہوتے ہیں جو کہ پورے نصاب پر مبنی ہوتے ہیں۔ اس لیے طلباء پورے نصاب کا مطالعہ کرتے ہیں۔ جس سے ان کے علم و تفہیم میں اضافہ ہوتا ہے۔ جانچ ایک طریقہ سے معلم اور متعلم دونوں کے لیے تقویت کا کام کرتی ہے۔

6۔ طلباء کی اکتسابی دشواریوں کا اندازہ کرتے ہیں۔جانچ کے ذریعہ یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ طلباء کس مضمون میں کمزور ہے اور کمزوری کی نوعیت اور وجوہات کیا ہیں؟

7۔ طلباء کو تعلیمی ماحول سے ہم آہنگ ہونے میں معاون ہوتے ہیں۔جانچ کے ذریعہ طلباء کے مضبوط اور کمزور علاقوں کی نشاندہی ہوجاتی ہے۔جس کے نتیجہ میں معلم اور ادارہ ان کمزوریوں کو دور کرنے کے لیے لائحہ عمل تیار کرکے اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور طلباء کو اُس تعلیمی ماحول سے ہم آہنگ ہونے میں مدد فراہم کرتے ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ:

(1) تعین قدر کی کوئی ایک تعریف لکھیئے؟

(2) تدریسی اکتسابی عمل میں جانچ اور پیائش کیوں ضروری ہیں؟

10.4 پیائش و جانچ میں فرق:۔

عام طور پر طلباء کی صلاحیتوں کا اندازہ لگانے کے لیے مختلف طریقوں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ جسے ٹیسٹ یا آزمائش (Test)، پیائش (Measurement)، اندازہ قدر (Assesment) اور جانچ (Evaluation) مختلف ناموں سے منسوب کیا جاتا ہے۔دیکھنے میں ان تمام الفاظ کے مفہوم ایک جیسے لگتے ہیں لیکن اگر ان کا بغور جائزہ لیا جائے تو یہ تمام تصورا ایک دوسرے سے یکثر مختلف ہیں۔جہاں تک لفظ پیائش (Measurement) اور جانچ (Evaluation) میں فرق کا ہے۔ پیائش سے مراد ناپنا ہے اس میں آلات کے ذریعے طلباء کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں جیسے لمبائی، وزن، آنکھوں کی روشنی، قوت سماعت وغیرہ کا پتہ لگانا ہے۔اس کا دائرہ محض کمیتی پہلوؤں تک ہی محدود رہتا ہے۔اس کے مقابلے جانچ کا عمل بہت جامع، موثر اور تدریس اکتساب کے مختلف پہلوؤں کا پتہ لگانا ہے۔جانچ (Evaluation) کے تحت نہ صرف شخصیت کے مادّی پہلوؤں بلکہ کیفیتی پہلوؤں کے بارے میں معلومات حاصل کی جاتی ہے بلکہ اس کے ذریعے جسمانی نشونما، سماجی نشونما اور اخلاقی نشونما کی بھی جانچ کی جاتی ہے۔یعنی جانچ (Evaluation) کے ذریعے طلباء کی دلچسپیوں، تصورات، تفکرات، عادتوں میں تبدیلی کا بھی اندازہ لگایا جاتا ہے۔اس اعتبار سے جانچ کا تصور زیادہ جامع اور وسیع ہے اور دیگر تصورات جیسے آزمائش، امتحان، پیائش اور اندازہ قدر اس کے جزو ہیں۔ جیسا کی پہلے لکھا جاچکا ہے کہ پیائش (Measurement) کا دائرہ محض کمیتی (Quantitative) پہلو تک محدود رہتا ہے جب کہ جانچ (Evaluation) کے اندر کیفیتی (Qualitative) اور کمیتی (Quantitative) دونوں پہلو موجود ہوتے ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ:

(1) پیائش اور جانچ کے درمیان فرق کو واضح کیجیئے؟

10.5 ایک معیاری جانچ کی خصوصیات:۔

ایک معیاری جانچ کو ایک مثالی طریقہ پر درست، معتبر، قابل عمل، منصفانہ اور مفید ہونا چاہئے۔ان نکات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ معتبریت (Reliability):- کوئی بھی جانچ اس وقت قابل بھروسہ ہوتی ہے جب مختلف افراد، یا مختلف اوقات میں جانچ کریں اور طلباء کو تقریباً ایک جیسے ہی نمبرات یا نشانات ملیں۔اگر نمبرات میں غیر معمولی فرق پایا جائے تو اس کا مطلب ہے کہ جانچ کا طریقہ کار اور آلات میں معتبریت نہیں ہے۔یعنی معیاری جانچ کی معتبریت سے مراد ہے کہ جانچ ممتحن کے انفرادی میلانات اور شخصی خصوصیات سے آزاد ہونی چاہئے اور اسے ہر بار ایک ہی نتیجہ نکلنا چاہئے۔مثال کے طور پر تھرمامیٹر کا استعمال بخار کی پیائش کے لیے کیا جاتا ہے۔اگر کسی شخص کا ۱۰۰ ڈگری بخار ہے اور

اس کے منہ میں تھرمامیٹر لگانے پر کچھ وقت کے بعد تھرمامیٹر کا پارہ ۱۰۰ ڈگری تک پہنچ جائے گا۔ ہم صرف اسی تھرمامیٹر کو معتبر آلہ کہیں گے جو ہر بار ایسا کرنے پر وہی بتاتا ہے جو حقیقت ہے۔

2۔ معقولیت (Validity):-کوئی بھی جانچ اس وقت معقول قرار پاتی ہے جب وہ ان ہی امور کی جانچ کرے جن کے لئے وہ تیار کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر تھرمامیٹر صرف حرارت کی پیائش ہی کرے۔ مریض کی زبان کتنی لمبی ہے اس کی پیائش تھرمامیٹر سے نہیں کی جاسکتی۔ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو یہ معقول نہیں ہے۔ ہر طرح کی جانچ کے درست نتائج کے حصول کے لیے مناسب اور موزوں آلات کے انتخاب کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً اگر اردو کا معلم طلباء کے تلفظ کی جانچ کرنا چاہتا ہے تو ان کے قواعد کی اصطلاحوں کی تعریف لکھنے کو نہیں کہے گا بلکہ بلند خوانی کرنے کو کہے گا۔ اور اگر ذخیرہ الفاظ کی جانچ کرنا ہے تو الفاظ کے معنی و مفہوم پوچھے گا۔

3۔ معروضیت (Objectivity):- معروضیت کسی بھی اچھی جانچ کا اہم معیار ہے۔ اگر کسی ٹیسٹ پر دو معلم کے ذریعہ دیے گئے نمبرات میں نمایاں فرق پایا جائے تو طالب علم کو ملنے والے نمبرات جانچنے والے کے شخصیت پر مبنی ہو سکتے ہیں۔ کوئی جانچ اسی وقت معروضی ہوتا ہے جب ممتحن کا ذاتی رائے کا کوئی دخل نہ ہو۔ تکنیک سے مراد طریقہ سے ہے۔ ہر آلہ کے استعمال کا ایک مخصوص طریقہ ہوتا ہے اور آلہ اسی وقت پیائش صحیح کرتا ہے جب اس کا استعمال اس مخصوص طریقے سے کیا گیا ہے۔ جیسے اوپر کی مثال میں اگر تھرمامیٹر کو منہ میں لگانے پر ۱۰۰ ڈگری بخار ہی بتائے گا۔ خواہ تھرمامیٹر کا استعمال ڈاکٹر کے ذریعے کیا گیا ہو، کمپاؤنڈر کے ذریعے کیا گیا ہو یا کسی اور کے ذریعے!

4۔ قابل عمل (Practicability):- جانچ کے طریقہ کار اخراجات، وقت اور سہولیت کے لحاظ سے حقیقت پسندانہ، قابل عمل اور موثر ہوتا ہونا چاہئے۔ ضروری نہیں ہے۔ کہ ہر مثالی جانچ قابل عمل ہو۔ اگر یہاں بھی تھرمامیٹر کی مثال لی جائے تو یہ ایک قابل عمل آلہ ہے۔ اتنا چھوٹا ہے کہ کسی کے منہ میں ڈال دو اور دو منٹ میں نکال کر بخار کی حالت پتہ کرلو۔

5۔ افادیت (Utility):- افادیت جانچ کا مفید ہونا بھی لازمی ہے۔ جانچ کے جو بھی نتائج ہوں وہ طلباء کو بتائے جائیں تاکہ وہ اپنی موجودہ خوبیوں اور خامیوں سے واقف ہو جائیں اور خامیوں میں اصلاح کر سکیں۔ جانچ ایسی ہو کہ وہ مزید بہتری اور سدھار کی تمام ضرورتوں کو پورا کر سکے۔ یعنی جانچ ایسی ہو کہ کمزور علاقوں کی نشاندہی کر سکے مواد مضمون میں تدریسی طریقہ کار میں سدھار کی ضرورت ہے یا نہیں یہ متعین کر سکے۔

اپنی معلومات کی جانچ:

(1) جانچ کی خصوصیات میں معتبریت اور معقولیت سے کیا مراد ہے؟

10.6 جانچ کے مختلف آلات اور تکنیک:۔

تعلیم کا مقصد انسان کی شخصیت کی ہمہ جہت نشو نما کرنا ہے۔ انسان کی شخصیت کے لامحدود پہلو ہیں۔ ان تمام پہلوؤں کی جانچ کرنے کے لیے ماہرین تعلیم نے مختلف آلات اور تکنیک کی تعمیر تشکیل کی ہیں۔ ان میں کچھ اہم آلات اور تکنیک کی تفصیل یہاں پیش کی جارہی ہے جو درج ذیل ہیں۔

1۔ مشاہداتی طریقہ کار — Observation

2۔ انٹرویو — Interview

3۔ سوالنامہ — Questionnaire

4۔ معلم کے ذریعہ تیار کردہ غیر رسمی ٹیسٹ — Teacher Made Test

5۔ معیاری ٹیسٹ — Standard Test

6۔ ریٹنگ اسکیل Rating Scale

7۔ انسیکڈ وٹل ریکارڈ Anecdotal Record

8۔ مجموعی ریکارڈ Cummulative Record

9۔ سوشیومیٹری Sociometry

1۔ مشاہداتی طریقہ کار:- مشاہداتی طریقہ طرزعمل کو جانچ سب سے پرانا طریقہ کار ہے۔اس طریقہ کار کے ذریعہ طلباء کے ظاہری طرزعمل کا مشاہدہ کرکے اس کے طرزعمل میں آنے والی تبدیلی کومفصل طور پر پیش کیا جاتا ہے۔حالانکہ مشاہداتی طریقہ کار کوایک معروضی تکنیک کی حیثیت حاصل نہیں ہے۔مگر پھر بھی اس کا استعمال طرزعمل کو جانچنے کے لئے کافی کیا جاتا ہے۔چھوٹے بچوں کے طرزعمل کی تبدیلی کودیکھنے کے لئے یہ ایک بہترین طریقہ ہے۔مشاہداتی طریقہ کار کی مدد سے وقوفی،جذباتی اور جمالیاتی تمام پہلوؤں کی جانچ کی جاسکتی ہے۔

2۔ انٹرویو:- یہ جانچ کی ایک ایسی تکنیک ہے جس میں کسی فرد سے معلومات کو روبرو گفتگو کے ذریعہ حاصل کیا جاتا ہے۔اردو کا معلم اس کا تلفظ اور مخارج کی درستگی کو جانچنے اور زبان پر عبور کو دیکھنے کے لئے استعمال کرسکتا ہے۔عموماًاس کا استعمال ان حقائق کواخذ کروانے سے ہوتا ہے۔جو دوسرے طور پر حاصل نہیں ہوسکتے۔

3۔ سوالنامہ:- سوالنامہ کسی مخصوص عنوان سے متعلق سوالات کی ایک فہرست ہوتی ہے۔سوالنامہ میں جواب دینے کے لئے جگہ مہیا کی جاتی ہے۔اس کے ذریعہ معلم جملوں کی ساخت،قواعد کی جانکاری،زبان پر عبوراور ذخیرہ الفاظ کی جانچ بہ آسانی کرسکتا ہے۔یہ ایک ساتھ پورے درجہ کودیا جاسکتا ہے۔جس سے کم وقت،کم خرچہ اور کم محنت میں پورے درجہ سے جوابات حاصل ہوجاتے ہیں۔آج کل اس کا استعمال مختلف قسم کی معلومات اکھٹا کرنے کے لئے کافی کیا جاتا ہے۔

4۔ معلم کے ذریعہ تیارکردہ غیررسمی ٹیسٹ:- عام طور پر متعلقہ مضمون کے معلم ہفتہ میں مہینہ میں اور سالانا یا ششماہی امتحانات کے دوران پرچے بناتے ہیں۔اس ان امور کی جانچ کی جاتی ہے جن کی تدریس معلم کرچکا ہے۔یہ عام طور پر زبانی بھی ہوتے اورتحریری بھی موضوعی بھی،معروضی بھی اور عملی بھی۔اس میں معلم اپنے طریقہ سے ٹیسٹ تیار کرتا ہے اوراس ٹیسٹ میں ان تمام مہارتوں کو جانچنے کی کوشش کرتا ہے جو دوران تدریس اُس نے طلباء کوسکھائی ہیں۔

5۔ معیاری ٹیسٹ:- معیاری ٹیسٹ مخصوص گروپ یا مخصوص مضمون کے طلباء کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔یہ ٹیسٹ مضامین کے ماہرین تیار کرتے ہیں۔ان طلباء کی تحصیلی جانچ کے لئے تحصیلی ٹسیٹ بنائے جاتے ہیں۔شخصیت کو جانچنے کے لئے،فطری میلان یا رجحان کو جانچنے کے لئے اور طلباء کی مشکلات کا اندازہ لگانے کے لئے ٹیسٹ تیار کیے جاتے ہیں۔یہ ٹیسٹ عام طور پر ماہرین تیار کرتے ہیں اور لمبے عمل کے بعد تیار کیے جاتے ہیں۔

6۔ ریٹنگ اسکیل:- ریٹنگ اسکیل ایک ایسا جانچ کا آلہ ہے جس کے ذریعہ کسی مخصوص وصف یا تحصیل کے کسی بھی پہلو کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اورانھیں قدر کی اکائیوں کے ایک اسکیل پر ریکاڈ کیا جاتا ہے۔مثال کے طور پر دیانت داری کا ایک پانچ نکاتی اسکیل اس طرح ہوگا۔

1۔ انتہائی دیانت دار

2۔ دیانت دار

3۔ نہ دیانت دار نہ بددیانت

4۔ بددیانت

5۔ انتہائی بددیانت

7۔ انیکڈوٹل ریکارڈ(Aneecdotal Record) :- یہ ایک ایسا آلہ ہے جوطلباء کے غیر معمولی برتاؤ کوریکارڈ کرتا ہے۔وہ غیر معمولی برتاؤ منفی یا مثبت کسی بھی طرح کا ہوسکتا ہے۔دراصل انیکڈوٹل ریکارڈ طلباء کے تعلیمی ارتقاء کے تعلق سے اہم اور قابل ذکر چیزوں معروضی پیشکش ہے۔یہ رسمی اور غیر رسمی دونوں طریقوں کی ہوسکتی ہیں۔اس کا استعمال مغربی ممالک کے اسکول میں لازمی طور پر ہوتا ہے۔اور اب ہمارے ملک میں بھی اس کا استعمال ہونے لگا ہے۔اس میں جب بھی کسی طالب علم سے کوئی غیر معمولی برتاؤ سرزد ہوتا ہے تو معلم اس طالب علم کے اس ریکارڈ میں وقت ،جگہ،اور سیاق وسباق کے تعین کے ساتھ اسے درج کر لیتا ہے۔انیکڈوٹل ریکارڈ میں معلم اپنے اصلاحی تدابیر اور تشریح وتوضیح بھی لکھ سکتا ہے۔

8۔ مجموعی ریکارڈ:- اسکول میں مجموعی ریکارڈ کی شکل میں طلباء کے تعلق سے مختلف اطلاعات کو اکھٹا کیا جاتا ہے۔اسکو ہی مجموعی ریکارڈ کہا جاتا ہے۔سیکنڈری ایجوکیشن کمیشن نے ہر طالب علم کا مجموعی ریکارڈ رکھنے کی سفارش پیش کی ہے۔اس میں طالب علم کی ذاتی تفصیلات ،اسکولی تحصیل صحت وتندرستی کی رپورٹ،شخصیت کے اوصاف اور مختلف مشاغل وسرگرمیوں میں اسکی شمولیت وغیرہ بھی درج کی جاتی ہے۔اس ریکارڈ کی ابتداء طالب علم کے پہلی جماعت میں داخلہ لینے کے ساتھ ہی ہوجاتی ہے۔اور ہر سال طالب علم کے ساتھ ریکارڈ بھی اگلی جماعت میں بھیجا جاتا ہے۔یہ عمل تعلیم کے اختتام تک جاری رہتا ہے۔کسی بھی طالب علم کی ترقی کو جاننے اور اس کا تعلیمی سفر کی جانچ کرنے کے لئے یہ مجموعی ریکارڈ بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔مجموعی ریکارڈ ایک طریقہ سے طالب علم کا تعلیمی میدان کا تاریخی مطالعہ ہوتا ہے۔اس کے علاوہ اگر کوئی طالب علم دوسرے اسکول میں منتقل ہوجاتا ہے تو یہی ریکارڈ ٹرانسفر سرٹیفیکٹ کی طرح اس کے ساتھ جاتا ہے اور وہاں پر بھی جاری رہتا ہے۔

9۔ جامعہ سنجی یا سوشیومیٹری (Sociometry) :-تعلیم کے اہم مقاصد میں سے ایک اس کا سماجی نشوونما بھی ہے۔بچہ کا سماجی نشوونما ہو رہا ہے یا نہیں عام طور پر اسکی جانچ نہیں کی جاتی ہے۔جامعہ سنجی اس کے لئے ایک اہم آلہ ہے۔اس کے ذریعہ درجہ میں موجود طلباء کی پسند،تعامل کے انداز وغیرہ کی جانچ کی جاتی ہے۔یہ سماجی پسند کو جانچنے کا ایک طریقہ کار ہے۔اس میں طلباء سے کہا جاتا ہے کہ ایک طالب علم یا ایک سے زیادہ طالب علموں کو دی گئی بنیاد پر محنت کریں۔جیسے۔درجہ میں آپ کس کے ساتھ بیٹھنا پسند کریں گیں۔درجہ میں آپ کس سے دوستی کرنا پسند کریں گیں۔آپ کس کے ساتھ کھیلنا پسند کرین گیں۔اس طالب علم ایک،دو،تین یا اس سے زیادہ بھی اپنی پسند بتا سکتا ہے۔حاصل کردہ جوابات کا تین طریقہ تشریح وتوضیح کی جاسکتی ہے۔

1. Sociometric Matrix
2. Socio gram
3. Sociometric Index

1۔ اس میں طالب علم کے ذریعہ بتائی گئی پسند کو جدول کی شکل میں دکھایا جاتا ہے۔

2۔ اس میں تصویر کی شکل میں دکھایا جاتا ہے۔

3۔ اس میں نمبرات کی شکل میں دکھایا جاتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ:

(1) معیاری ٹسٹ اور معلم کے تیار کردہ ٹسٹ میں کیا فرق پایا جاتا ہے؟

(2) سوشیومیٹری کے ذریعہ طلبا کی کس نشونما کا پتہ لگایا جاتا ہے؟

10.7 مسلسل جامع جانچ؛مفہوم،تصور،ضرورت واہمیت:۔

جانچ کے سلسلے میں CCE ایک جدید تصور ہے۔جس کی مدد سے اسکولی جانچ کو مزید بہتر،موثر اور جامع بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔یہ تدریس کے ہر مرحلہ میں جاری رہتا ہے۔معلم کے جماعت میں داخل ہونے سے لیکر سبق کے اختتام اور کورس یا پروگرام کے اختتام تک موقع بہ موقع اکتساب کے حصول کی جانچ کی جاتی ہے اور طلباء کی کامیابی اور کمزور علاقوں کی نشاندہی کی جاتی ہے۔جانچ کے دوران نہ صرف طلباء کے وقوفی اور معلوماتی پہلوؤں کا بلکہ سماجی ،اخلاقی ،جذباتی ،جمالیاتی غرض یہ کہ ہر پہلو کو جانچا و پرکھا جاتا ہے۔مسلسل جامع جانچ میں اسکولی امور کے ساتھ ساتھ غیر اسکولی امور کی جانچ بھی شامل کی جاتی ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ اسکولی امور:۔اسکولی امور کے ضمن میں نصابی علاقے اور ذہانتی ٹیسٹ شامل کیے جاتے ہیں۔

الف۔ نصابی علاقے	جانچ کے طریقے
☆معلومات	تحریری امتحانات، زبانی امتحانات،عملی امتحانات، آلاتی جانچ؛ جیسے؛سوالنامہ،
☆تفہیم	تشخیصی جانچ، یونٹ ٹیسٹ، تحصیلی جانچ ،اسکولی تفویضات، پہیلیاں،مہارتوں کی
☆ادراک	جانچ وغیرہ۔
☆اطلاق	
☆مہارتیں	
ب۔ذہانتی جانچ	کاغذ قلم ٹیسٹ،مظاہراتی ٹیسٹ،آلاتی جانچ،ذہانت کے معیاری ٹیسٹ،وغیرہ

2۔غیر اسکولی امور:۔غیر اسکولی امور میں درج ذیل امور شامل کیے جاتے ہیں،ان کے سامنے ان کی جانچ کا طریقہ لکھا گیا ہے۔

الف۔انفرادی اور سماجی خصوصیات؛	جانچ کے طریقے؛
☆پابندی اوقات	مشاہدہ
☆حاضری میں پابندی	اسکول رجسٹر
☆نظم ونسق	آلات جانچ
☆صفائی وستھرائی کی عادت	انیکڈوٹل رکارڈ
☆جذباتی توازن اوقات	ریٹنگ اسکیل
☆تعاون	ریٹنگ اسکیل
☆ذمہ داری کا احساس	ریٹنگ اسکیل
☆شہری آگہی	ریٹنگ اسکیل
☆سماجی خدمات کا جذبہ	ریٹنگ اسکیل

ب۔دلچسپیاں؛	جانچ کے طریقے؛

☆ ادبی	مشاہدہ
☆ سائنسی	آلات جانچ
☆ موسیقی	مظاہرہ
☆ فنکاری	مقابلہ
☆ سماجی	معیاری آلات
ج۔ رویے؛	جانچ کے طریقے؛
☆ اساتذہ کے تئیں	مشاہدہ
☆ تعلیم کے تئیں	آلات جانچ
☆ ساتھیوں کے تئیں	رویے کا معیاری اسکیل
☆ اسکولی پروگراموں کے تئیں	رویے کا معیاری اسکیل
د۔ جسمانی صحت؛	جانچ کے طریقے؛
☆ وزن	ویٹنگ مشین
☆ لمبائی	انچ ٹیپ
☆ لمبائی اور وزن کا تناسب	معیاری طبی جدول
☆ سینے کی چوڑائی	انچ ٹیپ
☆ جسمانی نقص	ریٹنگ اسکیل
☆ بینائی	طبی آلات
☆ سماعت	طبی آلات
☆ دانت	طبی آلات
☆ بیماریوں کی تفصیل (اگر کوئی ہو)	

ہ۔ مشاغل؛	جانچ کے طریقے؛
☆ لائبریری میں مطالعہ	مشاہدہ
☆ تقریر و بحث و مباحثہ	آلات جانچ
☆ تخلیق نگاری	انیکڈوٹل ریکارڈ
☆ میوزک	ریٹنگ اسکیل
☆ ڈانس	ریٹنگ اسکیل
☆ اسکاؤٹ، گائیڈ، این سی سی، کھیل کود	

اپنی معلومات کی جانچ:

(1) مسلسل جامع جانچ کے مفہوم کی وضاحت کیجیے؟

(2) غیر اسکولی امور کی جانچ کیسے کی جاتی ہے؟

10.8 موجودہ امتحانی نظام کے نقائص اور اسے معیاری بنانے کی حکمت عملی:۔

موجودہ امتحانی نظام کے تعلق سے کوئی دورائے نہیں ہے۔مختلف ماہرین تعلیم اور منتظمین بہت تلخ اور راست انداز میں موجودہ امتحانی نظام کے لیے مختلف لفظوں کا استعمال کرتے ہیں۔ جیسے کہ یہ ایک ضروری برائی ہے، بڑھتی ہوئی مصیبت ہے،خون چوسنے والا ہے،تعلیم کی راہ میں روکاوٹ ہے، جہالت کی ازمائش ہے۔وغیرہ۔وغیرہ۔یونیورسٹی ایجوکیشن کمیشن کی رپورٹ کے مطابق یہ ہندوستانی تعلیم کا بدترین پہلو ہے۔ڈاکٹر ذاکر حسین ہندوستانی تعلیمی نظام کے تعلق سے اپنی رپورٹ میں لکھتے ہیں کہ "ہمارے ملک میں رائج نظامِ امتحان نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ یہ تعلیم کے لیے بددعا ہے۔" آزادی کے حصول کے کئی دہائیوں بعد بھی ہمارے امتحانی نظام میں خاطر خواہ اصلاح نہیں ہو پائی ہے اور اس میں بے شمار اب خامیاں اب بھی پائی جاتی ہیں۔ان خامیوں میں اہم خامیوں کی تفصیل یہاں پیش کی جا رہی ہے۔

1۔ ہمارے امتحان غیر معقول ہوتے ہیں کیوں کہ ان میں صرف یاد کرنے کے عمل کی ہی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور تفہیم و اطلاق پر زیادہ زور نہیں دیا جاتا ہے۔

2۔ یہ مکمل تعلیمی پہلوؤں کے صرف چند پہلوؤں کا ہی احاطہ کرتا ہے اور دوسرے اہم پہلو جیسے ذہانت، دلچسپی، رویے، مہارتیں، شخصیت کے دیگر اوصاف جیسے؛ جسمانی نشو نما اور سماجی نشو نما جیسے اہم پہلوؤں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔

3۔ چونکہ زیادہ تر امتحانات تحریری ہوتے ہیں اس میں صرف لکھنے کی صلاحیت کی ہی جانچ بڑے پیمانے پر جانچ کی جاتی ہے۔سننا، بولنا اور پڑھنا کی مہارتوں کی جانچ نہیں ہو پاتی ہے۔اس خامی کو دور کرنے کے لیے زبانی امتحان بھی رکھنا ضروری ہے۔

4۔ روایتی امتحانات؛نصاب اور طریقہ تدریس دونوں پر اپنی فوقیت رکھتے ہیں۔عام طور پر معلمین کا سارا زور امتحان میں بہتر نتائج لانے پر ہی ہوتا ہے۔معلمین بچوں کو ایسے سوالات کے جوابات رٹا دیتے ہیں جو امتحان میں متوقع ہوتے ہیں۔وہ محض امتحان کے نقطہ نظر سے ہی اپنی تدریس کرتے ہیں۔اس عمل سے طلباء میں انفرادی سوچ، تخلیقی رجحان اور تصورات و حقائق کو سمجھنے اور اطلاق کرنے کی صلاحیتیں فروغ نہیں پاتیں۔دور حاضر میں مختلف گائڈس، ماڈل پیپرس، گیس پیپرس کی مدد لینا، سوالات کے پرچے آوٹ کرنا، امتحان حال میں نقل کرنا، جیسی تمام خرابیاں اسی امتحانی نظام کا نتیجہ ہیں۔

5۔ امتحانات طلباء کی اخلاقی معیار میں گراوٹ کے بجا طور پر ذمہ دار ہیں۔ممتحن کو ڈرانا دھمکانا، نقل نویسی اور دوسری غیر قانونی حرکتیں کرنا، ڈسپلن شکنی اور غیر سماجی برتاؤ اختیار کرنا اس کی مثالیں ہیں۔ناقص امتحان کے نظام کے نتیجہ میں ہی ہڑتالیں، دھرنے، واک آوٹ جیسے واقعات رونما ہوتے ہیں۔

6۔ امتحانات سے طلباء طلباء پر نفسیاتی اثرات پڑتے ہیں۔کئی طلباء امتحان کے خوف کا شکار ہوتے ہیں اور اس صورت حال کے لیے موجودہ دور میں ایک اصطلاح امتحان فوبیا رائج ہے۔امتحانی بخار، ذہنی و اعصابی تناؤ جیسے؛ راتوں کو نیند نہ آنا، تفکرات، حسد، حوصلہ شکنی طلباء میں عام طور پر پائے جا رہے ہیں۔امتحان کا طلباء پر کس حد تک نفسیاتی اثر پایا جاتا ہے اس کا اندازہ ہم اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ پبلک امتحانوں اور مسابقتی امتحانات کے نتیجے نکلنے کے ساتھ ہی اخبارات میں امتحان میں ناکامی کی بناء پر طلباء کی خودکشی کی اطلاعات آنی شروع ہو جاتی ہیں۔یہ امتحان کے منفی پہلوؤں کی بدترین مثال ہے اس کی روک تھام وقت کی اولین ضرورت ہے۔

7۔ اکثر والدین یہ سمجھتے ہیں کہ تعلیم کا صرف ایک ہی مقصد ہے اور وہ ہے امتحان میں کامیابی حاصل کرنا! جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے بچے کو سوائے پڑھنے لکھنے کے کوئی اور ہم نصابی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی اجازت ہی نہیں دیتے۔ ان کے پاس تعلیم کی پیمائش کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ ہے امتحان کے نتائج۔ اس طرح کے رویوں اور تصورات کی وجہ سے طلباء کی ہمہ جہت نشوونما پر برا اثر پڑتا ہے۔

غرض ہمارے امتحانی نظام کو ان خامیوں سے پاک رہنے کی پر خلوص کوششیں کی جانی چاہئیں۔ طلباء کے والدین، اساتذہ، منتظمین، اعلیٰ عہدے داران تعلیم، روزگار مہیا کرنے والی کمپنیاں ہر ایک کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس جانب سنجیدگی کے ساتھ غور وفکر کریں اور فکر و ذہن میں مثبت تبدیلی لائیں اور یہ یقین کر لیں کہ محض امتحانات میں اچھے نمبرات سے کامیابی ہی طالب علم کا نصب العین نہیں ہے اور نہ مستقبل میں کامیاب زندگی کی ضمانت ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ:

(1) ہمارے ملک میں امتحانی نظام کو کیوں کر ایک ضروری برائی (A necessary evil) کہا جاتا ہے؟

(2) امتحانی نظام کو بہتر بنانے کے لئے بحیثیت معلم آپ کون سی تجاویز پیش کریں گے؟

10.9 اسکولی تحصیلی آزمائش (SAT)؛ تیار کرنے کے مختلف مراحل:۔

مطلوبہ سمت میں طلباء کے برتاؤ اور طرزِ عمل میں تبدیلی لانے کو تحصیل کہتے ہیں۔ طلباء کی معلومات، مہارتیں، صلاحیتیں، رویے، دلچسپی وغیرہ کا پتہ لگانا مکمل جانچ کا حصہ ہوتی ہے۔ تحصیلی آزمائش کے ذریعہ کسی خاص مضمون میں طلباء کی تفہیمی سطح کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ اس لیے ہر معلم کے لیے ضروری ہے کہ وہ تحصیلی آزمائش کو صحیح طریقہ پر تیار کرنے اور منعقد کرنے کے بارے میں معلومات رکھے۔ تحصیلی آزمائش کی تعریف مختلف ماہرین نے مختلف انداز میں کی ہیں۔

این ایم دونی کے لفظوں میں ''تربیت واکتساب کے دور کے بعد کسی فرد کی کامیابیوں اور حصول علم کی جانچ کرنے والی آزمائش کو تحصیلی آزمائش کہتے ہیں''۔

گڈ کے مطابق؛ ''وہ ٹیسٹ جو اسکول میں سکھائے جانے والے کسی مضمون کی معلومات، مہارتوں اور تفہیم وغیرہ کی جانچ کرے تحصیلی جانچ کہلاتے ہیں''۔

تحصیلی جانچ ایک منظم طریقہ ہے جس کے ذریعہ طلباء کی صلاحیتوں اور کارکردگیوں کے بارے میں پتہ چلتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کے ذریعے طلباء کی ذہنی صلاحیتوں کا تجزیہ ہوتا ہے، تعلیمی وتدریسی عمل فروغ پاتا ہے، طلباء کی کمزوریوں کا اندازہ ہوتا اور معلم کی کارکردگی کی جانچ ہوتی ہے۔

اسکولی تحصیلی جانچ کی خصوصیات:

1۔ اسکولی تحصیلی جانچ اکتسابی عمل کے نتیجہ میں ہونے والی تبدیلی کی پیمائش کرتی ہے۔

2۔ یہ جانچ تینوں علاقوں (وقوفی، تاثراتی، نفسی حرکی) کی پیمائش کرتی ہے۔

3۔ یہ ایک معیاری آزمائش ہوتی ہے اس کی تیاری ایک لمبے عمل سے گزرتی ہے۔

4۔ یہ طلباء کے معیار اور ضرورتوں کو مدنظر رکھ کر تیار کی جاتی ہے۔

5۔ اس کے ساتھ ایک ہدایتی کتابچہ بھی تیار کیا جاتا ہے جس کا مقصد تحصیلی آزمائش کے تعلق سے تمام ہدایات فراہم کرنا ہوتی ہے۔ اس میں نشانات دینے کی اسکیم، انعقاد کے اصول وغیرہ دیے ہوتے ہیں۔

اسکولی تحصیلی جانچ کے مقاصد:-

اسکولی تحصیلی جانچ کے اہم مقاصد درج ذیل ہیں۔

1۔ طلباء کو اگلے درجہ میں ترقی دینے کے لیے بنیاد فراہم کرنا۔

2۔ جماعت کے اوسط معیار کا پتہ لگانا۔

3۔ مواد مضمون کے حصول کی جانچ کرنا۔

4۔ زبان کے وقوفی اور عملی پہلوؤں کی جانچ کرنا۔

5۔ معلم کے خود محاسبہ کرنے میں مدد کرنا کہ تدریسی مقاصد کے حصول میں وہ کس حد تک کامیاب ہوا ہے۔

6۔ اکتسابی تجربات کی اثر آفرینی کے بارے میں جاننا۔

7۔ اکتسابی عمل میں معیار اور کمیت کو یقینی بنانا، نتائج کی بنیاد پر طریقہ تدریس کو بہتر کرنا اور اس میں اصلاح کرنا۔

13.7.3 اسکولی تحصیلی آزمائش کے مراحل:-

آزمائش کی منصوبہ بندی

بلیو پرنٹ کی تیاری

سوالات تیار کرنا اور سوالنامہ مرتب کرنا

ٹیسٹ کو منعقد کرنا

جانچنا اور نشانات دینا

ٹیسٹ کی جانچ یا تعین قدر کرنا

آزمائش کی منصوبہ بندی:- یہ اسکولی تحصیلی جانچ کا پہلا اور اہم مرحلہ ہے اس مرحلہ پر معلم مقاصد کا تعین کرتا ہے، مواد مضمون کا تعین کرتا ہے، وقت اور دن طے کرتا ہے۔

بلیو پرنٹ کی تیاری:- جس طرح نیا مکان بنانے سے پہلے نقشہ نویس اسکا نقشہ بناتے ہیں اور اسی کی بنیاد پر مکان کی تعمیر کی جاتی ہے۔اسی طرح ایک معیاری سوالنامہ بنانے کے لیے اس کا اساسی خاکہ یا بلیو پرنٹ بنایا جاتا ہے۔سب سے پہلے بلیو پرنٹ بنانے کے لیے اس کا خاکہ بنانا ضروری ہے۔تحصیلی جانچ کی ابتدا میں تدریسی مقاصد اور ان کے جملہ نشانات کا تعین کرنا ضروری ہے۔

تدریسی مقاصد کے جملہ نشانات؛

جانچ سے پہلے یہ متعین کرنا ہوگا کہ کن تدریسی مقاصد کی جانچ کرنی ہے۔اور ان کو سوالنامہ میں کتنا وزن دینا ہے۔یعنی سوالنامہ میں سوال بناتے وقت یہ ذہن میں رکھنا ہوگا کہ وہ کس تدریسی مقاصد پر مبنی ہوں گے۔

نمونہ برائے مقاصد؛

مقاصد	نشانات	فیصد
معلومات		
تفہیم		

اطلاق مہارت رویے دلچسپی استحسان		
جملہ		

سوالات کے اقسام پر جملہ نشانات کا تعین ،سوالنامہ میں تمام مواد کوکم کرنے یا شامل کرنے کی نوعیت ،سوالات کی تعداد اس طرح متعین کرنی ہوتی ہے کہ طویل جوابی سوالات کی تعداد کم ہو اور مختصر جوابی سوالات اور تعددی انتخابی سوالات کی تعداد زیادہ ہو۔تمام قسم کے سوالات پر مختلف وزن کے جملہ نشانات دینا چاہئے۔

سوالات کے اقسام پر جملہ نشانات کا تعین:-

نمبر شمار	سوالات کی تعداد	سوالات کی تعداد	نشانات	کل	فیصد
1.	طویل جوابی سوالات E	4	5	20	40
2.	مختصر جوابی سوالات S	5	2	10	20
3.	مختصر ترین جوابی سوالات VS	12	11	12	24
4.	تعددی انتخابی سوالات MC	16	1/2	8	16
	کل			50	100

مواد مضمون یا متن پر مبنی جملہ نشانات؛

اردو زبان میں مواد مضمون مختلف اصناف پر مبنی ہوتے ہیں۔جیسے کہ نثر ،نظم ،قواعد ،خطوط نگاری ،مضمون نگاری وغیرہ۔اس کے لیے جملہ نشانات بھی الگ۔الگ متعین کیے جاتے ہیں۔یعنی مواد مضمون میں جو اسباق یا متن جانچ کے لیے طے کیے گئے ہیں اس میں مختلف سوالات کے نشانات ذیل طریقہ سے متعین کیے جاتے ہیں۔

مواد مضمون پر مبنی جملہ نشانات؛

نمبر شمار	مقاصد	نشانات	فیصد
.1	نثر	15	30
.2	نظم	15	30
.3	قواعد	8	16
.4	مضمون نگاری	6	12
.5	خطوط نویسی	6	12
		50	100

بلیو پرنٹ کا بنانا:-

بلیو پرنٹ ایک تین رخی چارٹ ہوتا ہے۔جس میں مواد مضمون عمودی خط (Vertical Axis) اور مقاصد افقی خط (Horizontal Axis) میں پیش کیے جاتے ہیں۔ یہ سہ العبادی چارٹ ان امور پر مشتمل ہوتا ہے۔

1۔ مطلوبہ مقاصد

2۔ مواد مضمون

3۔ سوالات کی اقسام

بلیو پرنٹ کا نمونہ؛

مقاصد/متن	معلومات	تفہیم	اطلاق	مہارت

سوالات کی تیاری اورسوالنامہ کی ترتیب: تیار کردہ بلیو پرنٹ کی بنیاد پر ان کے مقاصد کو ذہن میں رکھ کر سوالات تیار کیے جاتے ہیں۔ پھر ان سوالوں کی درجہ بندی ان کی اقسام کے لحاظ سے کی جاتی ہے۔یعنی طویل جوابی سوالات کے ذریعہ کن مقاصد کا حصول ہو رہا ہے اور کن مقاصد کا حصول تعددی انتخابی سوالات کے ذریعہ ہو رہا ہے۔ پھر ان سوالات کو مختلف حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ہر حصہ کی ابتداء میں طلباء کے لیے واضح ہدایات درج کی جاتی ہے۔

جانچ کا انعقاد:- اسکولی تحصیلی جانچ کا مقصد اسی وقت پورا ہوتا ہے جب اس کا انعقاد مناسب طریقہ سے کیا جائے۔اس کا پہ وقت اور مقام پہلے ہی متعین کر لیا جاتا ہے۔اس وقت اور مقام کا تعین کر کے طلباء کو اطلاع دی جاتی ہے۔اسی لحاظ سے طلباء کے لیے نشستوں کا انتظام کر دیا جاتا ہے۔جانچ کا انعقاد ہی جانچ کا ایک اہم پہلو ہے۔اگر اس کو مناسب طور پر منعقد نہ کیا جائے تو عموماً ناقص نتائج آسکتے ہیں۔اگر ہدایات صحیح نہیں دی گئی ہوں، یا واضح زبان میں نہیں دی گئی ہوں، وقت کا تعین صحیح طریقہ سے نہیں ہو تو یہ تمام باتیں نتائج کو متاثر کرتی ہیں۔

نشانات دینے کی اسکیم وطریقہ کار:- کسی بھی جانچ کے لیے یہ ضروری امر ہے کہ تیاری کے عمل کے دوران ہی یعنی انعقاد سے پہلے ہی اس کے نشانات دینے کی اسکیم مکمل طور پر تیار کر لی جائے اور ساتھ ہی جوابات کی ایک کلید تیار کر لی جائے۔تعددی انتخابی سوالات کے جواب کی کلید بنانا نسبتاً آسان ہوتا ہے۔اور اس کا جانچنا بھی آسان ہوتا ہے۔مگر طویل جوابی سوالات کی کلید بنانا اور جانچنا اردو زبان میں مشکل ہوتا ہے۔جانچ ٹیسٹ میں جملہ نشانات دیکر درجہ کے اوسط نشانات حاصل کر لیے جاتے ہیں اور یہ پتہ لگالیا جاتا ہے کہ درجہ میں نشانات اوسط سے کتنا انحراف کرتے ہیں؟ نشانات فراہم کرتے وقت معلم کو طلباء کا اظہار بیان، زبان پر عبور، ذخیرہ الفاظ کا استعمال وغیرہ کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔

اردو کی تدریس کے دوران جانچ عام طور پر تین طریقہ سے کی جاتی ہے؛

1۔ سبق کی تدریس سے پہلے جانچ۔

2۔ سبق کی تدریس کے دوران جانچ۔

3۔ سبق کے اختتام پر جانچ۔

سبق کی تدریس سے پہلے کی جانچ :- یہ معلم کو اطلاعات وعلم فراہم کرتی ہیں کہ طلباء کو اردو زبان میں کتنی مہارت حاصل ہے۔کیا صلاحیت ہے۔زبان کے اکتساب کا یہ اصول ہے کہ سابقہ معلومات کے سیاق میں ہی نئی معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔

سبق کی تدریس سے پہلے کی جانچ کا مقصد یہ پتہ لگانا ہوتا ہے کہ مجوزہ درسیات ونصاب کو سیکھنے کی اہلیت ،زبان کی مہارت اور عبور طلباء میں ہے یا نہیں۔اس طریقہ کی جانچ کے ذریعہ طلباء کے تدریس کی سطح طے کی جاتی ہے اوراسی کے مطابق تدریس کو منصوبہ بند کیا جاتا ہے۔

تدریس کے دوران جانچ:- یہ جانچ عام طور پر تشخیصی جانچ ہوتی ہے۔اس کے ذریعہ معلم کو اردو کی منصوبہ بندی اور متن یا مواد مضمون کو سکھانے میں مدد ملتی ہے۔اس میں سبق سے متعلق سوالات کیے جاتے ہیں۔جنہیں عام طور پر تفہیمی سوالات کہا جاتا ہے۔اسی میں تجزیاتی سوالات بھی کیے جاتے ہیں۔

اس طریقہ کی جانچ کے دومقاصد ہوتے ہیں۔پہلا یہ کہ درسیات کا کون سا حصہ طلباء ٹھیک اور پوری طرح سے نہیں سیکھ پائے ہیں۔اور کیا۔کیا پڑھانا ابھی باقی ہے۔اس کے علاوہ طلباء کی اکتسابی مشکلات کا پتہ چلتا ہے تا کہ ان مشکلات کا حل فراہم کیا جائے۔

سبق کے اختتام پر جانچ :- سبق کے ختم کرنے کے بعد معلم کے ذریعہ متعین کیے مقاصد کے تحت طرز عمل میں آئی ہوئی تبدیلی کو جانچنے کے لیے کچھ سوالات کیے جاتے ہیں۔ان میں سوالات کی نوعیت مقاصد کے لحاظ سے طے ہوتی ہے۔عام طور پر اس میں مختصر جوابی سوالات ،مختصر ترین جوابی سوالات اور کبھی کبھی طویل جوابی سوالات بھی موجودہ ہوتے ہیں۔جانچ کے لیے سوالات اوران کی نوعیت کوئی بھی ہو جانچ سوالنامہ پر منحصر کرتی ہے۔کیونکہ سوالنامہ ہی تعین قدر یا جانچ کا آلہ ہے اس لیے سوالنامہ بنانے سے پہلے اس کے مقاصد ،سوالنامہ کا خاکہ ،سوالنامہ کے نشانات کی اسکیم ،وغیرہ سبھی کا تعین کرنا پڑتا ہے۔اسی کے تحت مجوزہ نصاب کے مقاصد کو سوالات کے اقسام ،ان کی تعداد اور جملہ نشانات کے ساتھ ہم آہنگ کیا جاتا ہے۔سوالنامہ بناتے وقت مختلف اقسام کے سوالات ہوتے ہیں۔جو درج ذیل ہیں۔

1۔ طویل جوابی سوالات

2۔ مختصر جوابی سوالات

3۔ معروضی قسم کے سوالات

طویل جوابی جانچ:- طلباء کی تحریری طور پر اظہار خیال کی مہارت کو جانچنے کے لیے طویل جوابی جانچ کا استعمال کیا جاتا ہے۔اس کے ذریعہ طلباء کی خیالات کو مجتمع کرنے کی اہلیت ،خیالات کو تجزیہ کرنے کی مہارت ،حاصل کردہ علم کے اطلاق کی اور خیالات کو منظّم کرکے اظہار کرنے کی اہلیت کی جانچ کی جاتی ہے۔آج کے دور میں طویل جوابی سوالات کا امتحان میں کافی استعمال کیا جاتا ہے حالانکہ اس طرح کے سوالات میں معروضیت کی کمی پائی جاتی ہے۔

طویل جوابی سوالات کی خامیاں:- کچھ وقت پہلے امتحانات میں صرف طویل جوابی سوالات ہی شامل کیے جاتے تھے۔مگر آج کل امتحانات میں مختصر جوابی سوالات ،تعددی انتخابی سوالات کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔مگر ابھی بھی طویل جوابی سوالات کی شمولیت زیادہ ہے۔اس میں ذیل نقائص پائے جاتے ہیں۔

I) طویل جوابی سوالات تحریری اہلیت پر ہی مبنی ہونے کی وجہ سے طلباء کی ہر طرح کی اہلیت کی جانچ نہیں کر سکتے۔جن طلباء کی تحریری استعداد زیادہ ہے وہ اچھے نمبرات حاصل کر لیتے ہیں مگر جن طلباء کی تحریری استعداد بہتر نہیں ہوتی وہ پچھڑ جاتے ہیں۔

II) یہ طریقہ کا رٹنے کی عادت کو تحریک بخشتا ہے۔کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ طلباء میں تحریری لیاقت نہیں ہوتی اور نہ ہی پوری طرح زبان پر عبور حاصل ہوتا

ہے۔ایسے میں وہ پورا جواب حرف بہ حرف رٹ لیتے ہیں اور امتحان میں ویسا ہی جواب لکھ دیتے ہیں۔یعنی وہ بنا سوچے کتابوں کے صفحات رٹ لیتے ہیں جس سے طلباء میں خوداعتمادی نہیں پیدا ہو پاتی ہے۔اسی طرح نچلی سطح کے نوٹس، گائڈ اور شرح کو مشہور کرنے میں بھی یہ طویل جوابی سوالات ذمہ دار ہوتے ہیں۔

III) طویل جوابی سوالات کے ذریعہ کی گئی جانچ میں طلباء آنے والے سوالات کا اندازہ پہلے سے لگا لیتے ہیں۔یعنی وہ کچھ اہم سوالات کی نشاندہی کر لیتے ہیں۔نتیجتاً تمام نصاب کو نہ پڑھ کر چند سوالات کو ہی رٹ کر چلے جاتے ہیں۔جس سے تعلیم امتحان مرکوز ہو جاتی ہے اور پورے نصاب کا علم طلباء کو نہیں ہو پاتا ہے۔

IV) طویل جوابی سوالات کی معتبریت کم ہوتی ہے۔اس سے طلباء کے اہلیت اور مہارت کی پوری طرح جانچ نہیں ہو پاتی ہے۔بلکہ اتفاقیت کا عنصر نمایاں رہتا ہے۔اگر اتفاق سے اچھی طرح تیار کیے گئے سوالات آ گئے تو ٹھیک ہے ورنہ طلباء میں اہلیت ہوتے ہوئے بھی جانچ میں اس کے نشانات کم ہو جاتے ہیں۔اسی طرح جانچنے والے کی بھی معتبریت کم رہتی ہے ایک ہی جواب کو دو مختلف لوگ دیکھیں تو مختلف نشانات حاصل ہوتے ہیں۔اب کس کے ذریعہ دئے گئے نمبرات یا نشانات صحیح ہیں اور کس کے غلط یہ سمجھنا مشکل ہے۔اس کے علاوہ اگر جانچ کرنے والا اپنی ہی جانچی ہوئی کاپی کو کچھ دن بعد جانچیں تو جملہ نشانات میں فرق آنے کے امکان ہو سکتے ہیں۔

V) ایسی جانچ طلباء کی تمام صلاحیتوں کی جانچ یا پیمائش نہیں کر سکتی۔اس میں کچھ چنے ہوئے سوالات پوچھے جاتے ہیں۔جس سے نصاب کے زیادہ تر حصے سے طلباء اجتناب کر کے کچھ زیادہ پوچھے گئے سوالوں کو ہی پڑھتے ہیں۔

VI) اس جانچ میں تعصبیت کا اندیشہ بنا رہتا ہے۔جانچنے والے کی نمبرات دینے کی اسکیم اس کے ذاتی خیالات اور ذہنی کیفیت پر منحصر کرتی ہے، جو طلباء جانچنے والے کے ذہن کے مطابق جوابات لکھتے ہیں انھیں نسبتاً اچھے نمبرات ملتے ہیں۔

VII) طویل جوابی سوال کا جانچنا اپنے آپ میں ایک مشکل امر ہے۔طلباء کے لمبے۔لمبے جوابات لکھے ہوتے ہیں جن کا جانچنا ایک صبر و تحمل کا کام ہے۔ایک ہی جیسے جوابات پڑھ کر کبھی کبھی اکتاہٹ سی ہونے لگتی ہے۔جس کا اثر طلباء کے نمبرات پر پڑتا ہے۔

VIII) کئی بار یہ دیکھا گیا ہے کہ جانچنے والے بنا پڑھے نمبر دے دیتے ہیں۔اُس میں ایسے طلباء بھی دیکھے گئے ہیں جو فلموں کی کہانیاں لکھ دیتے ہیں یا کوئی بھی کام کی بات نہیں لکھتے ہیں۔اس کے باوجود اچھے نمبروں سے پاس ہو جاتے ہیں اور یہ بات باقی طلباء کو بھی ایسا کرنے کی تحریک بخشتی ہے۔

طویل جوابی سوالات کی خوبیاں :- طویل جوابی سوالات مندرجہ بالا نقائص ہوتے ہوئے بھی اپنا وجود بنائے ہوئے ہیں تو اس کی بھی کچھ وجوہات ہے۔زبان اور زبان پر عبور، ذخیرہ الفاظ کی جانچ اس طویل جوابی سوالات کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

I) اس کے ذریعہ خیالات کو مجتمع اور منظّم کرنے کی صلاحیت کی جانچ ہوتی ہے۔طلباء کے صرف چند اطلاعات اور علم ہی کافی نہیں ہے بلکہ ان کو منظّم طریقہ سے اپنے الفاظ میں بیان کرنا یا اظہار کرنا اہم ہے۔انھوں نے اپنے خیالات کو منظّم کر کے اظہار کرنے کی مہارت سیکھ لی ہے یا نہیں اس کی جانچ صرف طویل جوابی سوالات کے ذریعہ ہی ہو سکتی ہے۔

II) طویل جوابی سوالات کے ذریعہ طلباء کی منطقی استدلال کی صحیح طریقہ سے جانچ ہو سکتی ہے۔تعلیم سے مراد صرف چند اطلاعات کو ذہن میں محفوظ کر لینا ہی نہیں ہے بلکہ ان کا مدلل تجزیہ کرنا بھی تعلیم کا ایک اہم جزو ہے۔طلباء نے اس جزو میں کہاں تک مہارت حاصل کی ہے یعنی وہ اطلاعات کی تجزیاتی تشریح و توضیح کر سکتے ہیں یا نہیں اسکی جانچ کے لیے طویل جوابی سوالات ایک بہترین آلہ ہے۔

III) زبان کی تدریس میں یہ طلباء کو مختلف اسلوب بیان، یا مختلف نوعیت سے اظہار خیال کی تدریس کرتے ہیں۔یعنی کبھی ہم کہتے ہیں کہ مفصل بیان کریں

کبھی کہتے ہیں مدلل بیان کریں۔تجزیہ کریں۔اس کے ذریعہ یہ جانچ ہوجاتی ہے کہ طلباء کومختلف قسم کے اظہار خیال یا اسلوب بیان کرنے کی اہلیت پیدا ہوتی ہے۔

(IV طویل جوابی سوالات کے ذریعہ یہ جانچ ہوسکتی ہے کہ طلباء کو زبان کے صحیح استعمال کی اہلیت اور خیالات میں تسلسل اور ربط اسلوب وطرز نگارش میں نکھار وغور وفکر کی صلاحیت، زبان میں فصاحت وبلاغت کی اہلیت ومہارت پیدا ہوئی ہے یا نہیں؟ جو کہ زبان کی تدریس کا اہم مقصد ہے۔

مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات وہ سوالات ہوتے ہیں جن کا جواب دو یا تین سطر میں دیا جاتا ہے۔یہ سوال زیادہ تر نچلی سطح کے اور علم پر مبنی ہوتے ہیں جیسے؛

1۔ پریم چند کی اہم تصانیف کون۔کون سی ہیں؟

2۔ صفت کی کتنی اقسام ہوتی ہے؟

3۔ عیدگاہ کہانی میں حامد کون تھا ؟وغیرہ

ان سوالات کے ذریعہ طلباء کے علم وتفہیم کی جانچ کی جاتی ہے اور کچھ حد تک طلباء کی تحریری لیاقت کا بھی اندازہ لگایا جاتا ہے۔اس میں تعددی انتخاب کی طرح طلباء اندازے سے کام نہیں لے سکتے کیونکہ جواب دینے کے لیے مکمل جملے کی ترکیب کرنی ہوتی ہے۔اس طرح جملہ کی ترتیب وترکیب وساخت کی بھی جانچ ہوجاتی ہے۔اس طریقہ کی جانچ میں طویل جوابی سوالات کی طرح کچھ چنے سوالات ہی شامل نہیں کیے جاتے ہیں بلکہ سوالات کی تعداد نسبتاً زیادہ ہوتی ہے اور درسیات کی زیادہ سے زیادہ نمائندگی ہوجاتی ہے۔اس لیے طلباء کو درسیات کا سنجیدگی سے اور وسیع طور پر مطالعہ کرنا پڑتا ہے۔اس میں طلباء کو چھوٹے ۔چھوٹے جملوں میں اپنے خیالات کا اظہار کرنا ہوتا ہے اور ان کو رٹنے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔اس کے علاوہ تدریس کے دوران بھی معلم مختصر سوالوں کے ذریعہ طلباء کی مختلف اہلیتوں کا اندازہ لگالیتا ہے۔اس طرح کے سوالات کے جوابات دینے کا طلباء کو درجہ سے ہی تجربہ ہوجاتا ہے۔نتیجتاً ایسے سوالات طلباء کے لیے کسی خوف کا باعث نہیں ہوتے ہیں۔ان کی جانچ بھی تعددی انتخاب کی طرح آسان رہتی ہے۔اور اس میں انفرادیت اور عصبیت کا عنصر بھی نہیں رہتا ہے۔

معروضی جانچ:- طلباء کے علم، تفہیم اور حافظہ کی جانچ کے لیے معروضی جانچ کی جاتی ہیں۔درسیات کا ذیادہ تر حصہ ان سوالات کی وجہ سے جانچ میں شامل ہوجاتا ہے۔کیونکہ معروضی جانچ میں پوچھے گئے سوالات کے جوابات انتہائی مختصر ہوتے ہیں اور طلباء کو ان کا جواب دینے میں کوئی وقت درکار نہیں ہوتا ہے اور تھوڑے ہی وقت میں زیادہ سے زیادہ سوالات کے ذریعہ زیادہ علم تفہیم کی جانچ ہوجاتی ہے۔ان سوالات کی جانچ بھی نسبتاً جلدی ہوجاتی ہے۔اور اس کے علاوہ اس کے نتائج میں معتبریت اور معروضیت کا عنصر نمایاں رہتا ہے۔

اس جانچ میں مختلف قسم کے سوالات ہوتے ہیں۔

1۔ تعددی انتخابی سوالات

اس میں ایک سوال کے تین یا چار جواب دیے جاتے ہیں۔جن میں صرف ایک صحیح ہوتا ہے۔جیسے؛

(1) ''آنکھیں بچھانا'' کا مطلب ہے۔

1۔ غصہ کرنا

2۔ پیار ہونا

3۔ استقبال کرنا

4۔ کترانا

(ب) اسم کی جگہ پر استعمال ہونے والے لفظ کو کہتے ہیں۔

1۔ صفت

2۔ ضمیر

3۔ اسم نکرہ

4۔ فعل

2۔ خالی جگہ کو پر کرنا:- اس میں طلباء کو خالی جگہ پر کرنے کو کہا جاتا ہے۔ جیسے:-

(ا) گئودان ناول کے مصنف۔۔۔۔۔۔۔۔ ہیں۔

(ب) استاد کی جمع۔۔۔۔۔۔۔ ہے۔

(ج) غزل کے آخری شعر کو۔۔۔۔۔۔۔ کہتے ہیں۔

3۔ صحیح غلط کے درمیان تفریق کرنے کی اہلیت کی جانچ:- اس میں طلباء کے سامنے کچھ جملے رکھے جاتے ہیں۔ جن میں سے کچھ غلط ہوتے ہیں اور کچھ صحیح ہوتے ہیں۔ طلباء کو انہیں پڑھ کر صحیح پر ( ) نشان اور غلط پر ( ) کا نشان لگانا ہوتا ہے۔ جیسے:۔

1۔ ''گودان''، منشی پریم چند کا مشہور ناول ہے۔

2۔ اسم کی تعریف بیان کرنے والے الفاظ کو صفت کہتے ہیں۔

3۔ فانی ایک قصیدہ گو شاعر تھے۔

4۔ جوڑے میلان؛

اس میں طلباء کو دو فہرست دی جاتی ہے اور ایک فہرست مین دیے الفاظ کو دوسری فہرست کے الفاظ سے ملانا ہوتا ہے۔ جیسے؛

(ا)	(ب)
1۔ آگرہ	صفت
2۔ لکڑی	اسم
3۔ لال	ضمیر
4۔ کون	اسم
5۔ جانا	فعل

5۔ بازآفرینی:- اس کے ذریعہ طلباء کی یادداشت کی جانچ کی جاتی ہے۔ جیسے؛

نیچے دیے گئے الفاظ کے معنی ان کے سامنے لکھیں۔

1۔ رنجیدہ ۔ 2۔ دشواری ۔

3۔ ابتداء ۔ 4۔ انحصار ۔

معروضی جانچ کی خوبیاں:- آج کل معروضی ٹیسٹ کا رجحان کافی بڑھ رہا ہے۔ اس کی وجہ بظاہر ان کی مندرجہ ذیل خوبیاں ہیں۔

1۔ معروضی جانچ میں طویل جوابی سوالات کی طرح چند گنے چنے سوالات کی ہی شمولیت نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ اس میں درسیات کی زیادہ سے زیادہ نمائندگی ہوتی ہے۔ نتیجتاً طلباء کچھ گنے چنے سوالات تیار کر کے امتحانات میں نہ جا کر پورا کا پورا نصاب تیار کرتے ہیں۔

2۔ معروضی جانچ میں علم، تفہیم اور حافظہ کی جانچ ہوتی ہے۔اس میں وہ طلباء بھی اچھے نمبرات حاصل کر لیتے ہیں جن کی تحریری استعداد اچھی نہیں ہوتی ہے یا نسبتاً کم ہوتی ہے۔اس طرح یہ جانچ تمام طلباء کے ساتھ پورا پورا انصاف کرتی ہے۔

(III) اس طرح کی جانچ میں نمبرات دینے کے لیے کسی خاص مہارت کی ضرورت نہیں پڑتی۔اس کی جانچ کوئی بھی کر سکتا ہے جس میں وہ طلباء بھی شامل ہیں جنہوں نے خود امتحان دیا ہے۔

(IV) اس طرح کی جانچ میں طلباء کو لمبے لمبے سوالات کو رٹنے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے بلکہ مواد کی بہتر طریقہ سے تفہیم کرنا ضروری ہوتا ہے۔کیونکہ ان کو جواب ایک ہی لفظ، یا صحیح/غلط کا نشان لگا کر دینا ہوتا ہے۔

(V) اس طرح کی جانچوں میں معتبریت کا عنصر نمایاں رہتا ہے۔اس کو ایک سے زیادہ ماہرین بھی جانچیں تو نتیجہ ایک جیسے ہی آتے ہیں۔

(VI) اس طرح کی جانچوں میں معقولیت نمایاں رہتی ہے۔ان کے ذریعہ طلباء کی جن مہارتوں و اہلیتوں کی جانچ متوقع ہے یہ اسی کی جانچ کرتے ہیں۔یعنی اگر طلباء کی صرف ونحو کی مہارت، قواعد کی مہارت یا مختلف انواع علم کی تفہیم غرضیکہ جس اہلیت کی جانچ کرنی ہے اس کی جانچ معقولیت سے کرتا ہے۔

(VII) اس قسم کی جانچ میں طلباء میں خوف و ہراس کم ہوتا ہے ان کو لمبے۔لمبے جوابات یاد نہیں کرنے پڑتے ہیں۔ان کو چھوٹی۔چھوٹی باتیں سمجھنی اور یادداشت میں محفوظ رکھنی ہوتی ہیں۔اس میں کیونکہ تقریباً تمام نصاب کی شمولیت رہتی ہے اس لیے طلباء کو بھی بھروسہ رہتا ہے کہ وہ سوالات کے جوابات مناسب طریقہ سے دے سکیں گے اور امتحان میں کامیابی حاصل کر لیں گے۔اس لیے وہ ذہنی دباؤ کا شکار نہیں ہوتے ہیں۔

معروضی جانچ کی خامیاں:- اس میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ معروضی جانچ میں نسبتاً زیادہ معتبریت، معقولیت کا عنصر رہتا ہے باوجود اس کے اس میں کچھ خامیاں بھی ہیں۔جو درج ذیل ہیں۔

I) اس کے ذریعہ طلباء کی تجزیاتی سوچ، منطقی سوچ اور دلائل دینے کی اہلیت کی جانچ نہیں ہو پاتی ہے اور مدلل اور تجزیاتی و منطقی سوچ سے پرے علم کھو کھلا ہوتا ہے۔

II) زبان کی تدریس کا سب سے اہم مقصد طلباء میں اپنے خیالات و جذبات کا اظہار کرنے کی صلاحیت پیدا کرنا ہے لیکن معروضی جانچ طلباء کی اس اہلیت کی جانچ صحیح انداز سے نہیں کر پاتی ہے۔اظہار بیان کی اہلیت حاصل کرنے کے لیے مشق کی ضرورت ہوتی ہے۔لیکن اگر طلباء کو معلوم ہو کہ جانچ میں اظہار بیان کی اہلیت کی جانچ نہیں ہوگی تو وہ اس کی مشق کبھی نہیں کریں گے۔اس لیے زبان کی تدریس صرف معروضی جانچ پر منحصر نہیں رہ سکتی۔اس میں ان سوالات کی شمولیت لازمی ہے جن سے اظہار بیان کی اہلیت کو تقویت ملے۔

III) معروضی جانچ کے ذریعہ علم کی ٹکڑوں میں جانچ کی جاتی ہے مگر علم کی انضمامی طور پر جانچ نہیں کی جاسکتی۔جبکہ زبان کی تدریس کا مقصد طلباء کو اپنے خیالات کو منظم کر کے ان کو جملوں کی ساخت دیکر بیان کرنے کی اہلیت پیدا کرنا ہے۔

IV) معروضی جانچ میں زیادہ تر طلباء اندازہ لگا کر بھی سوالات کا جواب دیتے ہیں اور اندازہ لگا کر جواب دینے سے کئی بار طلباء اچھے نمبرات سے کامیاب بھی ہو جاتے ہیں۔

ان خامیوں کے باوجود بھی معروضی جانچ بہت افادی ہے۔ضرورت اس بات کی ہے کہ ان خامیوں کو دور کرتے ہوئے جانچ کی جائے۔

اپنی معلومات کی جانچ:

(1) معروضی جانچ کسے کہتے ہیں۔مثالیں دیجئے؟

(2) طویل جوابی سوالات کی خوبیوں کو بیان کیجئے؟

(3) بلیو پرینٹ سے کیا مراد ہے؟

(4) اسکولی تحصیلی جانچ کے مقاصد تحریر کیجیے؟

10.10 یاد رکھنے کے اہم نکات:۔

☆ مقاصد کا حصول ہوا ہے یا نہیں؟ اگر ہوا ہے تو پوری طرح ہوا ہے یا ادھورا ہی ہے؟ اس سلسلہ میں کئی سوالات اُٹھتے ہیں۔ پیمائش اور جانچ اسی بارے میں جانکاری فراہم کرتی ہے۔

☆ تدریسی عمل میں تین عناصر ہوتے ہیں پہلا مقاصد کا تعین، دوسرا مقاصد کے حصول کے لیے فراہم کیے جانے والے تجربات اور تیسرا ان مذکورہ مقاصد کے حصول کی مقدار کو متعین کرنے کے لیے جانچ یا تعین قدر!

☆ معلم کے بنیادی فرائض میں ایک اہم فریضہ یہ بھی ہے کہ وقتاً فوقتاً طلبا کی لیاقت وصلاحیت کی جانچ کی جائے اور ان کی رفتار و ترقی کا جائزہ لیا جائے۔

☆ تعلیمی کمیشن کے مطابق: ’’تعین قدر ایک مسلسل عمل ہے۔ یہ مکمل نظام تعلیم کا ایک اہم عنصر ہے اور مقاصد تعلیم سے بہت گہرا تعلق رکھتا ہے۔ یہ طلباء کی مطالعہ کی عادت اور معلم کے طریقہ تدریس پر کافی اثر ڈالتا ہے۔ اور اس طرح یہ تعلیمی تحصیل کی پیمائش اور اس میں بہتری لانے میں معاون ہوتا ہے‘‘۔

☆ ثانوی تعلیمی کمیشن کے مطابق’’ جانچ ایک اہم ذریعہ ہے جس کے ذریعہ سماج اس بات کا پتہ لگاتا ہے کہ اسکول اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طریقہ سے پورا کر رہے ہیں اور اسکول میں طلباء کو صحیح طریقہ سے تعلیم فراہم کی جارہی ہے اور وہ مطلوبہ سطح کو حاصل کر رہے ہیں‘‘۔

☆ اس طرح تدریسی عمل میں تین اہم عناصر ہیں۔1۔تدریسی مقاصد،2۔اکتسابی تجربات،3۔معلم کی جانچ!

☆ مقاصد سے مراد معلم کی وہ توقعات ہیں جس سے وہ طلباء کے طرز عمل میں مطلوبہ تبدیلی لانا چاہتا ہے۔

☆ اکتسابی تجربات سے مراد وہ تمام سرگرمیاں، تجربات، وسائل وذرائع ہیں جن کے ذریعہ وہ طرز عمل میں تبدیلی حاصل کرنا چاہتا ہے۔

☆ جانچ مطالعہ کے لیے تحریک دیتی ہے۔ جانچ میں کچھ ایسے سوالات بھی ہوتے ہیں جو کہ پورے نصاب پر مبنی ہوتے ہیں۔ اس لیے طلباء پورے نصاب کا مطالعہ کرتے ہیں۔ جس سے ان کے علم و تفہیم میں اضافہ ہوتا ہے۔ جانچ ایک طریقہ سے معلم اور متعلم دونوں کے لیے تقویت کا کام کرتی ہے۔

☆ پیمائش سے مراد ناپنا ہے اس میں آلات کے ذریعے طلباء کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں جیسے لمبائی، وزن، آنکھوں کی روشنی، قوت سماعت وغیرہ کا پتہ لگانا ہے۔

☆ جانچ (Evaluation) کے تحت نہ صرف شخصیت کے مادّی پہلوؤں بلکہ کیفیتی پہلوؤں کے بارے میں معلومات حاصل کی جاتی ہے بلکہ اس کے ذریعے جسمانی نشونما، سماجی نشونما اور اخلاقی نشونما کی بھی جانچ کی جاتی ہے۔

☆ جانچ (Evaluation) کے ذریعے طلباء کی دلچسپیوں، تصورات، تفکرات، عادتوں میں تبدیلی کا بھی اندازہ لگایا جاتا ہے۔

☆ جانچ کا تصور زیادہ جامع اور وسیع ہے اور دیگر تصورات جیسے آزمائش، امتحان، پیمائش اور اندازہ قدر اس کے جزو ہیں۔

☆ پیمائش (Measurement) کا دائرہ محض کمیتی (Quantitative) پہلو تک محدود رہتا ہے جب کہ جانچ (Evaluation) کے اندر کیفیتی (Qualitative) اور کمیتی (Quantitative) دونوں پہلو موجود ہوتے ہیں۔

☆ ایک معیاری جانچ کو ایک مثالی طریقہ پر درست، معتبر، قابل عمل، منصفانہ اور مفید ہونا چاہئے۔

☆ انسانی شخصیت کے تمام پہلوؤں کی جانچ کرنے کے لیے ماہرین تعلیم نے مختف آلات اور تکنیک کی تعمیر تشکیل کی ہیں۔ ان میں مشاہداتی طریقہ کار، انٹرویو، سوالنامہ، معلم کے ذریعہ تیار کردہ غیر رسمی ٹیسٹ، معیاری ٹیسٹ، ریٹنگ اسکیل، انیکڈوٹل ریکارڈ، مجموعی ریکارڈ اور سوشیو میٹر یہ بہت اہمیت کے حامل ہیں۔

☆ مسلسل اور جامع جانچ سے مراد معلم کے جماعت میں داخل ہونے سے لیکر سبق کے اختتام اور کورس یا پروگرام کے اختتام تک اکتساب کے حصول کی جانچ کرنا ہے۔

☆ مسلسل اور جامع جانچ کے ذریعے طلباء کے نہ صرف وقوفی اور معلوماتی پہلوؤں کا بلکہ سماجی، اخاقی، جذباتی، جمالیاتی غرض پر پہلو کو جانچا و پرکھا جاتا ہے۔

☆ مشاہدہ، انٹرویو، سوالنامہ، معیاری ٹیسٹ، ریٹنگ اسکیل، انیکڈوٹل، سوشیومیٹری وغیرہ جانچ کے اہم آلات اور تکنیکیں ہیں۔

☆ طلباء کی تحریری طور پر اظہار خیال کی مہارت کو جانچنا، طلباء میں خیالات کو مجتمع کرنے، تجزیہ کرنے اور اس کا اطلاق کرنے کی صلاحیت کو فروغ دینا طویل جوابی سوالات کے مقاصد ہیں۔

☆ زبان پر عبور، ذخیرہ الفاظ کی جانچ، خیالات کو جمع کرنا، تجزیہ کرنا، منظم کرنا وغیرہ طویل جوابی سوالات کی خوبیاں ہیں۔

☆ معروضی جانچ میں تعددی انتخابی سوالات، خالی جگہ پُر کرنے والے سوالات، صحیح غلط والے سوالات، جوڑے ملانا اور باز آفرینی والے سوالات شامل کیے جاتے ہیں۔

☆ درسیات کی زیادہ سے زیادہ نمائندگی، علم، تفہیم اور حافظ کی جانچ ہیں معروضی جانچ کی خوبیاں ہیں۔

10.11 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں:۔

تفصیل جوابی سوالات؛

1۔ پیمائش و جانچ کے مفہوم اور تصور کی وضاحت کرتے ہوئے تدریسی عمل میں اس کی اہمیت پر روشنی ڈالیے۔

2۔ پیمائش و جانچ میں فرق کا تفصیلی جائزہ پیش کیجئے۔

3۔ ایک معیاری جانچ کی خصوصیات پر مدلل بحث کیجئے۔

4۔ جانچ کے مختلف آلات اور تکنیک کی نشاندہی کرتے ہوئے اس کا استعمال کی تراکیب بیان کیجئے۔

5۔ مسلسل جامع جانچ کے مفہوم، تصور، ضرورت و اہمیت کی تفصیلی وضاحت کیجئے۔

6۔ موجودہ امتحانی نظام کے نقائص بیان کرتے ہوئے اسے معیاری بنانے کی حکمت عملی پر روشنی ڈالئے۔

7۔ اسکولی تحصیلی آزمائش (SAT)؛ تیار کرنے کے مختلف مراحل کو سمجھایئے۔ آپ اس کا استعمال کیسے کریں گے؟ واضح کیجئے۔

مختصر جوابی سوالات؛

1۔ جانچ سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

2۔ تدریس و اکتساب کے عمل میں جانچ کے کیا مقصد ہیں؟

3۔ تدریس و اکتساب میں جانچ کی اہمیت اور ضرورت کو سمجھایئے۔

4۔ جانچ کے لیے مجوزہ آلات و تکنیک کی فہرست بنایئے۔

5۔ اسکول میں تحصیلی جانچ کا مفہوم بیان کیجئے۔

6۔ تحصیلی آزمائش کے طریقہ کا کے اہمنکات کیا ہیں؟ لکھئے۔

7۔ تحصیلی آزمائش کے طریقہ کار کے اہم نکات لکھئے۔

مختصرترین جوابی سوالات؛

1۔ انٹرویو کی تین خصوصیات بیان کیجئے۔

2۔ سوالنامہ کی دو قسموں کا نام لکھئے۔

3۔ معلم کے ذریعہ تیار کردہ غیر رسمی ٹیسٹ کی مچال پیش کیجئے۔

4۔ معیاری ٹیسٹ کی معقلیت سے کیا مراد ہے؟

5۔ ریٹنگ اسکیل کا استعمال ژخصیت کے کن پہلوؤں کی جانچ کے لیے کیا جاتا ہے؟

76 انیکڈوٹل ریکارڈ میں کیا لکھا جاتا ہے؟

7۔ کسی دو سوشیومیٹری ٹیسٹ کا م نام لکھئے۔

معروضی سوالات؛

1۔ پیائش کے ذریعے شخصیت کے کن پہلوؤں کی پیائش کی جاتی ہے؟

1۔ کیفیتی

2۔ کمیتی

3۔ نسبتی

3۔ تینوں

2۔ جانچ کے ذریعے شخصیت کے کن پہلوؤں کی جانچ کی جاتی ہے؟

1۔ نسبتی

2۔ کیفیتی

3۔ کمیتی

4۔ تینوں

3۔ "ہمارے ملک میں رائج نظام امتحان نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ یہ تعلیم کے لیے بددعا ہے۔" کس کا قول ہے؟

1۔ گاندھی جی

2۔ مولانا آزاد

3۔ رادھا کرشنن

4۔ ڈاکٹر ذاکر حسین

4۔ مسلسل جامع جانچ میں شخصیت کی کن پہلوؤں کی جانچ کی جاتی ہے؟

1۔ جسمانی

2۔ ذہنی

3۔ سماجی

4۔سبھ ی

10.12 سفارش کردہ کتابیں:۔

- نجم السحر ،صابرہ سعید، تدریس اردو، پرعثر ، پبلشنگ ہاؤس، حیدرآباد2006
- محی الدین قادری زور، تدریس اردو، یونیک بک میڈیا، شرینگر2006
- عمیر منظر، اردو زبان کی تدریس اور اس کا طریقہ کار شپرا پبلیشنگ دہلی2009
- اومکا کول، مسعود سراج، اردو اصناف کی تدریس، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی 2003
- محی الدین بچھ، جدید تدریس اردو، گلشن پبلیکیشنز شرینگر1998
- رشید احمد زبان اور قواعد قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی۔
- ریاض احمد، اردو تدریس، مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ دہلی، 2013
- محمد حسن، ادبیات شناسی، ترقی اردو بیورا، نئی دہلی1989